آخری پیغام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

دربار عالیہ مُرشد آباد شریف، پشاور

باھتمام :

سرہند پبلی کیشنز، کراچی

پاکستان

کتاب ــــــ آخری پیغام
مصنّف ــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ناشر ــــــ خواجہ عبداللہ جان نقشبندی مجددی قادری
طابع ــــــ سرہند پبلی کیشنز، کراچی
مطبع ــــــ فضلی سنز لمیٹڈ۔ اردو بازار کراچی
طباعت ــــــ ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء
اشاعت ــــــ اوّل
تعداد ــــــ گیارہ سو
قیمت ــــــ ۷۵/- روپے

ملنے کے پتے

۱ ۔ دربار عالیہ، مرشد آباد شریف، کوہاٹ روڈ، پشاور
۲ ۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی
۳۔ سرہند پبلی کیشنز، مکان نمبر ۸۸، بلاک نمبر ۷۔۸
دہلی مرکنٹائل ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی نمبر ۰۸۰۶
فون:۔ ۴۳۶۷۸۶ اور ۲۳۸۶۱۱
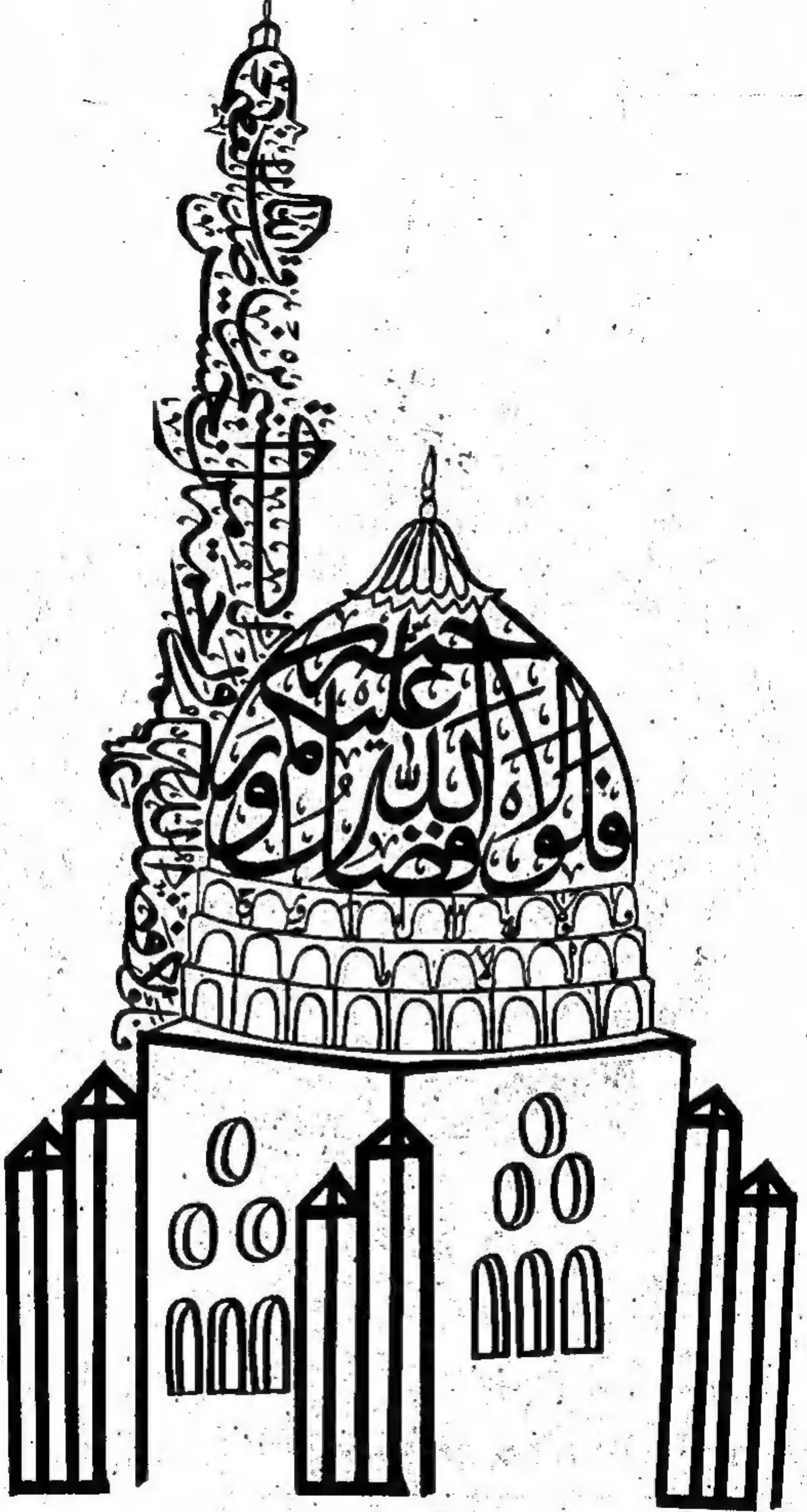
فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾

قل من كان عدوا لجبريل فانه نزله على قلبك باذن الله
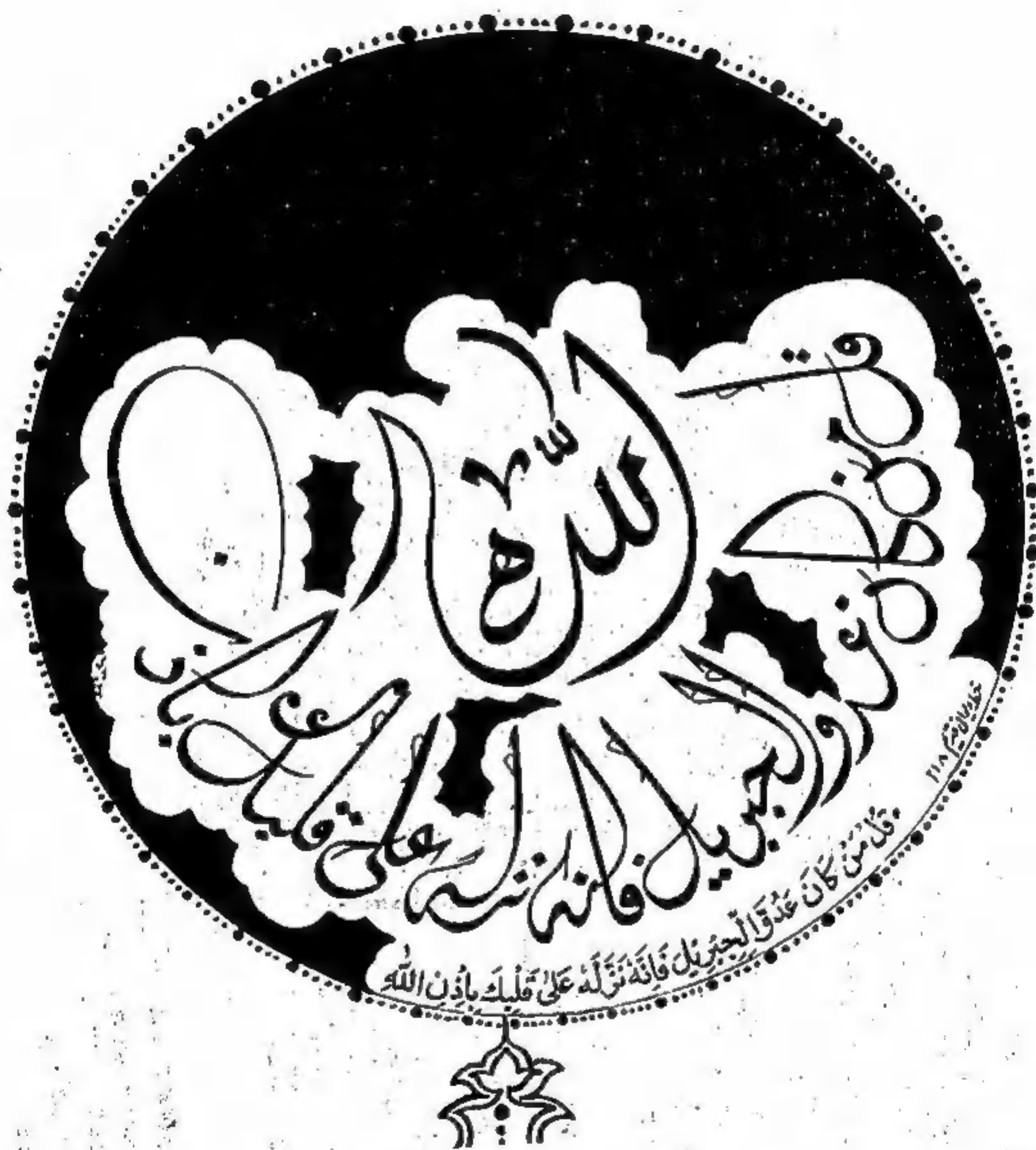
اُس کے نام

☆ ـــــ جس کی عمر عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
☆ ـــــ جس کے جمال جہاں آرا کی اللہ نے قسم کھائی
☆ ـــــ جس کے دیار عزیز کی اللہ نے قسم کھائی
☆ ـــــ جس کو دونوں جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا
☆ ـــــ جس کو دونوں عالم کے لیے ھادی بنا کر بھیجا
☆ ـــــ جس کو علم و حکمت کے خزانوں سے سرفراز کیا
☆ ـــــ جس کے حضور آسمان و زمین سے ہر آن درود و سلام کے گجرے پیش کیے جاتے ہیں
☆ ـــــ جس کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا
☆ ـــــ جس کی محبت کو اللہ نے اپنی محبت قرار دیا
☆ ـــــ جس کے لیے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی
☆ ـــــ جس کی بشارت داؤد (علیہ السلام) نے دی
☆ ـــــ جس کی بشارت موسیٰ (علیہ السلام) نے دی
☆ ـــــ جس کی بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی
☆ ـــــ جس کی بشارت ہر آنے والے نے دی

☆ — جس کی بشارت زرتشت نے دی

☆ — جس کی بشارت گوتم بدھ نے دی

★ — جس کی بشارت ویدوں میں دی گئی

☆ — جس نے ایک جہاں کو اخلاق سے اپنا گرویدہ بنایا

☆ — جس نے اخلاق ہی سے خوں کے پیاسوں کو اپنا جاں نثار بنایا

☆ — جس نے کشاکش زندگی سے کبھی پیٹھ نہ پھیری، مردانہ وار جینا سکھایا۔

☆ — جس نے جو کہا پورا ہو کر رہا، اور جو کیا پورا کر کے رکھا

☆ — جس نے اپنے دوست دشمن کسی کو نہ ترسایا، سبھی کو سیراب کیا

☆ — جس نے زندگی بھر ایک جوڑے میں بسر کی — جو غریبوں کا غریب اور شہنشاہوں کا شہنشاہ تھا۔

☆ — جس نے سادگی کی انتہا کر دی، جس نے عاجزی کی انتہا کر دی

☆ — جس نے شاہی کی مگر فقیرانہ بسر کی

☆ — جس نے غریبوں کا نام لے لے کر عیش و عشرت کا خواب نہ دیکھا اور شرم و حیا کو نہ شرمایا۔

☆ — جس کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہا

☆ — جس نے ہاتھ کبھی نہ پھیلایا، لینا نہیں دینا سکھایا

☆ — جس کے انداز جدید سے جدید تر تھے

☆ — جس کے افعال عجیب سے عجیب تر تھے

☆ — جس کے اقوال خوب سے خوب تر تھے

☆ — جس نے زبان و رنگ کو اللہ کی نشانیاں قرار دیا اور تنگ نظر

انسانوں کو وسعت فکر و نظر دی

☆ ـــــ جس نے آنے والے حادثات کی اطلاع دے کر انسان کو ہوشیار و خبردار کیا

☆ ـــــ جس نے علم و حکمت کے دریا بہائے

☆ ـــــ جس نے بتایا بہترین معاشرہ کے لیے معاشی وسائل ہی نہیں اخلاقی اقدار کی بھی ضرورت ہے۔

☆ ـــــ جس نے بچوں کو صداقت کا سبق دیا اور صداقت شعار بنایا

☆ ـــــ جس کے تربیت یافتہ بچوں نے باطل کے آگے سر نہ جھکایا اور سر دے دیا۔

☆ ـــــ جس نے موت کے آئینے میں زندگی کا چہرہ دکھایا اور شہیدوں کو جاوداں بتایا

☆ ـــــ جس نے خادموں کو خدمت کا طریقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے تاجروں کو تجارت کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے ملازموں کو ملازمت کا قرینہ بتایا

☆ ـــــ جس نے شوہروں کو حقوق زوجیت کا پاسدار بنایا

☆ ـــــ جس نے حاکموں کو حکومت کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے فوج کشوں کو فوج کشی کا سلیقہ بتایا

☆ ـــــ جس نے فاتحوں کو فتح و نصرت کے آداب سکھلائے

☆ ـــــ جس نے مہد سے لحد تک انسانی زندگی کے سارے گر بتائے

☆ ـــــ جس نے معیشت کی راہیں کھولیں

☆ ـــــ جس نے معاشرت کے طریقے بتائے

☆ —— جس نے محبت کا سبق سکھایا

☆ —— جس نے زندہ درگور کی جانے والی عورت کو مسند عزت پر بٹھایا

☆ —— جس نے عورت کے قدموں کے نیچے جنت کو لاکر رکھا اور اس کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا

☆ —— جس نے زندہ رہنا سکھایا

☆ —— جس نے مرنا جینا سکھایا

☆ —— جس نے مظلوموں کی دادرسی کی

☆ —— جس نے مسلم و غیر مسلم دونوں کی مشکل کشائی کی

☆ —— جس نے بے کسوں، بے بسوں اور مظلوموں کو صاحب اختیار و اقتدار بنایا

☆ —— جس نے کنجشک فرومایہ کو شاہین سے لڑایا اور پست حوصلہ انسانوں کو بلند حوصلہ عطا فرمایا

☆ —— جس نے علم کی لگن لگائی، جس نے لوح و قلم کا وقار بلند کیا،

☆ —— جس نے جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور علم کے نور سے منور کیا

☆ —— جس نے ضعیف کا حق قوی سے دلوایا اور قوی کو دینا سکھایا۔

☆ —— جس نے دادرسی کے لیے تلوار اٹھائی

☆ —— جس نے دادخواہوں کی دادرسی کی

☆ —— جس نے مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی

☆ —— جس نے کسانوں اور مزدوروں کی حمایت کی

☆ —— جس نے غریبوں اور مفلسوں کو گلے لگایا

☆ —— جس نے تہذیب و تمدن کا پاس رکھا،

☆ ـــــ جس نے رسم و رواج کا لحاظ رکھا

☆ ـــــ جس نے فکر انسانی میں ایک انقلاب برپا کیا

☆ ـــــ جس نے عالمی نشاۂ ثانیہ کا اعلان کیا اور فکر و نظر کو بیدار کیا

☆ ـــــ جس نے انسانی معاشرے میں انقلاب برپا کیا

☆ ـــــ جس نے زمین والوں کو پرواز کرنا سکھایا

☆ ـــــ جس نے نوع انسانی کے لیے مہمیز کا کام کیا

☆ ـــــ جس نے شعور و آگہی کی آنکھیں کھول دیں

☆ ـــــ جس نے قلب انسانی کو سنوارا

☆ ـــــ جس نے تسخیر کائنات کے گر بتائے

☆ ـــــ جس نے ذہنوں کو جھنجھوڑا، جس نے دلوں کو ٹٹولا

☆ ـــــ جس نے نوع انسان کو ایک ملت کا تصور دیا اور ایک جیتا جاگتا ضابطۂ حیات ساتھ لایا

☆ ـــــ جس نے رنگ و نسل، قومیت و علاقائیت سے بے نیاز ہو کر سوچنا سکھایا اور ایک آفاقی سوچ دی

☆ ـــــ جس نے مغلوب و مفتوح کائنات کو فاتح کائنات بنایا

☆ ـــــ جس نے ذہنوں اور دلوں کو قابو میں رکھنا سکھایا

☆ ـــــ جس نے بتایا سارا جہاں ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کچھ نہ ہو ـــــ جس طرح اعداد کی ساری دنیا ایک سے وابستہ ہے ایک نہ ہو تو کوئی عدد نہ ہو ـــــ

☆ ـــــ جس نے اعلان کیا نہ گورے کو کالے پر فخر ہے نہ کالے کو گورے پر

☆ ـــــ جس نے اعلان کیا نہ عربی کو عجمی پر فخر ہے، نہ عجمی کو عربی پر

☆ —— جس نے اعلان کیا شرافت و بزرگی کا معیار کردار و عمل ہے

☆ —— جس نے روح کو بیدار کیا، فکر کو جگایا، نظر کو چمکایا

☆ —— جس نے آخرت کا تصور دے کر زندگی کو وسیع سے وسیع تر کر دیا

☆ —— جس نے انقلاب نو کا اعلان کیا

☆ —— جس نے وحدت آدم کا علم بلند کیا

☆ —— جس نے وحدت فکر و عمل کا پھریرا لہرایا

☆ —— جس کا فیض کل بھی جاری تھا، جس کا فیض آج بھی جاری ہے، جس کا فیض کل بھی جاری رہے گا

تو ہمی دانی کہ آئین تو چیست ؟

زیر گردوں سرّ تمکین تو چیست؟

آں کتاب زندہ، قرآن حکیم؟

حکمت او لایزال است و قدیم

حرف او را ریب نے تبدیل نے

آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

نوع انساں را پیام آخریں

حامل او رحمۃ للعالمین

اقبال

وعلم
آدم الأسماء كلها ثم عرضهم على الملائكة فقال أنبئوني بأسماء هؤلاء إن كنتم صادقين

حرفِ اوّل

محترمی حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبد اللہ جان نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ (مرشد آباد، پشاور، پاکستان) کی سرپرستی میں مدینہ قرآن کمیٹی (لاہور، پاکستان) عجائب القرآن کے عنوان سے قرآن حکیم کا ایک ایسا نسخہ تیار کرا رہی ہے جس میں خطاط پاکستان جناب خورشید عالم گوہر رقم نے تقریباً ۲۰۰ قرآنی رسم الخط استعمال کیے ہیں جو گزشتہ چودہ صدیوں میں ایجاد ہوئے ــــــ اس عظیم شہ کار پر مقدمہ لکھوانے کے لیے حضرت خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی متفکر تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے سجادہ نشین اور شارح شمائل ترمذی شریف حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی، (پشاور۔ پاکستان) سے ذکر آیا تو موصوف نے فقیر کا نام تجویز کیا ــــــ فقیر نے حضرت موصوف کی شرح شمائل ترمذی شریف (انوارِ غوثیہ) پر ۱۹۷۵ء میں ایک مقدمہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا "الانوار الاحدیہ فی شرح الشمائل النبویۃ" ــــــ یہ شرح ۱۹۷۶ء میں لاہور (پاکستان) سے شائع ہو کر مقبول ہوئی ــــــ حضرت موصوف کے مشورے پر خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کا پیغام ان کے مرید باصفا برادرم محمد آصف آصفی الخیری نے ارسال کیا جو دسمبر ۱۹۸۳ء میں اس وقت ملا جب یہ فقیر قومی سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے اسلام آباد جا رہا تھا ــــــ اس خانوادے سے یہ فقیر پہلے متعارف نہ تھا البتہ پروفیسر خالد ابن مفتی الخیری نے اپنی تصنیف (سلسلۂ خیریہ)

(مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) ارسال فرماکر ایک سال قبل تعارف کی راہ ہموار کی تھی ـــــــ

بہر حال اسلام آباد سے واپسی پر مزید مراسلت ہوئی اور عجائب القرآن کے پہلے پارے کا عکس بھی ملا جس میں تقریباً ۳۲ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے جس کو دیکھ کر مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی ـــــــ لیکن دل میں یہ خواہش تھی کہ مقدمہ لکھنے سے قبل عجائب القرآن کی اصل کاپی کو ایک نظر دیکھ لیا جائے تاکہ علم الیقین کے بعد عین الیقین بھی حاصل ہو جائے چنانچہ خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی کی دعوت پر اپریل ۱۹۸۴ء میں آستانہ خیریہ اسلام آباد پہنچا جہاں لاہور سے فقیر کے لیے عجائب القرآن کا پہلا پارہ لایا گیا تھا ـــــــ جس کو دیکھ کر مزید حیرت ہوئی ـــــــ اس کا طول تین فٹ ہوگا اور عرض ڈھائی فٹ اور وزن ایک من سے کچھ زیادہ ـــــــ قرآن کیا ہے ایک چمنستان ہے ـــــــ ہر صفحہ دل کھینچتا ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ ایک کاتب اتنے بہت سے خطوط لکھنے پر اس مہارت کے ساتھ کیسے قادر ہوا گویا اس نے ہر خط کی مشق پر برسوں گزارے ہوں ـــــــ یہ بات حیران کن تھی اور فقیر چاہتا تھا کہ جناب خورشید عالم گوہر رقم کو خود بھی لکھتا دیکھتا تاکہ حق الیقین حاصل ہو جائے مگر قابل اعتماد اور ثقہ راویوں کی پے در پے شہادتوں پر بھروسہ کیا گیا۔ اس سفر میں خواجہ ابوالخیر مدظلہ العالی نے بڑا کرم فرمایا اور چند مفید کتابیں بھی عنایت فرمائیں جن سے مقدمہ میں مدد لی گئی ـــــــ مقدمے کے لیے مواد کی فراہمی کا آغاز نومبر ۱۹۸۴ء میں کر دیا تھا پھر رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ (جون ۱۹۸۳ء) میں قرآن حکیم کا خصوصی مطالعہ کیا اور خود قرآن سے قرآن کے تعارف کے لیے آیات کو یکجا کیا گیا ـــــــ اس کے بعد کتب احادیث و سیر اور دوسری بہت سی کتابوں سے مواد اکٹھا کیا گیا ـــــــ کوشش یہ کی گئی کہ قرآن حکیم کے تمام ضروری پہلو مقدمہ میں آجائیں، ویسے قرآن حکیم تو ایک سمندر ہے اس کے معانی و مطالب کسی ایک کتاب

میں سمانا ناممکن بلکہ محال ہے۔

اس مقدمے کی تدوین کا آغاز ربیع الاول سنہ ۱۴۰۴ھ (دسمبر سنہ ۱۹۸۳ء) میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں کیا ـــــ سندھ وہ خطہ ہے جہاں صحابۂ کرام قرآن حکیم اس وقت لے کر آئے، جب وہ نازل ہو رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور ٹھٹھہ وہ مقدس زمین ہے بعض مؤرخین کے نزدیک جہاں سے صحابہ و تابعین سندھ میں داخل ہوئے اور دور دور پھیل گئے ـــــ فقیر نے اسی سرزمین پر مقدمۃ القرآن کا آغاز کیا اور ربیع الاول سنہ ۱۴۰۵ھ (دسمبر سنہ ۱۹۸۴ء) کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ـــــ فالحمد للہ علی ذٰلک

حقیقت یہ ہے کہ یہ مقدمہ فقیر کے والد ماجد مفتیٔ اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ـ ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کی آرزو تھی اور انہی کی یہ دعا تھی جس کی مقبولیت کا قدم قدم پر فقیر نے مشاہدہ کیا ـــــ

سنہ ۱۹۵۸ء میں فقیر نے ڈاکٹریٹ کے لیے سندھ یونیورسٹی (حیدرآباد سندھ ـ پاکستان) میں رجسٹریشن کرایا ـــــ عنوان تھا:

"اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر ـــــ ایک تاریخی جائزہ"

اس سلسلے میں جب حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ سے مشورہ لیا گیا ـ تو جواباً فرمایا:-

جو موضوع تم نے منتخب کیا ہے اس میں دینی خدمت
نظر نہیں آتی قرآن کریم کی ایسی خدمت اگر کرتے تو بہتر
ہوتا جس میں تبلیغی جھلک ہوتی ـــــ

(دستمبر سنہ ۱۹۵۸ء از دہلی)

ڈاکٹریٹ کا مقالہ تو سنہ ۱۹۶۶ء میں مکمل کیا سنہ ۱۹۷۰ء تک مزید اضافے کیے پھر

سنہ ۱۹۷۱ء میں پی۔ ایچ ڈی کی ڈگری ملی مگر حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کی آرزو ۲۶ برس کے بعد اب پوری ہوئی ——— اسی آرزو کے ساتھ ساتھ حضرت نے ایک مکتوب گرامی میں فقیر کو یہ دعا بھی دی :۔

"مولیٰ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے"!

اور اس میں شک نہیں کہ علمی کاوشوں میں یہ دعا میری رفیق سفر رہی اور پردۂ غیب سے ایسی مدد ہوتی رہی جس کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی اور سجدۂ شکر بجا لاتا تھا ——— ایک انسان جو کسی لائق نہیں اُس کو اس لائق کر دینا کہ وہ قرآن جیسی عظیم کتاب پر مقدمہ لکھنے کی ہمت کرے یہ اسی دعا کا ثمر شیریں ہے ———

اس مقدمے کی تدوین اور کتابت و طباعت میں مختلف محسنین و مشفقین اور کرم فرماؤں نے مدد فرمائی جن کا شکریہ ادا کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتا ہوں ———

سب سے پہلے حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کا تہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے فقیر کو اس کار خیر کی طرف متوجہ کیا ———

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان، پروفیسر عبدالستار، پروفیسر خالد ابن مخفی الخیری، پروفیسر حافظ محمد عبدالباری صدیقی، مفتی عبدالرحمٰن تنوری، مولانا محمد طفیل صاحب نقشبندی مجددی، مولانا افتخار احمد قادری، مولانا محمد احمد مصباحی، مولانا محمد عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری مظہری، ڈاکٹر احمد خان صاحب، جناب ریاست علی قادری یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے مواد کی فراہمی میں فقیر کی مدد کی۔ ڈاکٹر محمد محتشم اور سید انور علی ایڈووکیٹ کا ممنون ہوں جنہوں نے کلک و قلم سے نوازا ——— وہ حضرات جنہوں نے مقدمہ لکھنے کے دوران میری صحت کی نگہداشت کی اور قوت کا سامان بہم پہنچایا ان میں حکیم محمد نذر احمد فاروقی مظہری اور حکیم محمد عمر قریشی مظہری قابل ذکر ہیں فقیر ان دونوں حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے

مسودہ کی تبییض کا کام ایک محقق کے لیے ذرا کٹھن ہوتا ہے اس سلسلے میں عزیزم سید محمد مظہر قیوم سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کی مدد کی کراچی سے آکر ٹھٹھہ میں قیام کیا اور تبییض مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور خوب خوب نوازے آمین!

جیساکہ عرض کیا گیا یہ مقدمہ عجائب القرآن کے لئے لکھا گیا تھا جو اس میں شامل کر دیا گیا۔

برادرم شیخ صبور احمد صاحب (ڈائریکٹر سرہند پبلی کیشنز، کراچی) نے جب یہ مقدمہ دیکھا تو اپنے ادارے کی طرف سے کتابی صورت شائع کرنے کا فیصلہ کیا اور مسودہ کتابت کیلیے دے دیا گیا اسی زمانے میں پشاور سے خواجہ محمد عبداللہ جان مدظلہ العالی نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ مقدمہ کتابی صورت میں اُن کی طرف سے شائع کیا جائے چنانچہ احتراماً اُن کی خواہش کو مقدم رکھا گیا۔ یہ مقدمہ محترم جناب عبدالرشید شاہد صاحب کی سعی سے کتابت کے مراحل سے گزرا اور برادرم شیخ صبور احمد (ڈائریکٹر سرہند پبلی کیشنز، کراچی) کی مساعیٔ جمیلہ سے طباعت کی منزل تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن حکیم کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے اور ہمارے دلوں میں اس کا ایسا نقش بٹھا دے جو تمام نقوش کو مٹا دے۔

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وازواجہ واصحابہ وسلم۔

نقش قرآن تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
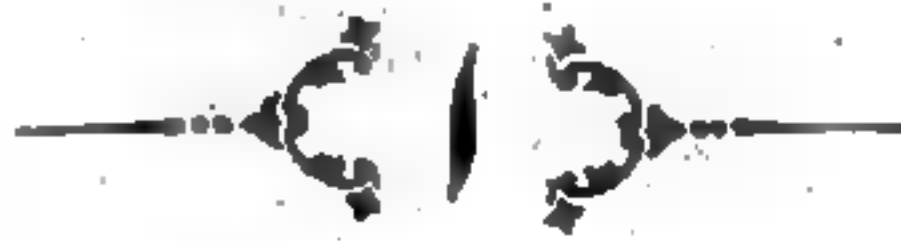
مصدقا لما بين يديه وهدى وبشرى للمؤمنين من كان عدوا لله وملئكته ورسله وجبريل وميكل فان الله عدو للكفرين

علم الٰہی لاتناہی ـــــ لوحِ محفوظ ـــــ قرآن اور صاحبِ قرآن
ـــــ میثاق النبیین ـــــ دعائے ابراہیم ـــــ بشارت موسیٰ
ـــــ بشارت عیسےٰ ـــــ زرتشت کی بشارت ـــــ گوتم بدھ
کی بشارت ـــــ احسانِ الٰہی ـــــ اعزازِ الٰہی ـــــ فرمانِ الٰہی
ـــــ بعثتِ نبوی ـــــ جبلِ نور ـــــ آغازِ وحی ـــــ
مدتِ وحی ـــــ کاتبینِ وحی ـــــ قرآن منزل من اللہ
جبریل نے اُتارا ـــــ رمضان المبارک میں اتارا ـــــ رات میں
اتارا ـــــ ٹھہر ٹھہر کے اتارا ـــــ تمام و کمال اتارا ـــــ

۸

تزئین و آرائش قرآن ــــ فن تحریر اور فنون لطیفہ ــــ تحریر کی ابتداء اور انتہا ــــ خط مسند یا حمیری ــــ خط نبطی ــــ خط کوفی ــــ انبار سے حیرہ ــــ حیرہ سے حجاز ــــ خطّاطی اور خطّاط ــــ خالد بن الهيّاج ــــ قطبہ المحرر ــــ الضحاک بن عجلان ــــ اسحاق بن حماد ــــ الاحول المحرر ــــ محمد بن مقلہ ــــ ابن البوّاب ــــ یاقوت المستعصمی ــــ شیخ حمداللہ الاماسی ــــ احمد فرج صاری ــــ شفیع هراتی ــــ ابراهیم حنیف ــــ میر علی تبریزی ــــ شاہان ہند اور خطاطی ــــ خطّاط اور خطّاطی ــــ عجائب القرآن ــــ محی الدین خواجہ محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی ــــ خورشید عالم گوہر رقم ــــ

اختتامیہ

مآخذ و مراجع

انه هو التواب الرحیم

ما هي قال إنه يقول إنها بقرة لا فارض ولا بكر
ما تؤمرون ۝ قالوا ادع لنا ربك يبين لنا ما لونها
فاقع لونها تسر الناظرين ۝ قالوا ادع لنا ربك
تشابه علينا وإنا إن شاء الله لمهتدون ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱
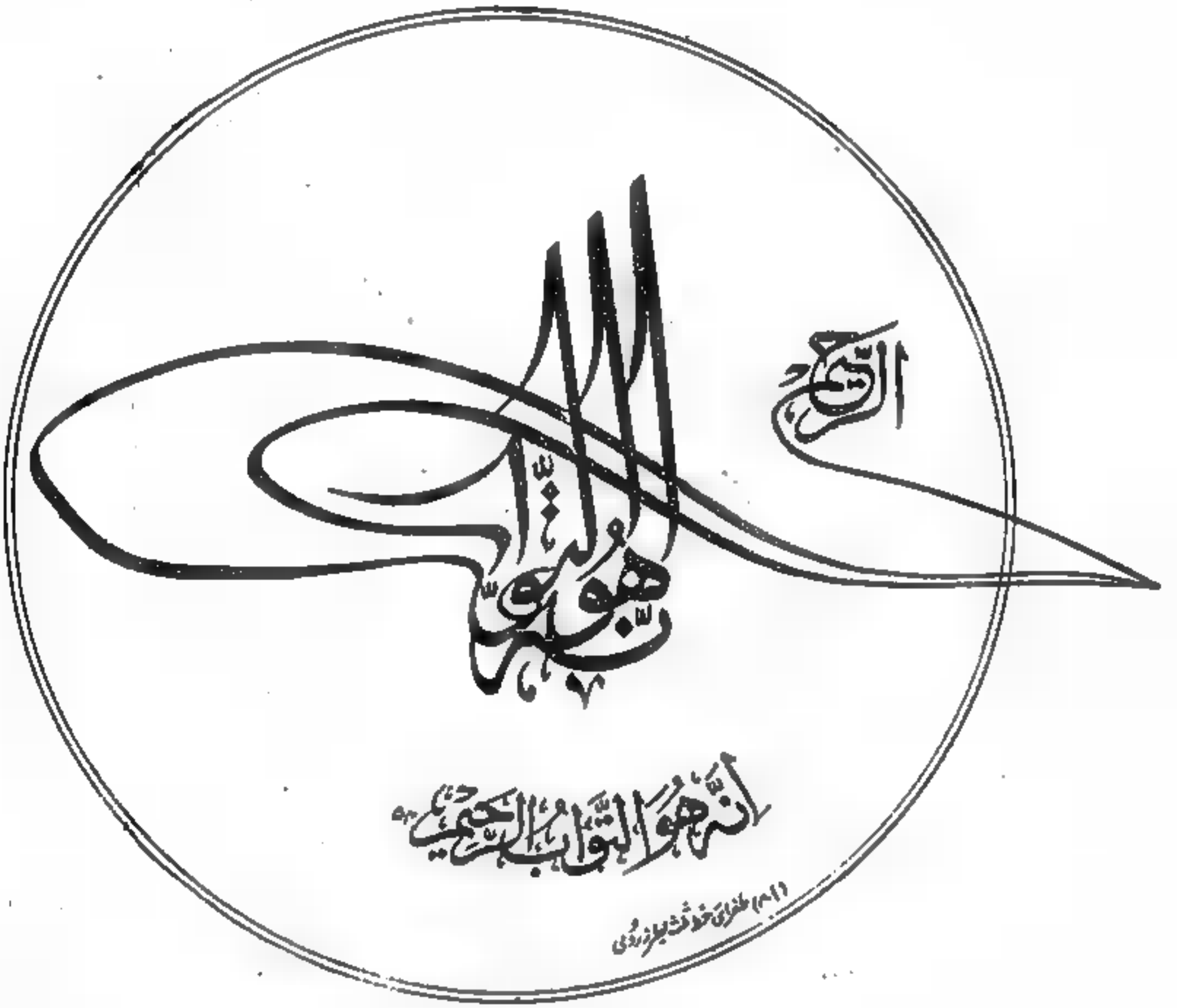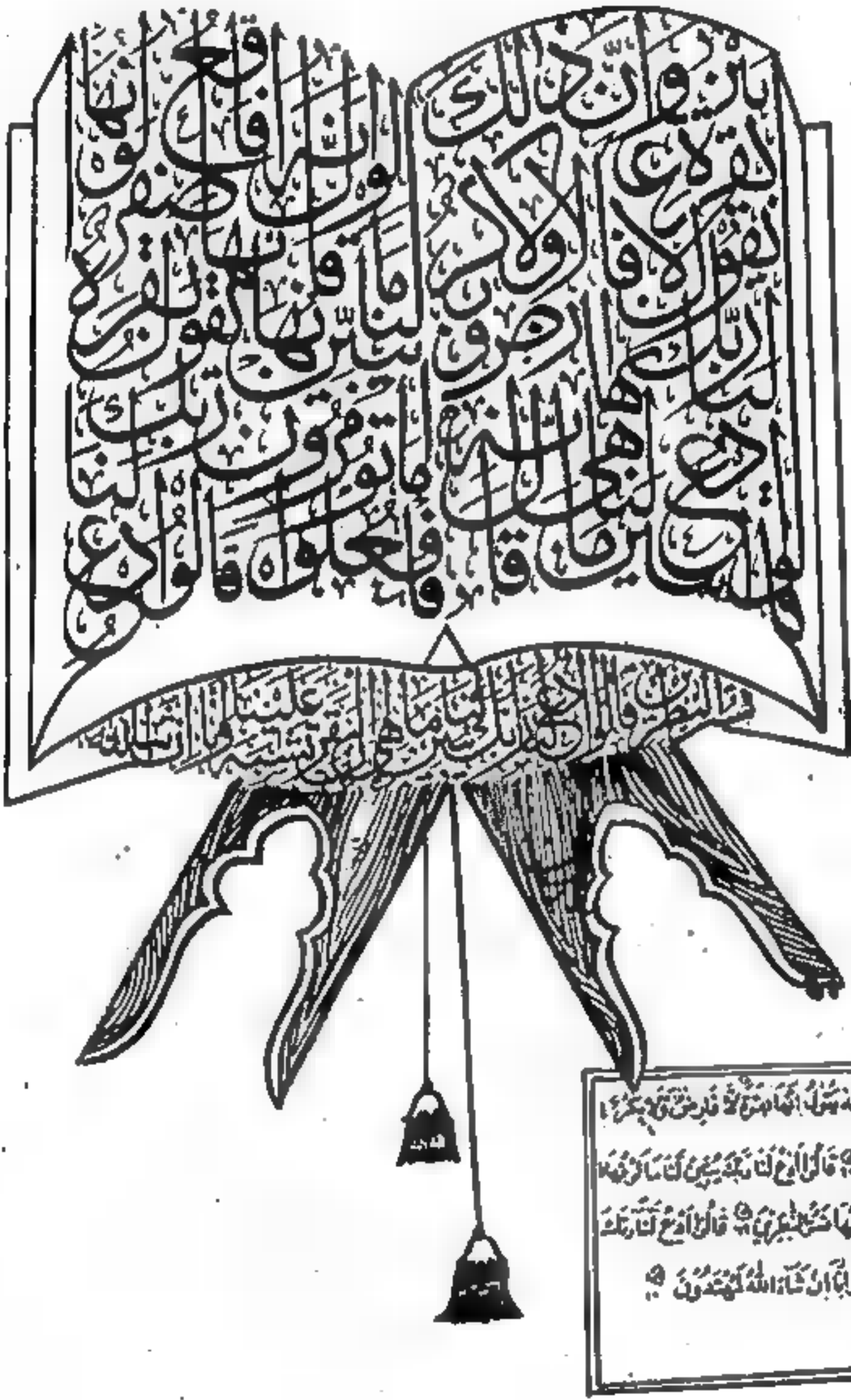
الحمد للمتوحد بجلاله المتفرد
وصلوٰته دوما علیٰ خیر الانام محمد

(۱)

جب آسمان سجایا جا رہا تھا ــــــ جب زمین بچھائی جا رہی تھی ــــــ
جب دنیا آباد کی جا رہی تھی، کس کو معلوم تھا یہاں کیا ہونے والا ہے ــــــ
یہاں کون آنے والا ہے؟ ــــــ کیا لانے والا ہے؟ ــــــ صدیوں تک یہ راز راز ہی رہا ــــــ آنے والے آتے رہے، جانے والے جاتے رہے ــــــ خوشخبریاں سناتے رہے ــــــ بشارتیں دیتے رہے ــــــ اچانک جبل نور کی فضائیں گونج اٹھیں ــــــ
ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا ــــــ اور وہ آنے والا آیا جس کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور علم و دانش کے محیط بیکراں سے ایک گوہر آبدار لایا جس کی چمک دمک سے سب چمکنے والوں کی چمک ماند پڑ گئی ــــــ

وہ محیط بے کراں جس کی وسعت و پہنائی کا یہ عالم ہے!

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝[۱]

(ترجمہ) تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں

ایک جگہ اور ارشاد ہوتا ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝[۲]

(ترجمہ) اور اگر زمین پر جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ عزت و حکمت والا ہے

اللہ اللہ! روئے زمین کے سارے درختوں کی شاخیں قلمیں بن جائیں اور ایک سمندر نہیں بلکہ ایسے ہی سات سمندر اور ہوں سیاہی بن جائیں ــــــ قلمیں

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ الکہف، ۱۰۹

[۲] القرآن الحکیم: سورۃ لقمٰن، ۲۷

گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گی اور سمندر لکھتے لکھتے ختم ہو جائیں گے پھر بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی ——— اللہ اکبر ——— !

وہ اپنے پیارے بندوں کو اپنے لامتناہی علم سے خاص فیض پہنچاتا ہے اور ان کو نوازتا ہے ——— نوازنے کے انداز الگ الگ ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں فرمایا :———

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝[1]

(ترجمہ) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے ادھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے ——— بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ———

علم الٰہی کی بات تو بہت اونچی ہے لوح محفوظ جس کو "ام الکتاب" کہا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اس میں نہ لکھا ہو، پیدا ہونے کے بعد کہاں رہے گا اور کہاں بسے گا اور کہاں مرے گا اور کہاں دفن ہو گا یہ سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب میں ہے اور تو اور ——— ارشاد ہو رہا ہے :———

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الشوریٰ ، ۵۱

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ [1]

(ترجمہ) اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

کب سے دنیا قائم ہے اور کون جانے کہ کب تک دنیا قائم رہے گی ــــــ ابتدا سے انتہا تک جو کچھ گزر چکا، گزر رہا ہے، اگزرے گا وہ سب کچھ اُس روشن کتاب میں ہے ــــــ اور یہ قرآن حکیم بھی نہ معلوم کب سے اس 'ام الکتاب' میں ــــــ اس روشن کتاب میں محفوظ چلا آرہا تھا ــــــ ارشاد ہوتا ہے: ــــــ

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ [2]

(ترجمہ) بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے، لوح محفوظ میں۔

اسی خزانے سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور کس پر نازل ہوا، اس کی شان تو ملاحظہ کریں:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ القمر، ۵۳

[2] القرآن الحکیم: سورۃ البروج، ۲۱-۲۲

اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ [۱]

(ترجمہ) اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، "جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اس کی مدد کرنا۔"

—— فرمایا "کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟" —— سب نے عرض کی، "ہم نے اقرار کیا" —— فرمایا "تو پھر ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں" ——

یہ اتنا اہم عہد و پیمان تھا کہ پھر یاد دلایا گیا اور ارشاد ہوا: ——

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ [۲]

(ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا جب کہ تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور

---

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۸۱

[۲] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۷

مانا ـــــــــ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے ــــــــ

عہدو پیمان کو بار بار یاد دلا کر انبیاء سابقین کے متبعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہارے نبیوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے جو عہدو پیمان باندھا تھا اب تم پر واجب ہے کہ اس کو پورا کرو اور پورا اس صورت میں ہو گا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کا اتباع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب سرزمین مکہ میں داخل ہوئے تو دل سے ایک دعا مانگی ـــــــ دعا کے الفاظ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمائے :-

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝[1]

(ترجمہ) اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب ستھرا فرما دے، بے شک تو ہی ہے غالب، حکمت والا ـــــــ

اس آنے والے کے لیے عہد لیا گیا، دعائیں مانگی گئیں اور پے در پے بشارتیں سنائی گئیں ـــــــ جس کی گواہی خود قرآن حکیم دے رہا ہے :ـــــ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ البقرہ ، ۱۲۹

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ[1]

(ترجمہ) اور یاد کرو جب عیسٰی ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہوگا۔

اسی لیے فرمایا:—

الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ؗ[2]

(ترجمہ: جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں—

اور زرتشت (جس کو مجوسی نبی مانتے ہیں) نے ژند اوستا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر دیتے ہوئے مجوسیوں کو بشارت دی:—

آخری زمانے میں ایک انسان کامل ظاہر ہوگا جس کو لوگ "اشتزریکا" کہیں گے[3]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الصف، ۶

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۵۷

[3] ابن حزم: کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ص ۸۰ حاشیہ

"اشنر ریکا" کے معنی ہیں ایسا باخبر انسان جو دنیا کو عدل و انصاف سے مزیّن کر دے ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باخبر تھے کہ جو خبریں آپ نے دیں وہ انسان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں اور آپ کی آمد آمد کے بعد ظلم و ستم کی جگہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا اور انسان نے چین کا سانس لیا۔

زرتشت کی طرح گوتم بدھ نے بھی اپنے خادم نندا کے استفسار کے جواب میں کہا :-

> نندا! میں پہلا بودھ (پیغمبر) نہیں ہوں جو زمین پر آیا اور نہ میں آخری بودھ ہوں ——— اپنے وقت پر ایک بودھ آئے گا جو "میتریا" کے نام سے موسوم ہوگا۔[1]

"میتریا" کے معنی وہ جس کا نام رحمت ہے ——— قرآن حکیم میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین، کے لقب سے یاد کیا گیا ہے ——— یعنی وہ جو دونوں جہاں کے لیے رحمت ہیں۔

آنے والے کی آمد کا بار بار ذکر ہوتا رہا ہے تو جاننے والے اس طرح جان جاتے ہیں جس طرح اپنے بچوں کو جانتے پہچانتے ہیں اسی لیے فرمایا :- ———

> اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ[2]

---

[1] مناظر احسن گیلانی! النبی الخاتم مطبوعہ دہلی، ص ۵۰۔۵۱

[2] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۱۴۶، سورۃ الانعام ۲۰

(ترجمہ) جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں ـــــ

دنیا کی کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو صدیوں بعد آج بھی اسی طرح جانا پہچانا جا رہا ہو جس طرح صدیوں پہلے جانا پہچانا گیا ـــــ

تاریخ عالم میں یہ امتیاز صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کو حاصل ہے ـــــ زمانہ ہمارے آپ کے درمیان کوئی پردہ نہ ڈال سکا ـــــ

اللہ اللہ چودہ سو برس گزر جانے کے باوجود آج بھی محققین و مورخین اور سیرت نگار اسی طرح دیکھ رہے ہیں، اس طرح پہچان رہے ہیں جس طرح چودہ سو برس پہلے دیکھا اور پہچانا تھا ـــــ ہاں، ایسا جانا پہچانا، سارے عالم کے لیے بھیجا گیا اور اعلان کرا دیا گیا: ـــــ

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاﰳ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ

(ترجمہ) تم فرماؤ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے ـــــ

دو عالم روز و شب در گفتگویش
ہمہ قرآں در شان محمد

وہ آنے والا کوئی معمولی آنے والا نہ تھا ـــــ اتنا عظیم تھا کہ خود خالق

لے القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف/۱۵۸

کائنات اس آنے والے کی آمد آمد کا ہم پر احسان بار بار جتا رہا ہے اور فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ [۲]

(ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا اور قرآن کا نازل ہونا یہ اتنا بڑا احسان تھا کہ اس پر خوشیاں منانے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ [۳]

(ترجمہ) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف

---

[۲] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران ۳/۱۶۴

[۳] القرآن الحکیم: سورۃ یونس ۱۰/۵۷-۵۸

سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے، تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے ———

اور فرمایا: ———

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔

جس کے حضور آسمان والے اور زمین والے درود و سلام کے گجرے پیش کر رہے ہیں۔ قرآن کی فضائیں اس کے ذکر و فکر سے گونج رہی ہیں ——— کہیں اس کی حیاتِ طیبہ کا ذکر [2] ہے تو کہیں اس کے مولدِ [3] مقدسہ کا ——— کہیں اس کے

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۵۶-۵۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الحجر، ۷۲

[3] القرآن الحکیم: سورۃ البلد، ۱

حسن وجمال کا ذکر[1] ہے تو کہیں اس کے مزاج وہاج کا[2] ــــــ کہیں اس کے رنج والم کا ذکر[3] ہے تو کہیں اس کی رضا و خوشنودی کا[4] ــــــ کہیں اس کے اخلاق عالیہ کا ذکر[5] ہے تو کہیں اس کی تعلیمات و ہدیہ کا[6] ــــــ تو کہیں منصب نبوت پر اس کی سرفرازی کا ذکر[7] ہے تو کہیں اس سرفرازی پر خوشیاں منانے کا[8] ــــــ کہیں اس کے منازل و مقامات کا ذکر[9] ہے تو کہیں اس کی محبوبیت اور تقربیت کا[10] ــــــ کہیں اس کے علم و فضل کا ذکر[11] ہے تو کہیں اس کی حکمت و دانائی کا[12] ــــــ

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الضحیٰ، ۱

[2] القرآن الحکیم : سورۃ آل عمران، ۱۵۹

[3] القرآن الحکیم : سورۃ الانعام، ۳۳

[4] القرآن الحکیم : سورۃ البقرہ، ۱۴۴

[5] القرآن الحکیم : سورۃ القلم، ۴

[6] القرآن الحکیم : سورۃ الاعلیٰ، ۶، سورۃ العلق، ۱۔۵، سورۃ النجم، ۵

[7] القرآن الحکیم : سورۃ الاعراف، ۱۵۸، سورۃ السبا، ۲۸

[8] القرآن الحکیم : سورۃ یونس، ۵۸

[9] القرآن الحکیم : سورۃ بنی اسرائیل، ۷۹، سورۃ الاحزاب، ۴۰

[10] القرآن الحکیم : سورۃ النساء، ۶۴، سورۃ البقرہ، ۱۴۴ سورۃ الاحزاب ۶، سورۃ النحل ۸۹

[11] القرآن الحکیم : سورۃ التکویر، ۲۴، سورۃ النساء، ۱۷

[12] القرآن الحکیم : سورۃ آل عمران، ۱۴۶، سورۃ الجمعہ، ۱، سورۃ البقرہ، ۱[illegible]

—— کہیں اس کی حقیقت و ماہیت کا ذکر ہے[1] تو کہیں سیر کائنات[2] اور کہیں معراج سماوات کا[3] —— کہیں ہجرت کا ذکر ہے تو کہیں بیعت کا[4] —— کہیں غزوات کا ذکر ہے[5] تو کہیں فتوحات کا[6] —— کہیں سابقین کا اس کے طفیل فتح و نصرت کی دعائیں مانگنے کا ذکر ہے[7] تو کہیں اس کے انعام و اکرام کا[8] —— کہیں اس کی رحمت عام کا ذکر ہے[9] تو کہیں اس کی تعظیم و توقیر کا[10] —— کہیں اس کی شفقت و مرحمت کا ذکر ہے[11] تو کہیں اس کے انصاف و عدالت کا[12] —— کہیں اس کی عبادت و دریافت کا ذکر ہے[13]۔

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ المائدہ، ۵!

[2] القرآن الحکیم: سورۃ بنی اسرائیل، ۱

[3] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۶-۱۸، سورۃ التوبہ، ۴۰

[4] القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۱۰-۱۸،

[5] القرآن الحکیم: سورۃ آل عمران، ۱۲۱، ۱۲۲، سورۃ التوبہ، ۴۰

[6] القرآن الحکیم: سورۃ النصر، ۱-۲، سورۃ الفتح، ۱،

[7] القرآن الحکیم: سورۃ البقرہ، ۸۹

[8] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۵۹، ۷۴

[9] القرآن الحکیم: سورۃ الانبیاء، ۱۰۷، سورۃ الانفال، ۳۳

[10] القرآن الحکیم: سورۃ الفتح، ۹، سورۃ الاعراف، ۱۵۷، الحجرات، ۱-۲

[11] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۱۲۸، سورۃ الکہف، ۶

[12] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۶۵

[13] القرآن الحکیم: سورۃ المزمل، ۲-۱۳، ۲۰

تو کہیں اس کے اخلاصِ عمل کا[1] ——— کہیں اس کی مخصوصیت کا ذکر ہے[2] تو کہیں اس کی بے داغ سیرت کا[3] ——— کہیں اس کی مجلس کے آداب کا ذکر ہے[4] تو کہیں اس کی باتوں کا[5] ——— کہیں اس کی اطاعت و فرماں برداری کا ذکر ہے[6]۔ تو کہیں اس سے فداکارانہ الفت و محبت کا ——— اور اس شان کی محبت کا کر دنیا کی ساری محبتیں اس کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں: ———

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآءُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝[7]

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ السبا، ۴۷

[2] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۲

[3] القرآن الحکیم: النجم، ۲، الاحزاب، ۲۱

[4] القرآن الحکیم: سورۃ النور، ۶۳

[5] القرآن الحکیم: سورۃ النجم، ۳

[6] القرآن الحکیم: الاعراف ۱۵۸، آل عمران ۳۱، ۳۲-۱۳۲، الحشر، ۷

[7] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ ۲۴

کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور
تمہارے پسند کا مکان (یہ چیزیں) اللہ اور اس کے رسول
اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ
دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ
نہیں دیتا۔

اللہ اللہ! ــــــ کہیں اس کی رفعت و بلندی کا ذکر ہے[1] تو کہیں انشراح صدر کا[2] ــــــ کہیں عطائے خاص کا ذکر ہے[3] تو کہیں اس کے فضل و کمال کا[4] ــــــ کہیں ازواج مطہرات کا ذکر ہے[5] تو کہیں رفیقان دمساز کا[6] ــــــ کہیں فرشتوں کے اترنے جانے کا ذکر ہے[7] تو کہیں جنوں کے اسلام لانے کا[8] ــــــ الغرض کیا کیا بیان کیجئے اور کہاں تک بیان کیجئے۔ ع ہمہ قرآں در شانِ محمد!

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح ۱،

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الانشراح ۴،

[3] القرآن الحکیم: سورۃ الکوثر، ۱

[4] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۴۰، سورۃ الضحیٰ، ۳، سورۃ النساء، ۴۶، سورۃ بنی اسرائیل، ۸۷

[5] القرآن الحکیم: سورۃ الاحزاب، ۱، ۳۲،

[6] القرآن الحکیم: سورۃ التوبہ، ۴۰، سورۃ الفتح، ۲۹

[7] القرآن الحکیم: سورۃ القدر، ۴

[8] القرآن الحکیم: سورۃ جن، ۱۔۲

ظلمتیں چھا رہی تھیں، مظلوم و مقہور انسانیت نور کو ترس رہی تھی ——

انتظار کرتے کرتے نگاہیں تھک چکی تھیں —— آنیوالے آتے رہے اور آمد آمد کی خبر دیتے رہے —— صدیاں بیت گئیں، عمریں گزر گئیں —— پھر وہ جو زمین و آسمان کا نور ہے اس نے ایک نور بھیجا اور ایک روشن کتاب —— پھر کیا تھا ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا —— وہ آیا اور سارے جہاں کے درد کا مداوا لے کر آیا —— خوش خبریاں لے کر آیا —— اپنے دامن رحمت میں بہاریں لے کر آیا —— پھر خزاں رسیدہ چمن ایسا لہلہایا کہ دنیا دیکھتی رہ گئی

——

اس کریم کی عادت ہے کہ جب دنیا ترستی ہے وہ سیراب فرماتا ہے —— اس سے پہلے بھی سیرابی کا یہ سلسلہ جاری رہا —— زبور نازل ہوئی —— توریت نازل ہوئی —— انجیل نازل ہوئی ——

اور نہ معلوم کتنے صحیفے نازل ہوئے ہوں گے —— وہ انسان جس نے آخری پیغام کے انتظار میں برسوں گزارے تھے —— آج پیغام لانے والا

اس کے لیے آخری پیغام لایا ہے ـــــ ہاں غارِ حرا[1] میں وہ پیکر نورانی تشریف فرما ہے، اچانک روح القدس جلوہ گر ہوتا ہے، آواز آتی ہے :-

"پڑھیئے" ـــــ جواب ملتا ہے "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــ آنے والا بغل گیر ہوتا ہے، پھر کہتا ہے "پڑھیئے" ـــــ وہی جواب ملتا ہے، "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــ پھر وہ بغل گیر کرتا ہے اور عرض کرتا ہے، "پڑھیئے" ـــــ جواب وہی ملتا ہے؛ "میں پڑھا ہوا نہیں ہوں" ـــــ پھر وہ اس زور سے بغل گیر کرتا ہے کہ وہ پیکر نورانی پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے :- ـــــ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ ..

---

[1] جبل حرا ـــــ جس کو انجیل میں جبل فاران کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور اب جبل نور کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں منٰی اور عرفات کو جاتے وقت بائیں ہاتھ سڑک سے چند فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے ـــــ غار حرا تقریباً چار گز لمبا پونے دو گز چوڑا ہے اور اتنا اونچا کہ ایک آدمی وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور پاؤں پھیلا کر سو سکتا ہے ـــــ عجیب بات یہ ہے کہ یہ غار جو لمبا سا مستطیل شکل کا ہے، قدرتاً قبلہ رُخ ہے ـــــ یہی وہ پہلی عبادت گاہ ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ریاضت کا آغاز فرمایا ـــــ تاریخ علم و حکمت میں اس غار کا بہت ہی بلند مقام ہے۔ ـــــ

(مسعود)

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ [1]

(ترجمہ) پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو،
آدمی کو خونِ بستہ سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب
ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا،
آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

وحی کبھی گھنٹی کی آواز کی صورت میں نازل ہوتی اور کبھی حضرت جبریل علیہ السلام انسانی صورت میں حاضر ہو کر ہم کلام ہوتے [2] اور جو آپ کہتے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دھراتے جاتے ۔۔۔۔

المسعودی نے لکھا ہے کہ ولادت کے اکتالیسویں سال آپ کو منصب رسالت و نبوت پر فائز کیا گیا، یہ پیر کا دن تھا جب کہ ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں [3] بخاری شریف وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر شریف کے چالیس سال پر مبعوث ہوئے ۔۔۔ یعنی چالیس سال پورے ہونے پر ۔۔۔۔ المسعودی نے اپنی کتاب التنبیہ والاشراف میں بعثت کے دن کو ۲۳ آبان ماہ ۱۳۵۷ سلطنت بخت نصر اور آٹھ دن ماہ شباط ۹۲۱ اسکندری کے مطابق قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر شریف پورے

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ العلق ، ۱۔۵

[2] (ا) ابو عبد اللہ مالک بن انس : الموطا ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۹۳،
(ب) ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری : صحیح بخاری، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۴

[3] المسعودی : مروج الذہب، ج ۲، ص ۲۹۴

چالیس برس ہو چکی تھی

ابن سعد نے آغاز وحی یعنی ابتدائے نزول قرآن ۱۷ رمضان المبارک کی رات بیان کی ہے اور اس بیان کو بعض نے قبول بھی کیا ہے[1] لیکن دو جلیل القدر صحابی حضرت جابر اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ بتائی ہے چالیس سال بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہی کو پورے ہوتے ہیں اس لیے قرآن کی نزول کی تاریخ بھی بارہ ربیع الاوّل روز دوشنبہ ہی قرار پاتی ہے۔ روز دوشنبہ کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روز دوشنبہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا "پیر کے دن میں پیدا ہوا اور پیر کے دن ہی مجھ پر وحی نازل ہوئی"

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سئل عن صوم یوم الاثنین! فقال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی[2]

نزول قرآن کے بارے میں ماہ رمضان المبارک اور ماہ ربیع الاوّل کی دو مختلف روایات کی تطبیق اس طرح کی جا سکتی ہے کہ لوح محفوظ سے یک بارگی بیت العزت میں نزول اوّل رمضان المبارک میں ہوا[3] اور پھر وہاں سے نزول وحی کے سلسلہ کا آغاز ربیع الاوّل میں ہوا۔

بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم دو دو تین تین، چار چار اور پانچ پانچ

---

[1] تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ، مطبوعہ مصر، ص ۱۷، ۳۰۶

[2] محمد بن علوی المالکی الحسنی، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ، ص ۹ بحوالہ ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، مسلم شریف، کتاب الصیام، ص ۷

[3] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۰

آیتیں کر کے نازل ہوا ——— بعض چھوٹی بڑی سورتیں ایک ہی بار نازل ہوئیں ——— بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض آیات اور سورتیں اپنی جلالت و عظمت کی وجہ سے فرشتوں کے بڑے بڑے جلوسوں کے ساتھ نازل ہوئیں[۱] ———

نبوت و رسالت کا جب منصب عطا ہوا تو آپ پورے چالیس برس کے تھے اس کے بعد مکہ معظمہ میں آپ نے تیرہ ۱۳ برس قیام فرمایا، پھر ہجرت کا حکم ہوا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے دس سال قیام فرمایا، پھر جب دنیا سے تشریف لے جانے لگے تو آپ کی عمر شریف تریسٹھ ۶۳ سال کی تھی اس طرح قرآن حکیم تیئیس ۲۳ سال تک نازل ہوتا رہا۔

باعتبار سنہ عیسوی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۷۰ء میں ہوئی ——— ۶۱۰ء میں نزول وحی کا آغاز ہوا اور منصب نبوت و رسالت عطا ہوا ——— ۶۲۲ء میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور بقول مقالہ نگار انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (ج ۱۲، مطبوعہ امریکہ) ۱۶ جولائی ۶۲۲ء سے سنہ ہجری کا آغاز ہوا ——— ۸ جون ۶۳۲ء کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا۔ اس طرح ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک مکمل قرآن نازل ہوا ———

---

[۱] (ا) احمد بن حنبل شیبانی: المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۶ھ

(ب) جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۴۷

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ساتھ وحی کی کتابت کا سلسلہ بھی جاری رکھا وحی نازل ہوتے کے فوراً بعد آپ لکھوا دیا کرتے تھے چنانچہ جن صحابہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی آیات اور سورتوں کی کتابت کرائی۔ ان کی تعداد ۴۰ سے زیادہ ہے، مندرجہ ذیل صحابہ قابل ذکر ہیں۔

- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ الکریم
- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- ابوسفیان بن حرب ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- یزید بن ابی سفیان ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- شرجیل بن حسنہ ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- محمد بن مسلمہ انصاری ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- مغیرہ بن شعبہ ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ارقم بن ابی ارقم مخزومی ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- عبداللہ بن ارقم قرشی ــــ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہو چکتی تو خود یاد فرما لیتے پھر کاتبین وحی کو بلا کر لکھوا دیتے اور یہ نشاندھی فرماتے جاتے کہ فلاں آیت فلاں سورت میں رکھی جائے اور فلاں فلاں سورت میں ــــ اس طرح عہد نبوی میں پورا قرآن لکھا گیا اور کتابی صورت میں مرتب ہوا ــــ

---

[1] (ا) ابن حجر عسقلانی: الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ، ج ۱، ص ۱۴
(ب) ابن اثیر علی بن محمد جزری: اسد الغابہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۸۰ھ ج ۱، ۴۷
(ج) ابی بکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب بغدادی: اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی
(د) محدث ابن سید الناس، عیون الاثر، ج ۲، ص ۳۲۵-۳۱۶
(ھ) محدث ابن سید الناس: السیرت الحلبیہ، ج ۲، ص ۳۲۶
(و) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری: صحیح مسلم، ج ۲، ص ۴۲۶
(ز) عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ، مطبوعہ لکھنو ج ۲، ص ۶۰-۳۰ ۵

کاتبین وحی فوری طور پر جن اشیاء پر وحی الٰہی کی کتابت کرتے تھے اس کی تفصیل یہ ہے :۔

۱۔ الرقاع : کھال، کاغذ اور پتوں کے ٹکڑے

۲۔ الاکتاف : اونٹ یا بکری کے شانے کی ہڈی

۳۔ العسب : کھجور کے درخت کی شاخ کا چوڑا حصہ

۴۔ اللخاف : پتھر کی تختیاں یا پتلے ٹکڑے

۵۔ قطع الادیم : دباغت کی ہوئی کھال کے پتلے ٹکڑے

۶۔ الاضلاع : اونٹ وغیرہ کی پسلی کی چوڑی ہڈیاں

۷۔ الاقتاب : اونٹ کی کاٹھی کے پتلے اور چوڑے تختے[1]

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ وہ اشیاء تھیں جن پر نزول وحی کے فوراً بعد آیات قرآنی کی کتابت ہوئی تھی اس کے بعد رق، مہرق، کاغذ وغیرہ پر صحائف کی شکل میں صاف کیا جاتا اور چوبی فائلوں میں مصحف کی شکل میں محفوظ کر لیا جاتا جس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

*

---

[1] (ا) جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۸

(ب) حافظ ابی بکر بن ابی داؤد : کتاب المصاحف، ص ۷، ۸

(ج) ابن ندیم : کتاب الفہرست، ص ۲۶، ۲۷

(ج)

چھٹی صدی عیسوی قبل اسلام عربی ادب کا تاریخی دور تھا، شاعری ادبی اظہار کا ذریعہ تھی، اور عربوں کو دل سے محبوب تھی، مشہور عربی قصائد جن کو سبعۃ المعلقات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو آج بھی مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں، عربی ادب کا عظیم شہ کار تھے، سنہری حروف میں لکھ کر ان کو دیوار کعبہ پر لٹکایا گیا تھا اور برسوں سے اسی طرح معلق چلے آرہے تھے۔ لیکن قرآنی آفتاب کے آگے اُن کی چمک ماند پڑگئی اور یہ بجھ کر رہ گئے ——— وہ قرآن جو کسی انسان کی کاوش کا نتیجہ نہ تھا، خالقِ الفاظ و حروف نے خود اتارا تھا ——— قرآن قدم قدم پر خود اپنا تعارف کرا رہا ہے :-

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ط [1]

ترجمہ :-

اور یہ ہے برکت والا ذکر کہ ہم نے اتارا۔

اور فرمایا :-

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ [2]

ترجمہ :-

اور بیشک تم قرآن سکھائے جاتے ہو حکمت والے، علم والے کی طرف سے۔

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الانبیاء ، ۵۰ ؛ سورۃ الاعراف ، ۲ ؛ سورۃ النساء ، ۱۰۵ و ۱۱۳

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ النمل ، ٦

اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ سکتہ [1]

ترجمہ:-

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں اصلا کجی نہ رکھی۔

اور فرمایا:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ [2]

ترجمہ:-

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

اللہ نے اتارا، اپنے بندے پر اتارا ——— لیکن کون گواہ ہے کہ اللہ نے اتارا؟ اللہ اکبر ——— خود ارشاد فرما رہا ہے، شکوک رفع فرما رہا ہے ——— دلوں سے زنگ دھو رہا ہے ——— ارشاد ہوتا ہے:-

لٰکِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یَشْهَدُوْنَ ۭ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ [3]

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الکہف، ۱

[2] القرآن الحکیم: سورۃ الفرقان، ۱

[3] القرآن الحکیم: سورۃ النساء، ۱۶۶

ترجمہ:-

لیکن (اے محبوب) اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ اسی نے قرآن آپ پر اتارا اور فرشتے گواہ ہیں کہ اس نے قرآن آپ پر اتارا ـــــــ اور اللہ سے بڑھ کر کس کی گواہی فیصلہ کن ہوگی!

قرآن حکیم دو طریقوں سے نازل ہوا ـــــــ وحی الٰہی کے ذریعے اور حضرت جبریل امین کے ذریعے ـــــــ اس کی تفصیل خود قرآن حکیم بتا رہا ہے ـــــــ

اِنَّآ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ کَمَآ اَوۡحَیۡنَآ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ [1]

ترجمہ:-

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی ـــــــ

اور ارشاد فرمایا:

وَکَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡکَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ [2]

ترجمہ:-

اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے۔

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۱۶۳ ؛ سورۃ الشوریٰ، ۷

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الشوریٰ، ۵۲

براہ راست وحی کے علاوہ بالواسطہ وحی کا سلسلہ بھی جاری رہا اور حضرت جبریل امین پیغام الٰہی لاتے رہے قرآن حکیم کہہ رہا ہے :-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ؁[1]

ترجمہ :-

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہے تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا ——— اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو۔

اور فرماتا ہے :-

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؁ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ؁ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ؁[2]

ترجمہ :-

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے اسے روح الامین لے کر اترا، تمہارے دل پر کہ تم ڈر سناؤ۔

اور فرماتا ہے :-

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ؁ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۹۷

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الشعراء ۱۹۲ - ۱۹۴ ، سورۃ النحل ، ۱۰۲

ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ
اَمِيْنٍ ؕ ۱؎

ترجمہ:۔

بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قدرت والا ہے،
مالک عرش کے حضور عزت والا، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت
دار ہے۔

اور پھر قسم کھا کر فرمایا جا رہا ہے:۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ۲؎

ترجمہ:۔

تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنھیں تم دیکھتے ہو اور جنھیں تم نہیں دیکھتے۔ بیشک یہ قرآن
ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں۔

معلوم ہو گیا قرآن حکیم کس نے اتارا، کس طرح اتارا، کس پر اتارا ——— اب یہ
معلوم کرنا ہے کب اتارا اور کس وقت اتارا ——— ایک دم اتارا یا تھوڑا تھوڑا کر کے
اتارا ——— ان تمام سوالات کے جوابات بھی خود قرآن حکیم کی زبانی سنیئے ———
ارشاد ہوتا ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

۱؎ القرآن الحکیم! سورۃ التکویر، ۱۹-۲۱
۲؎ القرآن الحکیم! سورۃ الحاقہ، ۳۸-۴۰

وَالْفُرْقَانِ ؕ[1]

ترجمہ:-

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

ماہ رمضان المبارک میں قرآن نازل ہوا ــــــــ کس وقت نازل ہوا؟

ارشاد ہوتا ہے:

حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝[2]

ترجمہ:-

قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ۚۖ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ؕ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ؕ[3]

ترجمہ:-

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۱۸۵

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الدخان ، ۲-۳

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ القدر ، ۱-۳

شب قدر؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ________

ایک دم اترا یا رفتہ رفتہ اترا؟ ________ اس سوال کا جواب قرآن حکیم یوں دیتا ہے :-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ [1]

ترجمہ :-

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا ________

اور فرماتا ہے :-

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ [2]

ترجمہ :-

اور قرآن ہم نے جدا جدا کرکے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا۔

پھر اس کی حکمت بھی بیان فرمائی کہ ایک دم کیوں نہ اتارا، رہ رہ کر کیوں اتارا ________

ارشاد ہوتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ الدھر ، ۲۳

[2] القرآن الحکیم ؛ سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۶

وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ○ [۱]

ترجمہ:۔

اور کافر بولے قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا؟ ——

ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط

کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ——

قرآن پورا اترا یا کچھ رہ گیا —— اس کا جواب بھی قرآن حکیم یوں دے رہا ہے:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ [۲]

ترجمہ:۔

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف پر ——

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں، اور وہی ہے سنتا جانتا ——

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ الفرقان، ۲۲

[۲] القرآن الحکیم! سورۃ الانعام، ۱۱۵

۲

(ا)

ہر عمل کا ردِّ عمل ہوتا ہے ——— ایک عظیم انسان آیا ——— ایک عظیم کتاب لایا ——— ایک عظیم انقلاب آیا ——— اہلِ عرب ہکا بکا رہ گئے، یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے اور کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ ——— قرآن حکیم نے ان کے اچنبھے کو یوں بیان فرمایا:-

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ۗ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ مُّبِينٌ ۝ [1]

ترجمہ:-

کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ یونس، ۲

لوگوں کو ڈر سنائے اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے
رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔ کافر بولے بےشک یہ تو کھلا جادوگر
ہے ———

قرآن کہتا ہے کہ یہ تو کوئی اچنبے کی بات نہیں ہاں اگر ایسا ہوتا کہ نبی عربی ہوتا اور وحی عجمی ہوتی تو
یقیناً ان کا حیرت واستعجاب صحیح تھا ——— ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ
اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ[۱]

ترجمہ :-

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن کرتے تو ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں
نہ کھولی گئیں، کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ؟

بیشک یہ حیرت کی بات ہوتی مگر پھر بھی ایک شک رہ جاتا ہے وہ یہ کہ جب رسول کی
زبان خود عربی ہے تو یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ یہ کلام ان کا نہیں ان کے پالنہار کا ہے ؟
——— کلام کے سمجھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی
متکلم کے کلام میں کبھی بھی زمین وآسمان کا فرق نہیں ہوتا بلکہ متکلم اپنے کلام سے جانا پہچانا جاتا ہے
——— پھر جب اسی متکلم کی زبان پر ایسا کلام آجائے جو کسی حالت میں اس کا ہو ہی نہیں
سکتا تو عقل یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس کا سرچشمہ کہیں اور ہے ——— قرآن حکیم نے
ایک اور حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ کلام کا جھول ہے جو ہر اہل قلم کی تحریر میں پایا
جاتا ہے، کلام کا یکساں طور پر بلیغ ہونا ممکن نہیں ——— اس کے علاوہ معنوی طور پر،
انسانی قانون واصول تجربے اور مشاہدے کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ایک حالت

---

[۱] القرآن الحکیم ! سورۃ حم السجدہ، ۴۴

پر نہیں رہتے۔ مگر قرآن میں نہ صوری نشیب و فراز ہے نہ معنوی ــــــــــــ ارشاد فرماتا ہے!

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۝ [1]

ترجمہ:۔

تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

بیشک قرآن نے جو کہہ دیا، کہہ دیا ــــــــ وہ اٹل ہے ــــــــ سائنس و حکمت کے اصول بدل سکتے ہیں زمانے کے ہزار انقلاب آجائیں مگر قرآنی قانون و اصول ہرگز متاثر نہیں ہو سکتے ــــــــ ان کی بنیاد عالم گیر صداقت پر ہے، ان میں شک کا گزر ہی نہیں، آغاز ہی میں اعلان کر دیا گیا:ــــــــ

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ [2]

ترجمہ:۔

یہ کتاب تو وہ ہے جس میں شک کی جگہ ہی نہیں ــــــــ

یہ شک و شبہ سے ایسا بالاتر ہے!

لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النساء، ۸۲

[2] القرآن الحکیم! سورۃ البقرہ، ۲

وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ [1]

ترجمہ:-

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے، نہ اس کے پیچھے سے۔

یہ سراپا دو رسچ " ہے ________ یہ سراپا روحق " ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ [2]

ترجمہ:-

آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم وہ " حق " ہے۔

یہ خود ساختہ نہیں، قرآن گواہی دے رہا ہے:- ________

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۟ [3]

ترجمہ:-

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے، ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الزمر ، ۲ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۵ ؛ سورۃ السبا ، ۶ ؛
القرآن الحکیم ! سورۃ الذریت ، ۲۳ ؛ سورۃ الرعد ، ۱

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۷

لکھا ہے اس کی تفصیل ہے، اس میں کچھ شک نہیں یہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے :۔۔۔۔۔۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ [1]

ترجمہ :۔

کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنا لیا ہے۔ تم فرماؤ کہ اس جیسی ایک صورت لے آو اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلاؤ اگر تم سچے ہو۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ قرآن (معاذ اللہ) ہمارے رسول کا خود ساختہ ہے تو جو چیز ایک انسان نے بنائی ہے۔ اور جو خوبی ایک انسان نے پیدا کی ہے۔ وہ دوسرا انسان بھی بنا سکتا ہے اور پیدا کر سکتا ہے تو ہم تمھیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم ہی نہیں بلکہ سارے عالم کو بلا لاؤ اور قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو؟۔۔۔۔ قرآن کے اس چیلنج کا باوجود علم وحکمت کی اتنی وسعت کے آج تک کوئی جواب نہ دے سکا۔

کفار یہی سمجھتے تھے کہ قرآن خود ساختہ ہے حالانکہ ان میں سے اکثر علم وادب کے نباض تھے، شاید یہ مطالبہ وہ کرتے ہوں جو ادب کے نبض شناس نہ تھے ۔۔۔۔۔۔ بہر حال انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اس جیسا دوسرا قرآن لا بیئے یا اسی کو بدل دیجیے۔۔۔۔۔ اس سوال کا جواب یوں دیا گیا :۔

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۳۸

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ [1]

ترجمہ :-

تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتا ہے ــــــــ

جس صاحب طرز ادیب کا کلام ہوتا ہے وہی اس میں ردوبدل پر قادر ہوتا ہے اور وہ بھی ایک وقت خاص میں، ہر وقت نہیں ــــــــ پھر ایسا کلام جس کی مثال کائنات میں نہیں اس میں ردوبدل پر کوئی قادر ہو سکتا تھا؟ ــــــــ وہی قادر ہوتا جس کا وہ کلام ہے۔

اس حقیقت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے : ــــــــ

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ [2]

ترجمہ :-

اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی اسے لے جاتے پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لیے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا ــــــــ

قرآن حکیم نے قرآن کے آسمانی کتاب ہونے اور انسانی کتاب نہ ہونے پر ایک دلیل یہ دی کہ یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جس کا نام لوگوں نے پہلے نہ سنا ہو ــــــــ پچھلی آسمانی

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ یونس ، ۱۵

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۸۶

کتابوں میں اس کا ذکر ہوتا چلا آیا ہے۔ گویا قرآن کی حقانیت و صداقت کتب سابقہ تواتر سے ثابت کر رہی ہیں ——

ارشاد ہوتا ہے :——

وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ [۱]

ترجمہ :۔ اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے

ارشاد ہوتا ہے :——

اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۙ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی [۲]

ترجمہ :۔

بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

پچھلی کتابیں اسکی تصدیق کرتی ہیں اور یہ پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ——

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ

ترجمہ :۔

اور یہ برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو

---

[۱] القرآن الحکیم : سورۃ الشعراء ، ۱۹۶

[۲] القرآن الحکیم : سورۃ اعلیٰ ، ۱۰ - ۱۲

[۳] القرآن الحکیم : سورۃ الانعام ، ۹۲ ؛ سورۃ المائدہ ، ۴۸

آگے تفصیل ۔

ایک جگہ فرمایا :۔

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ مُہَیۡمِنًا عَلَیۡہِ [1]

ترجمہ :۔

اور (اے محبوب) ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری ،
اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ ــــــــــ

یعنی یہی نہیں کہ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے ۔ بلکہ پچھلی کتابوں کا محافظ بھی ہے اور گواہ بھی ــــــــــ آج نہ زبور اصلی حالت میں ہے نہ توریت اور نہ انجیل ــــــــــ قرآن نہ ہوتا تو شاید لوگ ان آسمانی کتابوں کے نام بھی بھول چکے ہوتے یا نام زندہ بھی ہوتے تو عقل پرست محققین کی نظر میں ان کی حقانیت مشکوک ہو چکی ہوتی ۔ قرآن کی برکت سے ان کے نام زندہ ہیں ــــــــــ

(ب)

قرآن کریم نے پہلے اپنی تاریخی حیثیت کو متعین کیا اور بتایا کہ وہ کتاب ہے جس کا اگلی آسمانی کتابوں میں ذکر آچکا ہے اور جو قرآن کی تصدیق کرتی ہیں اور قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے ــــــــــ پھر قرآن کی ادبی حیثیت کی طرف متوجہ کیا جو نہایت ہی اہم ہے اور فیصلہ کن ہے

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ المائدہ ، ۴۸

اور فرمایا :

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ○ [1]

ترجمہ :

اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو ، اگر تم سچے ہو ، پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ، تیار رکھی ہے کافروں کے لیے

اور فرمایا :

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ○ [2]

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۳ - ۲۴

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ بنی اسرائیل ، ۸۸

ترجمہ:۔

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

اتنا بڑا چیلنج آج تک کسی کتاب کے مصنف نے نہیں دیا ــــــ یہ کوئی معمولی چیلنج نہیں ــــــ کسی بھی کتاب میں کسی بھی ادیب کے لیے ایسے ایک دو جملے شامل کرنا زیادہ مشکل نہیں جو مصنف کے معلوم ہونے لگیں، پیوند نہ لگیں ــــــ لیکن اللہ تعالے تو فرماتا ہے کہ تم کو یہ شک ہے کہ قرآن حکیم آسمانی کتاب نہیں بلکہ ایجاد بندہ ہے تو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو پورا قرآن نہیں ایک ہی جملہ اس جیسا بنا کر لاؤ ــــــ اور یہ چیلنج جاہلوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ ان اہل زبان کو جن کو اپنی زبان دانی پر فخر تھا جن میں بڑے بڑے شعراء اور قادر الکلام ادیب تھے جن کے مایہ ناز قصائد بیت اللہ میں آویزاں تھے اور اس دعوے کے ساتھ آویزاں تھے کہ دنیا ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی، جو اپنی زبان دانی کے سامنے دوسروں کو بے زبان سمجھتے تھے ــــــ لیکن ہوا یہ کہ نزول قرآن کے بعد سب زبان والے، بے زبان ہو گئے ــــــ قرآن کہتا ہے سارے عالم کے جن و انس الگ الگ کوشش کر دیکھیں، یا سب مل کر کوشش کریں ــــــ ہرگز ہرگز قرآن جیسا قرآن نہیں لا سکتے ــــــ اس لیے فرمایا:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا [۱]

ترجمہ:۔

پھر اگر تم نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے

[۱] القرآن الکریم! سورۃ البقرہ ، ۲۴

قرآن حکیم کا یہ چیلنج چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج تک باقی ہے ـــــــ
قرآن حکیم کی حلاوت کا یہ عالم کفارِ مکہ اور امرائے قریش چھپ چھپ کر سنتے تھے گو بظاہر انکار کرتے تھے ـــــــ مشرف باسلام ہونے سے پہلے حضرت خالد بن ولید جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قرآن سنا تو بے اختیار پکار اٹھے ـــــــ

واللہ انہ لحلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ، و
ان اسفلہ لمغدق، وان اعلاہ لمثمر،
وما یقول ھذا بشر[1]

ترجمہ:-

خدا کی قسم یہ کلام شیریں ہے، اس میں حسن و خوبی ہے، یہ سراپا سرسبز و شاداب درخت ہے جو نیچے سے ہرا اور اوپر سے بھرا ہوا ہے۔ انسان کی تو یہ طاقت نہیں کہ ایسا کلام بول سکے ـــــــ

دورِ جدید کے ایک انگریز نو مسلم ایم۔ ایم۔ پکتھال نے قرآن حکیم کا انگریزی میں ترجمہ کیا، لیکن پیش لفظ میں برملا اعتراف کیا:-

یہ ترجمہ قرآن، وہ عظیم الشان قرآن نہیں، جس کی نغمگی کو کوئی نہیں پا سکتا ہے ـــــــ جس کی آواز سن کر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے ہیں ـــــــ[2]

قرآن کے مثل ایک آیت یا اس جیسا قرآن لانے میں اہل عرب یا اہل عالم کی عجز و معذوری

---

[1] ابو عمر یوسف بن عبد اللہ الشہیر بن عبد البر قرطبی : الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۳۶ھ، ج ۱، ص ۱۵۹

[2] ایم ایم۔ پکتھال : دی گلوریس قرآن، مطبوعہ نیو یارک ۱۹۵۴ء (پیش لفظ ـــــــ)

سے آگے چل کر ایک یہ بھی خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید قرآن ایک ایسی لغت یا ایسی زبان میں اتارا گیا ہو جس کا سمجھنے والا ہی نہ ہو ——— قرآن حکیم نے اس خیالِ باطل کی خود تردید فرمائی

——— پہلے تو ایک اصول بیان فرمایا کہ ہم جس قوم میں رسول بھیجتے ہیں، تو اس کو اس کی قومی زبان میں پیغام دیتے ہیں، دوسری اجنبی زبان میں نہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ———

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ط [1]

ترجمہ:۔

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔ کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

پھر قرآن حکیم کی عربیت کے بارے میں بار بار وضاحت فرمائی کہ یہ قرآن خالص عربی زبان میں ہے ———

ارشاد ہوا: ———

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝ [2]

ترجمہ:۔

بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔

اور دوسری بہت سی آیات میں اس حقیقت کو واشگاف فرمایا کہ قرآن عربی اور خالص

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ابراہیم ، ۴

[2] القرآن الحکیم! سورۃ یوسف ، ۲

عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے [1]

علامہ ابوبکر واسطی نے الارشاد فی القرأت العشر اور علامہ جلال الدین سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن میں قرآن کریم میں غیر عربی زبانوں کے الفاظ اور مثالوں کی تفصیل دی ہے۔ اہل عرب کے بقیہ دنیا سے برسہا برس سے تجارتی تعلقات رہے دوسری اقوام سے ان کا اختلاط تھا، جن کی زبانیں مختلف تھیں۔ جب قوموں کا باہمی اختلاط ہو تو ان کی زبان بلکہ ہر چیز متاثر ہوتی ہے، ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں داخل ہونے لگتے ہیں پھر استعمال ہوتے ہوتے اس کا جزو بن جاتے ہیں اور اس کے اپنے ہو جاتے ہیں مثلاً فارسی میں عربی کے بے شمار الفاظ ہیں مگر فارسی کی فارسیت مجروح نہیں ہوئی ——— اسی طرح اردو، سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی وغیرہ میں بہت سے عربی فارسی الفاظ موجود ہیں۔ بلکہ دنیا کی ہر زبان میں کسی نہ کسی زبان کی آمیزش ضرور ہے مگر پھر بھی ہر زبان کی انفرادیت قائم ہے۔

(ج)

قرآن کی ادبیت و عربیت کے اعلان کے بعد قرآن حکیم نے اپنے جمال معنوی اور ظاہری اور پھر اس کی تاثیر کا اس انداز سے ذکر کیا ہے: ———

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ
مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ
ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الرعد، ۳۷؛ سورۃ طٰہٰ، ۱۱۳؛ سورۃ الزمر، ۲۸؛ سورۃ حٰم السجدہ، ۳؛ سورۃ الشوریٰ، ۷؛ سورۃ الزخرف، ۳-۴

ذِكْرِ اللهِ ط[1]

ترجمہ:- اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں ـــــــ

اللہ تعالیٰ نے "احسن تقویم[2]"، "احسن الحدیث[3]" نازل فرمائی، تاکہ دنیا کو "احسن عمل[4]" کا جلوہ دکھا کر "احسن مقیلا[5]" کے مقام پر فائز کیا جائے ـــــــ تاثیر قرآن کا یہ عالم ہے ارشاد ہو رہا ہے:-

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝[6]

ترجمہ:-

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیے کہ وہ حق کو پہچان گئے ـــــــ کہتے ہیں

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳

[2] القرآن الحکیم : سورۃ التین، ۴

[3] القرآن الحکیم : سورۃ الزمر، ۲۳

[4] القرآن الحکیم : سورۃ الملک، ۲

[5] القرآن الحکیم : سورۃ الفرقان، ۲۴

[6] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ، ۸۳

اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ــــــــــ تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ــــــــــ

اور فرمایا: ــــــــــ

إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ [1]

ترجمہ:

بیشک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں ــــــــــ

اور ارشاد فرمایا ــــــــــ

وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝ [2]

ترجمہ:

اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہوا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ــــــــــ

مشہور ایرانی سیاح بزرگ بن شہریار نے تیسری صدی ہجری کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۷

[2] القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل ، ۱۰۸ ـ ۱۰۹

نوٹ: مطالعہ یا تلاوت کرنے والے مسلمان اس آیت کے اختتام پر سجدۂ تلاوت ضرور کریں۔

کشمیر کے راجہ مہروک نے سندھ کے ایک عالم کو دربار میں بلایا، اس سے زبان ہندیہ میں قرآن حکیم کا ترجمہ کرایا ——— جب اس عالم نے یہ ترجمہ پڑھ کر سنایا ——— "اسی مٹی سے تم کو پیدا کیا اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر اسی مٹی سے تم کو اٹھائیں گے" ——— ترجمہ سننا تھا کہ وہ راجہ زار و قطار رونے لگا، زمین پر سر رکھ دیا، منہ خاک آلود ہو گیا ——— پھر وہ دل سے مسلمان ہو گیا ——— [1]

۱۹۴۷ء میں راقم نے خود دیکھا، دہلی میں مشرکین و کفار کے ایک عظیم اجتماع میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی گئی تو سب کے سب دم بخود ہو گئے کہاں وہ ایک ڈیڑھ لاکھ کا مجمع اور وہ شور و غل اور بھنبھناہٹ کہ الاماں والحفیظ! اور کہاں تلاوت قرآن کی یہ تاثیر اور تصویر کا یہ عالم کہ بس دیکھا کیجئے!

یہ تو انسانوں پر قرآن حکیم نے اپنا اثر دکھایا کہ ان کی پیشانیوں کو جھکایا اور زار و قطار رلایا۔ ——— قرآن تو کہتا ہے کہ انسان تو انسان اگر یہ قرآن پہاڑوں پر نازل ہوتا تو اس کی ہیبت و جلالت سے وہ کانپ اٹھتے: ———

---

[1] (ا) بزرگ بن شہریار، عجائب الہند مطبوعہ لیڈن ۱۸۸۶ء
بحوالہ ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
ص ۱۹۲-۱۹۴

(ب) سید سلیمان ندوی! عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۳۰ء، ص ۱۸۱-۱۸۲

ارشاد ہوتا ہے:۔ ـــــــــــ

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ[۱]

ترجمہ:۔

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور اسے دیکھتا جھکا ہوا، پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

قرآن کیا نازل ہوا، دل کے دریچے کھلنے لگے ــــــــ عالم بالا کے جھروکوں سے الفاظ و حروف کے حسین چہرے جھانکنے لگے ــــــــ ایک ایک کر کے صفحہ قرطاس پر آنے لگے اور صفحہ قرطاس کو تختۂ گل بنا کر دیکھنے والوں کے لیے جنت نظارہ بنانے لگے ــــــــ اور شش جہات سے مبارک باد، مبارک باد! کی صدائیں بلند ہونے لگیں ــــــــ جن و انس اور ملائک ایک ایک تختے کو حیران ہو کر دیکھنے لگے۔

ــــــــ اعجاز قرآن پر سب کے سب انگشت بدنداں ــــــــ ایک جہانِ حسن ہے کہ ایک ایک آیت سے ظاہر ہو رہا ہے ــــــــ کھولیے تو بحر بیکراں ہے، بند کیجیے تو گوہر آب دار ــــــــ ہاں ہاں:ــــــــ

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ ۝[۲]

---

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ الحشر، ۲۱

[۲] القرآن الحکیم! سورۃ المؤمنون، ۱۴

ترجمہ :- تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر
بنانے والا

اے دیدہ ورو ! اگر جمال معنی تک رسائی نہیں تو ظاہری جمال ہی دیکھ لو ——— دیکھو دیکھو عروس آیات بیّنات گھونگٹ کھولے کھڑی ہیں اور دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں ——— ایک نظر دیکھ تو لو !

۳

(ا)

قرآنِ حکیم جس ماحول میں نازل ہوا وہ ان پڑھوں کا ماحول تھا جس کی تصدیق اس آیت سے ہوتی ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ [1]

ترجمہ:

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

لیکن ان پڑھوں میں سے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے گو کہ اکثریت ان پڑھوں کی تھی۔ مگر وہ بھی ایسے تھے جن میں علم و ادب سینہ بہ سینہ چلا آتا تھا۔ ان میں مختلف علوم و فنون کا رواج بھی تھا، اس کی تصدیق خود اس امر سے ہوتی ہے کہ قرآن جیسا علمی شہ کار اُس معاشرے میں بھیجا گیا ——— شہ کار اُسی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو پرکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الجمعہ ، ۲

——— جاہلوں کے سامنے کوئی علمی شہ کار پیش نہیں کرتا۔ قرآن حکیم نے ان پڑھوں میں، پڑھنے کی بات کی اور لوح وقلم کا سہارا دے کر ثریا تک پہنچا دیا ——— قرآن حکیم کی نظر میں عظمت لوح وقلم کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام ہی "القلم" ہے پھر اسی میں قلم کی قسم کھائی :———

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ لا [1]

ترجمہ :-

قلم اور اس کے لکھنے کی قسم۔

پھر جو کچھ لکھا گیا اس کی قسم یوں کھائی :———

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ ج [2]

ترجمہ :-

عزت والے قرآن کی قسم۔

عہد نبوی کا معاشرہ کتاب کے تصور سے بیگانہ نہ تھا۔ چنانچہ قرآن حکیم ان سے پوچھتا ہے :———

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝ لا [3]

ترجمہ :-

کیا تمہارے لیے کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو ؟

نہ کتاب سے ناآشنا تھے اور نہ کاغذ سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس معاشرے

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۱

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ قٓ ، ۱

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۳۷

میں" کاغذ" پر لکھی ہوئی کتابیں موجود تھیں کیوں کہ قرآن انہی اشیاء کا ذکر کرتا ہے جو ان کے چاروں طرف یا اُن میں موجود تھیں کسی ایسی چیز کا ذکر کرتا جو اُن میں نہ تھی تو تمثیلی اور مثالی انداز سے ذکر کرتا مگر کتاب و کاغذ کا جس انداز سے ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کتاب و کاغذ سے اچھی طرح واقف تھے، بلکہ یہ چیزیں ان کے معاشرے میں موجود تھیں

ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ [1]

ترجمہ :-

اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو۔

یہی نہیں کہ اس معاشرے میں کاغذ و کتاب موجود تھے۔ بلکہ کاتب اور کتابت کا رواج بھی تھا جس کا اندازہ قرآن حکیم کی ان آیات سے ہوتا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ [2]

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الانعام ، ۷

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۸۲

اے ایمان والو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی رہن کا لین دین کرو

تو اسے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک

لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اسے اللہ نے

سکھایا ہے ـــــــــ

یہ تو شہر کی بات تھی، سفر میں لین دین ہو تو اس کے لیے فرمایا:

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ[1]

ترجمہ:۔

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا۔

(یعنی کوئی چیز دائن کے قبضے میں گروی رکھ دو)

تاریخی حقائق سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج تھا ـــــــــ

مشہور و معروف عربی قصائد المعلقات السبعۃ لکھ کر دیوار کعبہ پر لٹکائے گئے جو تقریباً ڈیڑھ سو

برس تک لٹکتے رہے ـــــــــ ابن ندیم نے کتاب الفہرست میں لکھا ہے کہ حضرت

عبدالمطلب کی ایک تحریر جو چمڑے پر لکھی ہوئی تھی خلیفہ مامون الرشید کے کتب خانے میں

موجود تھی ـــــــــ صحیح بخاری میں باب کیف بدأ الوحی میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت ہے کہ ورقہ بن نوفل عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے چنانچہ وہ عبرانی میں انجیل بھی

لکھتے تھے[2]

وکان یکتب کتاب العبرانی فیکتب من

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ البقرہ ، ۲۸۳

[2] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری ، ج ۱ ، ص ۹۵

الانجیل بالعبرانیۃ [۱]

ترجمہ:- اور وہ عبرانی زبان میں لکھتے تھے چنانچہ انجیل بھی عبرانی زبان میں لکھتے تھے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں لڑکوں کو لکھنے کی تعلیم دیں [۲] حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ عبرانی اور سریانی زبانوں میں لکھنا پڑھنا سیکھیں ——— ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شفا بنت عبداللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا ——— غزوہ بدر کے ۷۰ قیدیوں میں جن کے پاس فدیہ کے لیے خرچ نہ تھا فدیہ کے عوض مدینہ منورہ کے دس دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا حکم دیا گیا [۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تقریباً ۴۲ صحابہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ———

طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت ابن عباس کے پاس ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں تھیں [۴] ———

عہد نبوی میں اکثر ممالک میں لکھنے کا رواج تھا مثلاً روم، یونان، ہندوستان، ایران، چین، حجاز، عراق، مصر وغیرہ ـــ مختلف ممالک میں لکھنے کے لئے مختلف اشیاء استعمال کی جاتی تھیں ـــ روم میں سفید ریشم یا نازک و لطیف کھال پر لکھتے تھے ـــ یونان میں بھی کھال پر

---

[۱] ایضاً، ج ۱، ص ۹۵

[۲] ابن عبداللہ قرطبی: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۳۶ھ، ج ۱، ص ۳۵۴

[۳] ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری: طبقات، ج ۲، ص ۱۴

[۴] ایضاً، ج ۵، ص ۲۱۶

لکھتے تھے اس کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب سقراط سے پوچھا گیا کہ وہ لکھنے لکھانے کیوں نہیں؟ ــــ تو اس نے جواب دیا: "میں نہیں چاہتا کہ جو بات ایک زندہ مرد کے دل سے نکلے وہ ایک مردہ بکری کی کھال پر لکھی جائے۔"

جنوبی ہند میں تاڑی کے درخت کے ایک گز لمبے اور ۳ انگشت چوڑے پتوں کو باہم چسپاں کر کے لکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ شمالی ہند میں بھوج کے درخت کی چھال کے ایک گز لمبے اور چند انگشت چوڑے ٹکڑے پر لکھتے پھر کپڑے میں لپیٹ کر دو تختیوں میں محفوظ کر دیتے جس کو "پوتی" کہا جاتا تھا ــــ ایک درخت کاذی بھی تھا، اس کی چھال بھی لکھنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک بادشاہ نے خسرو نوشیرواں شاہ ایران کے نام اسی درخت کی چھال پر زر سرخ سے ایک خط لکھوا کر بھیجا تھا۔

ایران میں گائے بھینس، بکری اور ہرن کی کھال پر کتابت کرتے تھے ــــ چین کے لوگ کاغذ پر لکھتے تھے[1] جو نباتات سے تیار کیا جاتا تھا ــــ حجاز میں ہڈی، شانہ شتر، پتلے نازک سفید پتھر، چھال صاف کی ہوئی کھجور کی شاخیں اور کھال لکھنے کے کام آتی ــــ مصر میں پاپیروس گورخر کی کھال یا فلجان پر کتابت کرتے تھے ــــ پاپیروس کو قدیم مآخذ میں قرطاس کہا گیا ہے ــــ جلال الدین سیوطی (م۔ ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) نے لکھا ہے کہ پاپیروس ۳۰ گز لمبا ہوتا تھا ــــ قرآن کریم میں قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ دیئے جانے کو اس سے تشبیہ دی ہے۔ عراق میں بھی پاپیروس استعمال ہوتا تھا چنانچہ ابن عبدوس جہشیاری (م۔ ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء) نے الوزراء والکتاب میں لکھا ہے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ بغداد کے خزانے میں قرطاس (پاپیروس)

---

[1] کاغذ سازی کے فن میں مسلمانوں نے بڑی ترقی کی اور قسم قسم کے کاغذ بنائے۔ مثلاً سلیمانی، طلحی، نوحی، فرعونی جعفری، جیہانی، ماموفی، منصوری، سمرقندی وغیرہ۔ مسعود

بڑی مقدار میں جمع تھا۔ لہ

الغرض عہد نبوی میں دنیا کے مختلف علاقوں میں لکھنے کے لیے متعدد چیزیں استعمال ہوتی تھیں جن میں کھال اور پاپیروس خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔ مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں یونانی، آرامی، عبری، عربی، ہندوستانی، پہلوی، وغیرہ زبانوں میں کھال پر لکھی ہوئی تحریریں موجود تھیں ۔۔ پاپیروس پر عربی میں لکھے ہوئے اوراق دستیاب ہوئے ہیں جن کی روشنی میں تاریخ کے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھا ہے۔

قرآن کریم کی کتابت میں مندرجہ بالا اشیاء میں سے کتابت کے لئے کون کون سی چیزیں استعمال کی گئیں اس کی کچھ تفصیل یہ ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں "کاغذ" کی جگہ دو چیزیں استعمال ہوتی تھیں۔ رق اور مہرق ۔۔ مہرق، سفید ریشمی کپڑا جس پر گوند لگا کر لکھنے کا کام لیا جاتا تھا

لہ ابو الفضل ذابح : کاغذ سازی در تمدن اسلامی شمولہ کیہان فرنگی، ایران شمارہ ۶ ص ۳۰ - ۳۳ بحوالہ ذیل :-

۱۔ ابوریحان البیرونی۔ تحقیق ماللہند
۲۔ مسعودی، مروج الذہب
۳۔ ابن ندیم، الفہرست
۴۔ بلاذری : فتوح البلدان
۵۔ ابن حوقل، صورت الارض
۶۔ جاحظ : المحاسن والاضداد
۷۔ طبری : تاریخ طبری
۸۔ ابن عبدوس جہشیاری : الوزرا والکتاب۔

مسعود

——— اور رق پتلی اور باریک کھال جو کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی تھی اور نہایت پائیدار و دیرپا ہوتی تھی ——— قاموس میں ہے، "رق باریک کھال کو کہتے ہیں جس پر کتابت کی جائے اور لسان العرب میں ہے، "ایک باریک کھال جس پر لکھا جاتا ہے"[1] ———
مجد والدین فیروز آبادی نے رق کے معنی صاف کی ہوئی کھال بھی بتایا ہے"[2]

خود قرآن حکیم سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اسی باریک کھال پر لکھا جاتا تھا۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ۙ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ۙ[1]

ترجمہ:-

اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہوا ہے۔

بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز تحریری صورت میں ہوا چنانچہ بخاری شریف کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی روایت کی شرح میں علامہ قسطلانی نے عبید بن عمیر کی جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ تفصیل موجود ہے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس دیبا نامی ریشمی کپڑا لائے اس میں کچھ لکھا ہوا تھا[4] ———

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۰، مطبوعہ لاہور، ص ۳۲۴

[2] مجدو الدین فیروز آبادی: بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ، ج ۲، ص ۹۲

[3] القرآن الحکیم: سورۃ طور، ۲-۳

[4] جلال الدین سیوطی: الاتقان، ج ۱، ص ۲۲، الجزائری: التبیان، ص ۱۲، خرم علی: ترجمہ مشارق الانوار، ص ۴۱

پھر کیا پڑھیے؟ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔

اس روایت میں دیبا نامی ریشمی کپڑے کا ذکر ملتا ہے اور مہرق جس کا ذکر کیا گیا وہ بھی ریشمی کپڑے ہی سے تیار کیا جاتا، بہرحال عہد نبوی میں لکھنے کے لیے رق اور مہرق کاغذ کی جگہ استعمال کئے جاتے تھے۔

جہاں تک کاغذ کا تعلق ہے وہ ۱۰۵ء میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تقریباً ۴۶۶ برس پہلے چین میں Ts'ailun سائی لن نے ایجاد کیا، ۷۵۱ء میں یہ فن ایشیا میں سمرقند پہنچا اور ۷۹۲ء میں خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں پہلی مرتبہ بغداد میں بنایا گیا[1]

مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ پہلی صدی ہجری میں ——— حجاج بن یوسف کے ایماء پر عرب میں کاغذ بننے لگا تھا ——— لیکن عہد نبوی میں چین میں کاغذ موجود تھا، اس بات کی کوئی تاریخی شہادت نظر سے نہیں گزری کہ یہ کاغذ عرب میں آتا تھا یا نہیں البتہ اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ علمی دنیا میں چین کی ترقی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اچھی طرح واقف تھے چنانچہ آپ نے فرمایا:

اطلب العلم لو كان بالصين[2]

ترجمہ:-

علم حاصل کرو اگرچہ چین ہی کیوں نہ جانا پڑے

عہد قدیم میں دریائے نیل کے کنارے پیدا ہونے والے نرسل کے پودے کی چھال

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ ۱۹۷۲ء، ص ۹۶۶

[2] (ا) ابن الحاج الفاسی، محمد بن محمد العبدری: المدخل (ب) امام غزالی! احیاء العلوم، مطبوعہ قاہرہ ص ۱۸

سے ایک قسم کا کاغذ بنایا جاتا تھا جس کا نام پودے کے نام پر PAPYRUS رکھا گیا ۱۱ اس پر لکھا ہوا ریکارڈ آج بھی موجود ہے یہ لکھنے کے لیے وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا تھا لہ

اہل عرب تجارت میں بڑے مشاق اور بحری سفر کے دل دادہ تھے اس لیے قرین قیاس بھی ہے کہ چین اور مصر کا کاغذ بھی ——— حرمین شریفین میں استعمال ہوتا ہو گا کیوں کہ درآمدات کا تعلق طلب و ضرورت سے وابستہ ہے اور نزول قرآن کے بعد لکھنے کی چیزوں کی اشد ضرورت تھی چنانچہ موطا امام مالک میں ہے :-

جمع ابو بکر القرآن فی قراطیس

ترجمہ :-

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کا غذوں پر جمع کیا

اور قرآنی آیات میں ورق طاس ،، کا لفظ استعمال ہوا ہے گو اس کا اطلاق رق اور مہرق پر کیا بھی کیا جاسکتا ہے۔

(ب)

اب ہم حجاز کے ،، رق ،، چین کے ،، کاغذ ،، اور مصر کے ،، پیپرس ،، کے متعلق تاریخ کے پس منظر میں کچھ عرض کرتے ہیں :-

ا۔ بحیرۂ احمر پر رومیوں کے غلبے کے بعد جب یمنیوں کی تجارت کمزور پڑنے لگی تو اہل یمن نے بحری راستے کی بجائے اندرون عرب کے بری راستوں سے غیر ملکوں کا تجارتی سفر شروع کیا ——— یہ راستہ حضر موت سے شروع ہوتا تھا اور بحیرۂ احمر

لہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا، ج ۱۲، ص ۹۶۶

کے اور صحرائے نجد سے پہنچتا ہوا مکہ مکرمہ جاتا تھا جس کی وجہ سے مصر و شام اور یمن کے درمیان مکہ بہت بڑی منڈی بن گیا ــــــ مکے کی خاص پیداوار میں "جانوروں کی کھالیں" سب سے زیادہ اہم تھیں "طائف کا چمڑا" عربی میں ضرب المثل ہے ــــــ ڈاکٹر حمید اللہ نے مبسوط سرخسی (ج ۱۰، ص ۹۱ ۹۲) اور شرح السیر الکبیر سرخسی (ج ۱، ص ۶۹) کے حوالوں سے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد مکے والوں سے حالتِ جنگ کے باوجود ابو سفیان کو مختلف سامانِ ضرورت بھیج کر معاوضے میں "جانوروں کی کھالیں" طلب کی تھیں [۱] ــــــ

اغلب گمان یہی ہے کہ یہ کھالیں دباغت کے بعد رق تیار کرنے کے لیے منگوائی ہوں گی چونکہ آپ کارِ نبوت میں مصروف تھے اور یہ کھالیں "رق" کی صورت میں کتابتِ قرآن کے لیے استعمال ہوتی تھیں۔

۲ ـ جزیرہ نمائے عرب تین براعظموں کے درمیان واقع ہے ایشیا، افریقہ اور یورپ ــــــ مشرق کا تجارتی مال بڑی حد تک عرب کی راہ سے یورپ جاتا تھا عرب خود بھی تجارت کے لیے دور دراز نکل جاتے تھے کاروبار نے ان کو مصر و شام اور چین و ہند تک پہنچایا۔ قدیم زمانے سے چین اور پاک و ہند کا تجارتی مال یمن آتا اور خشکی کے راستے حجاز و شام سے گزر کر یورپ جاتا تھا ــــــ مدینہ منورہ سے ایک رات اور ایک دن کے فاصلے پر جار کی بندرگاہ تھی یہاں کا مال مدینہ منورہ اور اطراف کی بستیوں میں کثرت سے فروخت ہوتا تھا ــــــ مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کی تجارت بہت کامیاب تھی بہت سے مہاجر صحابہ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا ــــــ جار کے متعلق عرام بن الاصبغ لکھتے ہیں:۔

والجار علی شاطی البحر، ترفا الیہ

---

[۱] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء، ص ۳۲

السفن من الارض الحبشة و مصر و
من البحرين والصين [1]

ترجمہ :-

جار بحیرہ احمر کی ساحلی بستی ہے یہاں پر حبشہ، مصر، بحرین اور چین سے
جہاز آکر لگتے ہیں۔

ابلہ اور دیبا کی بندرگاہوں کے لیے مؤرخین نے لکھا ہے :

وکانت احدی فرض الهند یجتمع
بها تجارة الهند والسند والصین
واهل المشرق والمغرب۔

ترجمہ :-

دیبا ہندوستان کی بندرگاہ تھی جہاں ہندوستان، سندھ،
چین بلکہ مشرق اور مغرب کے تاجر جمع ہوا کرتے تھے۔

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں ابلہ کو فتح کیا (یہ بندرگاہ قدیم زمانے سے ارض الهند فرج الهند والسندھ کے لقب سے مشہور تھی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکتوب میں لکھا :

فان الله ولہ الحمد فتح علینا
الابلہ وهی مرقی سفن البحر من

---

[1] اطہر مبارک پوری، قاضی، عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۳۲
بحوالہ عرام بن الاصبغ سلمی، کتاب اسماء جبال تہامہ

عمان والبحرين والفارس والهند والصين۔

ترجمہ:۔

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ابلہ پر فتح دی ——— یہ مقام عمان، بحرین، فارس اور چین سے آنے والے جہازوں کی بندرگاہ ہے[1]

مندرجہ بالا اسناد سے معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین حجاز میں چین سے سامان آتا تھا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی منڈیوں میں بکتا تھا اس لیے ظن غالب ہے کہ چین کا وہ کاغذ جس کی ایجاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے صدیوں پہلے ۱۰۵ء میں ہو چکی تھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں ملتا ہوگا چنانچہ بعض احادیث میں کاغذ پر قرآن پاک کی کتابت کا ذکر آتا ہے

۲۔ عبد مناف بن قصی کے چار بیٹے عبد شمس، ہاشم، نوفل اور المطلب نے بالترتیب شاہ حبشہ نجاشی، قیصر روم، کسریٰ ایران اور شاہ یمن سے تجارتی راہداری کے پروانے حاصل کیے اور آزادانہ تجارت شروع کی سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام و مصر آنے جانے لگے جس کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح ہے ———

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ۙ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۚ[2]

ترجمہ:۔

چونکہ (اللہ نے) قریش کو مانوس کر دیا۔ ہاں، جاڑے اور

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۳۰

[2] القرآن الحکیم: سورۃ القریش، آیت ۱۔۲

گرمی کے سفروں سے انھیں مانوس کر دیا۔

چنانچہ اسی ہمہ گیر تجارت کا اثر تھا کہ عرب میں تقریباً ۱۲ بڑے بڑے بازار لگتے تھے۔ جن میں مندرجہ ذیل ذکر ہیں:۔

دومۃ الجندل، صحار، دبا، شحر، رابیہ (حضرموت)
ذوالمجاز، نطاۃ (خیبر)، مشقر، منیٰ، حجر، عکاظ، عدن،
صنعا[1]

سب سے بڑا بازار عرفات کے قریب عکاظ کا لگتا تھا اس میں نہایت عمدہ اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا یقیناً یہاں چین کا کاغذ، اور مصر کا پیپرس ضرور ملتا ہوگا اور کاتبین وحی نے اس سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے پہلے کئی سال تجارت فرمائی چنانچہ آپ ایک طرف خلیج فارس کے ساتھ ساتھ بحرین اور عمان تشریف لے گئے اور دوسری طرف بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ یمن بھی تشریف لے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ ذاتی طور پر شاہ حبشہ نجاشی سے بھی واقف تھے چنانچہ آپ نے ہجرت اولیٰ کے وقت اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر کو نجاشی کے نام ایک سفارشی خط بھی دیا تھا۔ مسند امام احمد بن حنبل (ج ۴ ص ۲۰۶) کے حوالے سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ جب مشرقی عرب بحرین سے ایک وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس علاقہ کا اس طرح ذکر کیا جیسے وہ پرسوں کا جانا پہچانا ہے[2] اس پر جب ان لوگوں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا، میں نے

---

[1] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۱۲۷

[2] محمد حمید اللہ: رسول اکرم کی سیاسی زندگی۔ بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، ص ۲۰۶

تمہارے ملک کی خوب سیر کی،، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ بہ سلسلۂ تجارت مشقر اور دبا کے مشہور میلوں میں تشریف لے گئے ہوں گے

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامان تجارت دے کر حباشہ (تہامہ) بھیجا جہاں رجب میں تین دن بازار لگتا تھا۔ پھر جرش (یمن) بھیجا جہاں بڑا بازار لگتا تھا ——— ان تمام حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمری اور عنفوان شباب کا بیشتر حصہ تجارتی مصروفیات میں گزارا ظاہر ہے ایسی ہستی سے یہ امید نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ قرب وجوار اور دور دراز ملکوں میں پائی جانے والی لکھنے کی چیزوں سے بے خبر ہو ان کی باخبری پر تو خود قرآن گواہ ہے۔ اس لیے ان تمام حقائق سے یہ نتیجہ نکالنا نامناسب نہ ہوگا کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کی مکمل کتابت رق، مہرق، کاغذ اور پیپرس، وغیرہ پر ہوئی ہوگی

بہرحال جیسا کہ عرض کیا گیا آثار تو قرآن سے ثابت ہے کہ قرآن حکیم کو باریک کھال کے اوراق پر جمع کیا گیا ——— چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَالطُّوْرِ ۝ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِىْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ [1]

ترجمہ:-

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الطور، ۱ - ۳

(ج)

قرآن حکیم کو "قرآن" بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، اور کتاب بھی کہا گیا ہے یعنی جو پڑھا جائے، یا جو لکھا ہوا ہو ——— مندرجہ ذیل آیات سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے:

① وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ [۱]
② كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ [۲]
③ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ [۳]
④ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا [۴]
⑤ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ [۵]
⑥ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ [۶]
⑦ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ [۷]
⑧ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ [۸]
⑨ وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ [۹]
⑩ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ [۱۰]

مؤطا امام مالک میں مندرجہ ذیل آیت سے قرآن مکتوب ہی مراد لیا گیا ہے: ———

---

۱ القرآن الحکیم: سورۃ الانعام، ۹۲؛ ۲ سورۃ ص، ۲۹؛ ۳ سورۃ البقرہ، ۲؛ ۴ سورۃ الانعام، ۱۱۴؛ ۵ سورۃ الاعراف، ۵۲؛ ۶ سورۃ ہود، ۱؛ ۷ سورۃ الاحقاف، ۱۲؛ ۸ سورۃ الانعام، ۹۲؛ ۹ سورۃ النمل، ۱؛ ۱۰ سورۃ الدخان، ۲

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ
بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ؕ [1]

ترجمہ:۔

یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں، بلندی والے، پاکی والے، ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے!۔

يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ [2]

ترجمہ:۔

جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جس طرح سجل نوشتوں کو لپیٹتا ہے۔

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کاتب کا نام سجل تھا [3]

درایۃً یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تشبیہ اسی وقت ذہن نشین ہو سکتی ہے جب مخاطب کے سامنے وہ شے موجود ہو جس سے تشبیہ دی جا رہی ہے یا اس نے دیکھی ہو ـــــ کاتبین وحی لوگوں کے سامنے لکھا کرتے تھے جہاں مختلف اشیاء پر کتابت ہوتی تھی وہاں جیسا کہ آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے

---

[1] (الف) القرآن الحکیم ؛ سورۃ عبس، ۱۱-۱۶ (ب) مالک بن انس ؛ الموطا، ص ۱۹۰

[2] القرآن الحکیم ؛ سورۃ الانبیاء، ۱۰۴

[3] ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی ؛ تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۲۰۰

ایسی اشیاء پر بھی کتابت ہوتی تھی جس کو Scroll کی صورت میں لپیٹ دیا جاتا تھا

یہ ایسی تحریر و "مہرق"، یا "کاغذ" ہی پر ہو سکتی ہے ——— Scroll

کی لمبائی تمام کاغذ جتنی نہیں ہوتی بلکہ بقدر ضرورت کاغذ جوڑ جوڑ کر اس کو لمبا کرتے رہتے ہیں، اور لپیٹتے جاتے ہیں ——— یہ طریقہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اب رفتہ رفتہ اس کا رواج ختم ہو رہا ہے لیکن اب بھی مطالبات کے سلسلے میں محضرنامے طویل طویل کاغذ پر پیش کیے جاتے ہیں ——— بہرکیف آیت مذکورہ میں نوشتوں کے لپیٹے جانے کی آسمان کے لپیٹے جانے سے تشبیہ اسی وقت مکمل ہو سکتی ہے جب وہ نوشتے طویل و عریض کاغذ پر تحریر کیے جاتے ہوں پھر ان کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہو ——— اس آیت کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کاتبین وحی طویل کاغذوں پر قرآن حکیم کی کتابت کرتے تھے جن کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا۔ عام طور حفاظت کی خاطر Scroll کو نلکوں میں رکھتے ہیں اور بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ——— عہد نبوی میں بھی یہ طریقہ رائج تھا ———

مگر جو کچھ لکھا گیا وہ منتشر حالت میں تھا یا کتابی صورت میں ——— اس کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :———

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝ فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ ۝ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝[1]

ترجمہ :-

بے شک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں مگر باوضو ———

آیت کریمہ کے تیور بتا رہے ہیں کہ عہد نبوی میں قرآن کریم کتابی شکل میں سامنے آچکا

---

[1] القرآن الحکیم : سورۃ الواقعہ، ۷۷-۷۹

تھا کیونکہ یہاں قرآن کریم کا ذکر ہے، اور اس کے ہاتھ لگنے اور چھونے کا ذکر ہے اور محفوظ نوشتہ کا اطلاق کتاب ہی پر ہو سکتا ہے نہ کہ ایک دو اوراق پر ——— اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو یکجا کرنے اور پڑھانے کا یوں بھاری ذمہ لیا:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝[1]

ترجمہ:۔

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ———

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن حکیم کو یکجا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لیے یہ عہد نبوی ہی میں یکجا کر دیا گیا ہو گا چنانچہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ قرآن ساتھ رکھتے تھے کیونکہ متشابہات سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا ورنہ ممکن نہ تھا۔ قرآن حکیم کی حفاظت کا ایک اور جگہ یوں ذکر کیا گیا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝[2]

ترجمہ:۔

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ———

قرآن حکیم کے مطالعہ سے تو یہ ثابت ہو گیا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن حکیم لکھ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا اور گھروں میں پڑھا جاتا تھا۔ کتب احادیث کے مطالعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر لیا گیا تھا اور اس کے متعدد نسخے موجود

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ القیٰمۃ، ۱۷

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الحجر، ۹

تھے اسی لیے آپ نے "قرآن مجید" کو ایک مسلمان کا بہترین ورثہ قرار دیا چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی روایت کرتے ہیں:—

ان مما یلحق المؤمن من عمله و
حسناته بعد موته علما نشره و
مصحفا ورثه [1]

ترجمہ:—

مرنے کے بعد مومن کو اس کے اعمال اور حسنات پر جس کا اجر ملتا ہے
ان میں ایک تو وہ علم ہے جس کی اس نے نشرو اشاعت کی اور ایک وہ
مصحف (قرآن مجید) جس کا اس نے لوگوں کو وارث بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی کوئی ارشاد فرمایا پہلے خود اس پر عمل کیا، یہی مزاج نبوت تھا اس لیے یہ دل کہتا ہے کہ جب آپ نے مسلمانوں کے لیے قرآن مجید بہترین ورثہ قرار دیا تو دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دربار نبوی سے بھی یہ ورثہ ملت اسلامیہ کو ملنا چاہیے —— چنانچہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے —— حدیث کے الفاظ یہ ہیں:——

عن عبد العزیز بن رفیع قال دخلت
انا و شداد بن معقل علی ابن عباس
فقال له شداد بن معقل —— اترك
النبی من شیء؟ —— قال ما ترك
الا ما بین الدفتین —— قال ودخلنا

---

[1] ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ دمشق، ج ۱۰، ص ۴۲۹

على محمد بن الحنفية وسألناه — وقال ما ترك الا ما بين الدفتين — [1]

ترجمہ:-

عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں اور شداد بن معقل حضرت ابن عباس کے پاس گئے تو شداد نے پوچھا — کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز ترکے میں چھوڑی ہے؟ — انہوں نے جواب دیا — نہیں بجز اس کے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے — پھر ہم محمد بن الحنفیہ کے پاس گئے اور یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی بجز اس کے جو دو پٹھوں کے درمیان ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد کم سے کم ایک قرآن مجید چھوڑا جو جلد میں محفوظ تھا اس کی مزید تصدیق بخاری شریف کی ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ و تلخیص یہ ہے۔

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک عراقی آیا — عرض گزار ہوا — اے ام المومنین! مجھے اپنا قرآن مجید دکھایئے — فرمایا — بھلا کس لیے؟ — عرض کیا — تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کر لوں کیونکہ لوگ خلاف ترتیب پڑھتے ہیں — فرمایا —

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۴۳

اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں جس کو چاہو پہلے پڑھ لو ۔۔۔۔۔۔۔

یوسف بن مالک کا بیان ہے کہ پھر ان کے لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن مجید نکالا اور ان کو سورتوں کی ترتیب لکھوا دی

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں :۔۔۔۔۔۔

فاخرجت المصحف فاملت علیہ ای السورۃ [1]

ترجمہ :۔ تو آپ نے قرآن نکالا اور سورتوں کی ترتیب لکھوا دی ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج مطہرات میں تھیں اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں آپ ہی کے ہاں اور آپ ہی کی قربت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا ممکن ہے کہ یہ قرآن مجید ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نسخہ ہو جو آپ نے یادگار چھوڑا ۔۔۔۔۔۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تلاوت میں رہتا ہو جس کا اشارہ اس آیت سے ملتا ہے جس میں خطاب امہات المومنین سے کیا گیا ہے :۔۔۔۔۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ط [2]

ترجمہ :۔

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ۔ اللہ کی آیتیں اور حکمت ۔۔۔۔۔۔

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری ، ج ۲ ، ص ۹۹۲ ۔ ۹۹۳

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ الاحزاب ، ۳۴

اور غالباً یہ بات کفار و مشرکین کے علم میں تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن مکتوب و مجلد محفوظ ہے اسی لیے انہوں نے قرآن حکیم پر تنقید کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے : ــــــــــــ

وَقَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ [1]

ترجمہ :۔

وہ کہتے تھے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ رکھی ہیں اور اسی میں سے یہ صبح و شام لکھواتے رہتے ہیں ــــــــــــ

(د)

بہر کیف مندرجہ بالا اتفاق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی نسخہ تھا جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اور اس سے دوسرے مسلمان تقابل کر کے اپنے اپنے نسخے صحیح کیا کرتے تھے ــــــــــــ

احادیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کم از کم چار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا قرآن حکیم جمع کیا تھا [2] ــــــــــــ چنانچہ جب حضرت انس بن مالک

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الفرقان ، ۵

[2] تہذیب التہذیب (ج ۷، ص ۲۴۳)، استیعاب (ج ۲ ص ۲۸۵، ۵۶۵)، اسد الغابہ (ج ۲، ص ۲۸۶)، طبقات (ج ۲، ص ۲۸۵) وغیرہ کے مطالعہ سے مزید ۸ صحابہ کا اور علم ہوتا ہے جن کے نام یہ ہیں۔ عقبہ ابن الجہنی، سعد ابن عبید، ابو درداء، عثمان بن عفان، تمیم داری، عبادہ بن صامت، ابو ایوب انصاری، عبید اللہ بن مسعود ــــــــــــ

سے دریافت کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس کس نے قرآن جمع کیا تھا تو انھوں نے فرمایا، چار حضرات نے اور چاروں انصار تھے ان کے اسمار گرامی یہ ہیں :-

(۱) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

(۲) ابو زید رضی اللہ عنہ

(۳) معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

(۴) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ [۱]

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بھی ایک قرآن جمع کیا تھا ـــــ اس حدیث کی اسناد کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، کہ "اسنادہ صحیح" ـــــ وہ فرماتے ہیں :-

میں نے عہد نبوی میں پورا قرآن جمع کیا تھا میں اس کو ایک ہی رات میں پڑھ لیتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ایک ماہ میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی [۲]

یہ حدیث طویل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر اس مدت میں کمی کر کے ۲۰ دن ارشاد فرمائی ـــــ پھر انہوں نے عرض کیا تو پندرہ دن میں ختم کرنے کی ہدایت فرمائی ـــــ مزید عرض کیا تو فرمایا :-

اقراء فی سبع ولا تزید

---

[۱] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری ! صحیح بخاری ، ج ۲ ، مطبوعہ کراچی ، ص ۷۴۹

(ب) ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری ! صحیح مسلم ، ج ۲ ، مطبوعہ مصر ، ص ۲۵۲

[۲] ابو الفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی ! فتح الباری شرح صحیح البخاری ، ج ۹ ، مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ

علیٰ ذٰلك[1]

ترجمہ:۔

سات روز میں ختم کیا کرو اس سے کم مدت میں ختم نہ کرو۔

اس حدیث پاک سے قرآن کریم کی سات منزلوں کے تعین اور تیس پاروں کی تقسیم کا راز بھی کھل جاتا ہے ۔۔۔۔۔ پہلی ہدایت ۳۰ دن میں ختم کرنے سے متعلق تھی اور دوسری سات دن میں ختم کرنے سے متعلق ۔۔۔۔۔

حضرت ابو زید بن عبید بن نعمان الانصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق اسد الغابہ میں لکھا ہے ۔۔۔۔۔

هو اوّل من جمع القرآن من الانصار[2]

ترجمہ:۔

یہ وہی ہیں جنہوں نے انصار میں سب سے پہلے قرآن جمع کیا ۔۔۔۔۔

اور حضرت زید بن ثابت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تالیف قرآن کا اہم فریضہ انجام دیتے تھے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں: ۔۔۔۔۔

قال کنا عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع[3]

---

[1] (ا) ابو الفضل احمد بن علی الشہیر ابن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹، مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ

(ب) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۱۸

[2] ابن اثیر علی بن محمد جزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۱، مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۰ھ

[3] ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۱

ترجمہ:۔ ہم کاتبانِ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر رقاع (ٹکڑوں)
سے قرآت ترتیب وار جمع کرتے جاتے تھے۔

"جمع کرنے" اور "تالیف کرنے" میں فرق یہ ہے کہ جمع کرنے کا اطلاق ایسے مجموعے پر ہوتا ہے جس میں ترتیب وغیرہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہو مگر تالیف کا اطلاق ایسے مجموعہ پر ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہو ——— یہاں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید کو مختلف ٹکڑوں سے کتابی صورت میں ترتیب وار جمع کرتے تھے ——— جیسا کہ عرض کیا گیا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن جمع کیا تھا جس کو تکمیل کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا چنانچہ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

کان أخر عرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القرآن علی مصحفہ و ھو اقرب المصاحف من مصحفنا وقد کتب زید لعمر بن الخطاب۔[1]

ترجمہ:۔

زید نے عرضۂ اخیرہ میں اپنا کتابت شدہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنایا اور وہ قرآن مجید ہے جو ہمارے قرآن مجید جیسا ہے پھر انہیں زید نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے قرآن مجید لکھا تھا ———

[1] ابی محمد عبد اللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری: المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۴ء

۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ (مارچ ۶۳۲ء) کو خطبہ حجۃ الوداع کے فوراً بعد آخری آیت نازل ہوئی :-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔[1]

۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (جون ۶۳۲ء) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم ظاہر سے پردہ فرمایا آخری آیت کے نزول اور پردہ فرمانے کے مابین تقریباً ڈھائی پونے تین ماہ کا عرصہ گزرا ——— اغلب یہی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ذی الحجہ ۶۳۲ء اور ۱۲ ربیع الاول ۶۳۲ء کے درمیان ملاحظہ کے لیے پیش کیا ہوگا ———

مندرجہ بالا تمام شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن مجید کی ایک کاپی نہیں بلکہ کئی کاپیاں مدون ہو چکی تھیں ——— اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ایسی ہدایات نہ فرماتے جس سے قرآن کا مدون اور مرتب ہونا ثابت ہوتا ہے ——— مثلاً ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے دریافت کیا ۔
——— کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے ؟ ——— آپ نے فرمایا :- ———

الحال والمرتحل[2]

ترجمہ :-

سفر سے اترنا اور سفر کرنا

پھر جب اس ارشاد کا مطلب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا :-

۱ـہ القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ ، ۳

۲ـہ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی : جامع ترمذی ، ج ۲ ، ص ۱۱۸ ، ۱۱۹

صاحب القرآن یقرء عن اول القرآن الی آخرہ ومن آخرہ الی اولہ۔ کلما حل ارتحل۔[۱]

ترجمہ:۔

قرآن پڑھنے والا جو اول سے آخر تک قرآن پڑھتا ہے اور ختم کر لیتا ہے تو دوبارہ شروع کر دیتا ہے گویا جیسے ہی تلاوت کا سفر ختم کرتا ویسے ہی دوسرا سفر (تلاوت کا) شروع کر دیتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہاں حافظ قرآن نہیں فرمایا، قرآن پڑھنے والا فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے مکمل نسخے موجود تھے چنانچہ بعض احادیث سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ قرآن حکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کتابی صورت میں مدون ہو گیا تھا۔

مثلاً ــــــ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:..

ان قرآن کان مجموعا مؤلفا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔[۲]

---

[۱] ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی؛ مسند دارمی، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۳ھ، ۴۴۱

نوٹ:۔ جس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ آپ دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کتابی صورت میں موجود تھا۔

(ا) مستدرک، ج ۱، ص ۹۳ (ب) السنن الکبری، ج ۱، ص ۱۱۴ (ج) کنز العمال، ج ۱، ص ۴۸۶ ـ ۴۸۷،

(د) الترغیب والترہیب، ج ۱، ص ۳۸)

[۲] دائرہ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۶، ص ۴۰۴

قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں باقاعدہ جمع کیا ہوا ترتیب دیا ہوا موجود تھا ۔۔۔۔۔۔

امام نووی فرماتے ہیں :

ان القرآن کان مؤلفا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ھو فی المصاحف الیوم [۱]

ترجمہ :۔

قرآن مجید عہد نبوی میں اسی انداز سے ترتیب دیا گیا تھا جس انداز کی ترتیب سے آج وہ مصحف میں موجود ہے ۔۔۔۔۔۔

علامہ طبرسی ، تفسیر مجمع البیان میں لکھتے ہیں :۔۔۔۔۔۔

ان القرآن کان علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجموعا مؤلفا علی ما ھو علیہ الآن ۔ [۲]

ترجمہ :۔

عہد نبوی میں قرآن مجید بالکل اسی طرح مجموع و مرتب تھا جس طرح آج ہے ۔۔۔۔۔۔

---

[۱] ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی ، المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج ، مطبوعہ مصر ، بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ، ج ۱۶ ، ص ۲۴۰

[۲] طبرسی ، تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ، ج ۱۶ ، ص ۲۴۰

قرآن پاک کی جمع وتدوین سے متعلق جہاں اور شہادتیں ہیں وہاں ایک شہادت امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں نقل کی اوس ابن ابی اوس حذیفہ الثقفی روایت کرتے ہیں کہ وہ قبیلہ بنی ثقیف کے وفد کے ساتھ ممبر کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد وفود سے ملاقات کیا کرتے تھے تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان وفد کے پاس آنے میں تاخیر فرمائی جب تاخیر کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ——— کہ آج کی "حزب" رہ گئی تھی تو میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کو ختم کیے بغیر باہر آجاؤں۔ اس پر اوس کہتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے قرآن کے احزاب کے بارے میں پوچھا یعنی قرآن پاک کے ان حصوں کے بارے میں جو تلاوت کی سہولت کے لیے تقسیم کر لیے گئے تھے اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل سات احزاب کی تفصیل بتائی جو ایک ہفتے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، وہ یہ ہیں: ———

(۱) حزب اوّل ——— سورۂ فاتحہ سے سورۂ نساء تک

(۲) حزب ثانی ——— سورۂ مائدہ سے سورۂ توبہ تک

(۳) حزب ثالث ——— سورۂ یونس سے سورۂ نحل تک

(۴) حزب رابع ——— سورۂ بنی اسرائیل سے سورۂ فرقان تک

(۵) حزب خامس ——— سورۂ شعراء سے سورۂ یٰسین تک

(۶) حزب سادس ——— سورۂ صٰفّٰت سے سورۂ حجرات تک

(۷) حزب سابع ——— سورۂ قٓ سے سورۂ ناس تک

۱؎ احمد بن حنبل، المسند، ج ۴، ص ۳۴۳

یہ حدیث اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ عہد نبوی میں قرآن پاک مدوّن ہو چکا تھا اور اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ جس ترتیب و تنظیم کے ساتھ آج ہمارے سامنے ہے اور اسی ترتیب کو سامنے رکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزانہ کے معمول تلاوت کے لیے قرآن پاک کو احزاب پر تقسیم فرمایا ـــــــ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت کدے میں قرآن حکیم کے منتشر اوراق تھے جن کی کسی صحابی نے شیرازہ بندی کر دی تھی۔[1] ـــــــ

قرین قیاس یہی ہے کہ اصل کاپی آپ اپنے پاس رکھتے ہوں گے پھر وقتاً فوقتاً اس سے دوسرے صحابہ کو لکھواتے رہتے ہوں گے ـــــــ اس قیاس کی توثیق قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں کفار نے آپ پر الزام لگایا تھا کہ آپ نے اپنے پاس پرانے قصے کہانی لکھ چھوڑے ہیں جو لوگوں کو لکھواتے رہتے ہیں (معاذ اللہ) ـــــــ

احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتابتِ وحی کا خاص اہتمام فرماتے تھے[2] یہاں تک کہ آپ کے پڑوس میں حضرت زید بن ثابت رہتے تھے، جب وحی آتی فوراً ان کو بلا لیتے اور جو کچھ نازل ہوتا لکھوا دیتے[3] پھر یہی نہیں کاتبوں کو لکھوا دیتے بلکہ لکھوانے کے بعد پڑھوا کر سنتے اور جو غلطی ہوتی اس کی اصلاح فرماتے[4] پھر لوگوں کو نقل کے لیے عنایت فرماتے[5]

---

[1] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی، ج ۱، ص ۱۴۸

[2] (ا) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی: جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۳۴

(ب) محمد بن اسمٰعیل بخاری: صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۴۱

[3] ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابو داؤد (بحوالہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری، دی قرآنک فاونڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء، ص ۶۹)

[4] مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۶۰ (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

[5] صدیق حسن خان، نواب: فتح المغیث (بحوالہ مذکورہ، ص ۶۹)

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجلد نہ تھا، چوبی فائلوں میں جمع تھا۔

چنانچہ فتح الباری میں ہے :-

کانوا یکتبون المصحف فی الرق و
یجعلون له دفتین من خشب[1]

ترجمہ :-

صحابہ کرام قرآن مجید باریک چمڑے پر لکھتے تھے اور اس کو دو چوبی
دفتیوں میں رکھ لیتے تھے

اور اس طرح رکھتے کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی اور یہ ہدایت فرمائی جاتی کہ فلاں فلاں،
سورت میں فلاں آیت کے بعد یہ لکھی جائے تو لکھ لی جاتی ہے[2] چنانچہ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ البقرہ کی ایک آیت نازل ہوئی
تو!

فقال جبریل للنبی صلی اللّٰہ علیه و
آله وسلم ضعها علی راس مأتین ثمانین
من سورة البقره[3]

ترجمہ :-

تو جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو سورۂ بقرہ کی

---

[1] ابن حجر عسقلانی! فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج ۹

[2] (ا) جلال الدین السیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۴۴-۱۴۵

(ب) ابن حزم ! کتاب الفصل، ج ۴، ص ۲۲۱

[3] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، ص ۳۲۶

آیت نمبر ۲۸۰ کے بعد لکھ لیجئے ——— چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

بہرکیف قرآن مجید جلدوں میں تھا یا دو گتوں کے درمیان یہ بات ثابت ہو چکی کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا قرآن مرتب ہو چکا تھا بلکہ بعض احادیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن کریم کے متعدد نسخے موجود تھے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تلاوت کرنے کی تاکید شدید فرمائی اور دوہرے اجر کی بشارت دی۔ ایسی بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں [۱] ——— اس تاکید و ترغیب کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کتابت قرآن کا خاص اہتمام کیا ہو گا اور لکھے پڑھے تمام صحابہ کے پاس مصاحف ہوں گے چنانچہ مسند امام محمد میں صحابہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے :———

بین اظہرنا المصاحف وقد تعلمنا فیھا وعلمناھا نساءنا وذرارینا و خدمنا۔ [۲]

ترجمہ :-

ہمارے درمیان مصاحف موجود تھے جن سے ہم نے خود قرآن مجید سیکھا اور اپنی عورتوں بال بچوں اور خادموں کو سکھایا۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں یہاں تک لکھا ہے !

---

[۱] (ا) جلال الدین سیوطی : الاتقان ، ج ۲ ، ص ۱۰۸

(ب) الزرکشی : البرہان فی علوم القرآن ، ص ۴۶۲

[۲] (ا) احمد بن حنبل : المسند ، مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ

(ب) عمدۃ القاری ج ۲ ، ص ۲۷

ان الذین جمعوا القرآن علی عہد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لا یحصہم عدد و لا یضبطہم احد ـــــ[1]

ترجمہ:-

عہد نبوت میں جن لوگوں نے جمع قرآن کی خدمت جلیلہ انجام دی ان کی اتنی کثرت ہے نہ کوئی ان کی تعداد کا تعین کر سکتا ہے اور نہ ان کے ناموں کو ضبط تحریر میں لا سکتا ہے ـــــــ

(ھ)

اس پس منظر میں یہ حدیث بھی قابل توجہ ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـــــــ

چار چیزیں دنیا میں مظلوم اور کس مپرسی کی حالت میں ہیں جن میں ایک وہ مصحف ہے جو گھر میں اس حالت میں پڑا ہے کہ اس کی تلاوت نہیں کی جاتی ـــــــ

اس حدیث کے معانی و مطالب کو حال و مستقبل دونوں پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ شواہد و حقائق سے ثابت ہو رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مصاحف کی اتنی کثرت ہو گئی تھی وہ گھروں میں آویزاں کیے جانے لگے تھے جس پر آپ نے تنبیہ فرمائی اور فرمایا ـــــــ

---

[1] بدر الدین محمود بن عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر

لاتغرنکم هٰذا المصاحف
المعلقۃ ـــــ[۱]

ترجمہ:-

ان آویزاں قرآنوں سے تم دھوکے میں نہ پڑ جانا ـــــ

پھر عہد خلافت راشدہ میں اتنی کثرت ہوگئی کہ قرآن مجید کے بعض نسخوں کو مطلّٰے و مذہب کیا جانے لگا ـــــ

قاعدہ ہے کہ جب کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور اپنی جگہ قائم ہو جاتی ہے تو پھر اس میں نئی نئی اختراعات و ایجادات ہونے لگتی ہیں ـــــ

چنانچہ عہد عثمانی میں کچھ لوگوں نے قرآن مجید کو مطلّٰے و مذہب کیا[۲]، جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالے عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

ـــــ

[۱] علی متقی علاؤالدین ہندی ! کنزالعمال، سنن الاقوال والافعال، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲ھ ج ۱، ص ۱۲۴

[۲] قرن اول ہی سے قرآن حکیم کی زرکاری اور تذہیب کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا چنانچہ قرن اول اور قرن دوم میں یہ زرکار ممتاز نظر آتے ہیں۔ الیقطینی، ابراہیم الصغیر، ابو موسٰی ابن عمار ابن المستقطی، ابو عبداللہ الخزیمی، وغیرہ (الفہرست، ۹؛ دائرۃ المعارف، ج ۱۶، ص ۳۵۸)

اذا حليتم مصاحفكم فعليكم
الدمار [1]

ترجمہ:-

تم لوگوں نے اپنے قرآن مجید کو مطلی و محلّی کیا تو تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے ——————

اوپر جو کچھ عرض کیا وہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھا اس عہد کے بعد خلافتِ راشدہ کے دور میں نجی طور پر تو قرآن پاک کی بہت سی نقول تیار کی گئیں مگر سرکاری طور پر بھی کام ہوا چنانچہ ایک خاص مصحف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنہ ۱۱ ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیار کرایا اور اپنے پاس رکھا — انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے اس خاص نسخے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیار کرایا تھا یہ صحیح نہیں [2] —————— حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یہی نسخہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ کی شہادت کے بعد آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ رہا پھر اس نسخے کو سامنے رکھ کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنہ ۲۵ ھ میں اپنے عہد خلافت میں سرکاری طور پر متعدد نقول تیار کرائیں اور بلاد اسلامیہ ارسال کیں [3]

——————

ابن حزم نے خلافت راشدہ کے دور صدیقی اور دور فاروقی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس سے

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶، مطبوعہ لاہور، ص ۴۲ - ۲۴۱

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۵، مطبوعہ امریکہ

[3] جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۴۵، ۱۴۹

تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے ابتدائی دس سالوں میں قرآن حکیم کی قلمی کاپیوں کی تعداد ایک لاکھ سے تجاوز کر چکی تھی ——— ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے :———

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈھائی برس خلیفہ رہے۔ ان کے عہد میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں قرآن کے نسخے نہ ہوں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دس برس اور چند ماہ تک مسجدیں بنتی رہیں اور قرآن لکھے جاتے رہے جب ان کا انتقال ہوا تو قرآن کے کم از کم ایک لاکھ نسخے رہے ہوں گے۔[1] ———

پھر ہزاروں کی تعداد میں جو طلباء پڑھتے تھے وہ لکھتے بھی ہوں گے چونکہ بار بار تلاوت و قرأت کے لیے قرآن کا لکھا جانا ضروری تھا صدہا برس سے یہی عمل رہا ہے اس لیے مشہور صحابہ حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہزاروں تلامذہ میں نہ معلوم کس کس نے قرآن پاک کی نقول تیار کی ہوں گی پریس کی ایجاد سے پہلے کتابوں کا لین دین نقل اور کتابت کے ذریعے ہی ہوتا تھا تحریر اور کتابت کی کلفتوں کا آج ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے مگر شوق علم میں ہمارے اسلاف ہر مشکل پر غالب آگئے اور وہ کچھ کر دکھایا جس کو آج ہم ترستے ہیں۔

(۹)

احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں قرآن حکیم کے علاوہ بھی کتابیں موجود تھیں اور کھلے ہوئے کاغذات گول ظروں میں رکھتے تھے۔ مثلاً۔ المستدرک کی ایک روایت میں سعید بن بلال بیان کرتے ہیں :———

---

[1] ابن حزم: کتاب الفصل والملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ، ج ۲، ص ۷۸ (ملخصاً)

كنا اذا اكثرنا على انس بن مالك فاخرج الينا محالا عنده فقال هذه سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم۔ [1]

ترجمہ:۔

جب ہم حضرت انس بن مالک سے زیادہ اصرار کرتے تو آپ اپنے پاس سے کاغذات رکھنے کا تھیلا نکال لاتے اور کہتے یہی وہ حدیثیں ہیں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنیں ——

حافظ ابن عبد البر کی جامع میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حسن صحابی رسول کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو حضرت ابوہریرہ:

فاخذ بيده الى بيته فارانا كتبا كثيرة من حديث رسول صلى الله عليه وسلم۔ [2]

ترجمہ:۔

اپنے گھر لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی بہت سی کتابیں بھی دکھائیں ——

حضرت عبداللہ بن عمر ابن العاص نے احادیث رسول کا ایک مجموعہ الصحیفۃ الصادقہ

---

[1] ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم! المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند

[2] ابن عبداللہ قرطبی ! جامع بحوالہ قرآن مجید کا نزول اور وحی از پروفیسر محمود الحسن خسرو، مطبوعہ کراچی ، ص ۶۹۷

کے نام سے مدون کیا تھا، یہ صحیفہ عرصہ تک ان کے خاندان میں محفوظ رہا، ان کے پوتے شعیب اسی صحیفے سے روایت کرتے تھے ـــــــ جس کا ذکر فتح المغیث میں اس طرح ملتا ہے :ـــ

شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن العاص لم یسمع جدہ انما وجد
کتابہ فحدث منہ [1]

ترجمہ :ـ

شعیب ـــــــ نے اپنے دادا سے حدیث سنی تو نہیں لیکن ان
کی کتاب پائی تھی وہ اسی کتاب سے حدیث روایت کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں موسٰی بن عقبہ سے جو صاحب مغازی اور فقہائے تابعین سے تھے، منقول ہے : ـــــــ

وضع عندنا کریب بن ابی مسلم مولی
عبد اللہ بن عباس حمل بعیر من کتب
ابن عباس ۔ [2]

ترجمہ :ـ

ہمارے پاس عبد اللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب بن ابی مسلم
نے ایک اونٹ کے بوجھ بھر ابن عباس کی کتابیں رکھوائی تھیں۔

یہی نہیں کہ عبد اللہ بن عباس نے خود کتابیں لکھیں بلکہ جو کچھ لکھتے رہے اُس کی نقلیں بھی لوگ لے جاتے رہے چنانچہ الترمذی کی کتاب العلل میں مروی ہے : ـــــــ

---

[1] صدیق حسن خان، نواب ! فتح المغیث ، مطبوعہ لکھنو ، ص ۲۳۵

[2] ابو عبد اللہ محمد بن سعد زہری ! طبقات ، ج ۵ ، ص ۲۱۶

ان نفرا قدموا علی ابن عباس من اهل الطائف بکتب من کتبه فجعل یقرأ علیہ ۔[1]

ترجمہ:-

ابن عباس کے پاس طائف کے کچھ لوگ ان کی کچھ کتابیں لے آئے اور ان کے سامنے پڑھنے لگے ۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں :

کان عبد اللہ بن عمرو قد اصاب یوم الیرموک زاملتین من کتب اھل الکتاب فکان یحدث منھا ۔[2]

ترجمہ:-

عبد اللہ بن عمرو نے جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ کی کتابیں دو بوریاں بھر پائی تھیں تو ان کتابوں کی باتیں بھی بیان کرتے تھے ۔

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں ایک نہیں بیسیوں کتابیں موجود تھیں صحابہ خود بھی لکھتے تھے اور دوسرے لوگ بھی لکھتے تھے گویا کاغذ و قلم کی کمی نہ تھی خواہ کاغذ کسی نوعیت کا بھی ہو، ایسی صورت میں قرآن جیسی عظیم اور اہم کتاب کے لیے یہ کہنا کہ عہد نبوی میں کتابی صورت میں مرتب نہ تھا، خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے ۔ خصوصاً جب کہ ایک نہیں متعدد شواہد اس حقیقت کی تائید کر رہے ہوں کہ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ

---

[1] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ؛ جامع ترمذی ، ج ۲ ، مطبوعہ کراچی ، ص ۲۶۱

[2] ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر قرشی دمشقی ؛ تفسیر ابن کثیر ، ج ۱ ، ص ۴

کاتبین وحی لکھتے جاتے اور دوسرے صحابہ ان سے نقول لیتے جاتے اور کم از کم قرآن کے پانچ نسخے عہد نبوی میں مرتب ہو چکے تھے اور ایک نسخہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھی تھا پھر بعد میں خلافت راشدہ میں قرآن حکیم کے نسخے تیار ہوتے رہے ـــــ تدوین قرآن کی بات تو صاف ہو گئی اب قاری کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ قرآن کا نام قرآن ہے ؟

(نام)

ہر کتاب کے سرورق پر ایک کتاب کا نام ہوتا ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے ـــــ قرآن کی شان یہ ہے کہ اس کا نام متن میں شامل ہے، اور تقریباً ۷۰ مقامات پر "قرآن" کا نام آیا ہے ـــــ کسی کتاب کا سرورق غائب ہو جائے تو پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا نام کیا ہے اور یہ کس مصنف کی تصنیف ہے ـــــ قرآن کا امتیاز یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک قدم قدم پر قرآن اپنا تعارف کرا رہا ہے، اپنا نام بتا رہا ہے ـــــ اور قرآن کے متن کا ایک ایک حرف، ایک ایک جملہ خدائے واحد کی گواہی دے رہا ہے ـــــ قرآن پر تحقیق کرنے والے ہر مسلم و غیر مسلم محقق کے لیے اتنی وافر تعداد میں داخلی شہادتیں میسر ہیں کہ خارجی شہادتوں سے وہ بے نیاز ہو جاتا ہے ـــــ

قرآن حکیم میں "قرآن" کو قرآن کے علاوہ متعدد صفاتی نام سے بھی یاد کیا گیا ہے ـ مثلاً الفرقان، البرہان، الموعظہ، الشفاء، الرحمۃ، التذکرہ، الکلام، الکتاب، النور، الھدیٰ، الحکمۃ البالغہ، احسن الحدیث، التنزیل، العروۃ الوثقیٰ، البلاغ الصحف القیمہ، البیان، الروح، الصدق، التبصرہ، الحق، وغیرہ وغیرہ [۱]

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ الفرقان ۲۵/۱، سورۃ یونس ۱۰/۵۷، سورہ بنی اسرائیل ۱۷/۸۲، سورۃ یونس ۱۰/۵۷، سورۃ الحاقہ ۶۹/۴۸، سورۃ الزخرف ۴۳/۱-۲، سورۃ النساء ۴/۱۷۴، سورۃ الزمر ۳۹/۲۳، سورۃ الشعراء ۲۶/۱۹۲، سورۃ ابراہیم ۱۴/۵۲، سورۃ آل عمران ۳/۱۳۸، وغیرہ وغیرہ

بالعموم کتاب کو قاری کی سہولت کے لیے ابواب و فصول میں تقسیم کیا جاتا ہے دور جدید میں قاری کی سہولت کے پیش نظر نئے نئے اسلوب ایجاد ہو رہے ہیں اور نئے نئے طریقے اپنائے جا رہے ہیں ــــــ قرآن حکیم نے بھی قاری کی سہولت کو پیش نظر رکھا ہے، پہلی تقسیم تو سورتوں کی بنیاد پر کی گئی ہے اس طرح پورے قرآن حکیم کو ۱۱۴ سورتوں پر خود حق تعالیٰ نے تقسیم فرمایا ــــــ پھر مزید سہولت کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات حصوں پر تقسیم کیا جن کو احزاب کے نام سے یاد کیا گیا اس طرح ہفتے کے ہر دن کے لیے ایک حزب تلاوت کی جا سکتی ہے جس کو "منزل" بھی کہا جاتا ہے ــــــ

مزید سہولت کے لیے قرآن حکیم کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کیا گیا یہ سلف صالحین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں کیا، اس طرح تیس پارے قرار دیئے گئے پھر ہر پارے کو رکوعوں میں تقسیم کر کے، ربع، نصف، اور ثلث میں تقسیم کیا گیا[1] ــــــ اور اولین سہولت تو خود حق جل مجدہ نے عطا فرمائی کہ پورے قرآن کو چھوٹی بڑی آیتوں میں تقسیم فرمایا اس طرح قرآن کریم میں بالاجماع ۶ ہزار آیات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ۳۲۳۶۷۱ (تین لاکھ تیئیس ہزار، چھ سو اکہتر) حروف ہیں ــــــ

المختصر قرآن حکیم پورے اہتمام کے ساتھ محفوظ کیا گیا اور پوری توجہ کے ساتھ لکھا گیا۔ ــــــ عہد نبوی سے جو اس کی کتابت شروع ہوئی تو چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد یہ سلسلہ آج تک جاری ہے نہ صرف کتابت کا بلکہ طباعت کا اور کیسٹوں کے ذریعے اشاعت کا بھی ــــــ بلکہ اب تو کمپیوٹروں میں بھی قرآن کو محفوظ کر دیا گیا ہے ــــــ

---

[1] ابو محمد عبدالحق حقانی دہلوی: مقدمہ تفسیر حقانی، مطبوعہ دیوبند، ص ۱۲۴

(ح)

قرآن حکیم کے بے شمار قلمی نسخے دنیا کی عظیم لائبریریوں میں محفوظ ہیں لیکن ان میں وہ نسخے نہایت ہی اہم ہیں، جو خلفائے راشدین کے زمانے یا قریبی عہد میں لکھے گئے تھے ——— حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کے متعدد نسخے کتابت کرا کے مختلف بلاد اسلامیہ میں ارسال فرمائے تھے۔ ان میں سے اس وقت ایک نسخہ تاشقند (روس) کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو مسلم بورڈ برائے وسطی ایشیا قازقستان، نے قائم کیا ہے۔ اس کا عکس لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی ہے۔ یہ نسخہ شہادت کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زیر تلاوت تھا۔ جس کی توثیق و تصدیق خون کے دھبوں کے کیمیائی تجزیے اور تاریخ دونوں سے ہوتی ہے ——— ابو عبید القاسم بن سلام (۲۲۳ھ) نے یہ نسخہ اور اس پر خون کے دھبے دیکھے، ابن بطوطہ نے اس کو بصرہ میں دیکھا پھر یہ خواجہ عبید اللہ احرار کی مسجد میں سمرقند (روس) میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد لینن گراڈ (روس) کے شاہی کتب خانے میں آیا اور آج کل تاشقند کے کتب خانے میں محفوظ ہے ———

دوسرا نسخہ مدینہ منورہ سے پہلی جنگ عظیم کے اوائل میں استانبول (ترکی) لے جایا گیا، پھر استانبول سے برلن (جرمنی) پہنچا اور حفاظت کی خاطر قیصر ولیم ثانی کو نذر کیا گیا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جو صلح نامہ ورسائی مرتب ہوا تھا اس کی ایک دفعہ میں اس کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے ——— معاہدے کے اصل الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ———

> معاہدے کے نفاذ میں آنے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر جرمنی، خلیفہ عثمان کا اصل قرآن شاہ حجاز کو واپس کرے گا جو ترک افسروں نے مدینہ سے منتقل کیا تھا[1] ———

---

[1] پارٹ ۲، سیکشن ۲، آرٹیکل ۲۴۶، ٹریٹی آف ورسائی

تیسرا نسخہ ۶۵۷ھ تک دمشق (شام) میں موجود تھا، چوتھا نسخہ ۲۵۰ھ تک مکہ معظمہ (سعودی عرب) میں محفوظ تھا، پانچواں نسخہ بصرہ (عراق) قرطبہ (ہسپانیہ) وغیرہ سے ہوتا ہوا ۷۴۵ھ میں شہر فاس آیا اب نہ معلوم موخر الذکر تینوں نسخے کن کتب خانوں میں ہوں گے!

مشہد (ایران) کے کتب خانے میں خط کوفی میں قرآن حکیم کے ۶۸ اوراق کا مجموعہ جو سورۂ ہود سے آخر سورہ کہف تک قرآنی آیات پر مشتمل ہے ــــــ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کتابت کئے ہیں۔ ایک نسخہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو ۴۱ھ میں کتابت کیا گیا ہے ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے ــــــ اس میں صرف دو پارے ہیں یہ سورہ یٰسین کی آیت نمبر ۴۵ سے شروع ہوتا ہے ــــــ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی ایک نسخہ ہے ــــــ ان کے علاوہ اس کتب خانے میں اور بہت سے قلمی نسخے ہیں

ــــــ لاہور (پاکستان) میں بیت القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جہاں قرآن ہی قرآن ہیں ــــــ نادر و نایاب ــــــ

لیاقت نیشنل میوزیم، کراچی (پاکستان) میں بھی قرآن حکیم کے قلمی نسخوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہے ــــــ اس وقت عالمی کتب خانوں میں قرآن حکیم کے قلمی نسخے ہزاروں کی تعداد میں موجود و محفوظ ہیں۔

کتابت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر قرآن حکیم کی طباعت کا بھی اہتمام کیا گیا جس نے اس کی اشاعت میں مہمیز کا کام کیا۔ قرآن حکیم کی اولین طباعت کا اہتمام سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی میں مندرجہ ذیل ناشرین نے کیا: ــــــ

- Pagninus Briniensis, Rome, 1530
- A.Hinckellmenn, Hambburg, 1694

بقول مقالہ نگار، دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۹۲۲ھ/۱۵۱۶ء سے قبل بندقیہ (اٹلی) میں بھی چھپا تھا ــــــ ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۱ء

میں ہمبرگ (البانیا) میں چھپا[1]

پھر مختلف مقامات سے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے سب سے اچھا معرا قرآن حکیم G.Flugel. نے چھاپا اس سے بیشتر مستشرقین و محققین نے استفادہ کیا[2]

آج کل بلادِ اسلامیہ میں خصوصاً پاکستان میں معرا اور مترجم قرآن شائع ہو رہے ہیں، ایک سے ایک اعلیٰ، ایک سے ایک حسین، ایک سے ایک جمیل ——— تاج کمپنی (کراچی۔ لاہور) قرآن کی اشاعت میں غالباً دنیا کے تمام اشاعتی اداروں پر سبقت لے گئی ہے ——— اس کے علاوہ پاکستان اور دیگر بلادِ اسلامیہ میں اور بہت سے اداروں نے قرآن کی طباعت و اشاعت کا خاص اہتمام کیا ——— حال ہی میں مدینہ منورہ (سعودی عرب) میں طباعت کا ایک عظیم الشان کمپلیکس قائم کیا گیا ہے جو ڈیڑھ لاکھ مربع میٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے ——— اس مرکز میں سالانہ قرآن مجید کی سات لاکھ کاپیوں کی طباعت کی گنجائش ہوگی ——— قرآن مجید کی طباعت کے علاوہ سالانہ میں ہزار آڈیو اور وڈیو کیسٹ بھی تیار ہو سکیں گے[3]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۳، مطبوعہ امریکہ، ص ۲۴۵

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ج ۱۶/۱، ص ۳۵۸

[3] اخبار جنگ (کراچی)، شمارہ ۴ دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۶، ک ۲

(ا)

جس خط میں قرآن لکھا گیا اس کو خط جزم کہا جاتا تھا بعد میں خط کوفی نے اس کی جگہ لے لی۔
خط جزم کے نمونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہائے گرامی کی شکل میں آج بھی نظر آتے ہیں۔ مثلاً
مندرجہ ذیل بادشاہوں کے نام، نامہائے مبارک کے عکس آج بھی دستیاب ہیں۔

(۱) بنام مقوقس

(۲) بنام منذر بن ساوی عبدی

(۳) بنام نجاشی [۱]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ۲۵۰ خطوط تاریخ نے محفوظ کئے ہیں جو آپ نے مختلف قبائلی شیوخ، صوبائی افسروں اور ہمسایہ حکمرانوں کے نام تحریر فرمائے تھے۔ [۲]

---

[۱] (ا) محمد حمید اللہ ڈاکٹر! رسول اکرم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۲۳

(ب) حفظ الرحمٰن سیوہاروی! بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۵۰، ۱۷۷

[۲] محمد حمید اللہ، ڈاکٹر! رسول کریم کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۶ھ میں یہ نامہ مبارک شاہ مصر مقوقس کے نام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ یہ نامہ مبارک مقوقس کو اسکندریہ میں دیا گیا جو اس وقت مصر کا دارالسلطنت تھا۔ مقوقس اس وقت دریائے نیل میں سیر کر رہا تھا، نامہ مبارک لے کر بہت خوش ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بہت سے تحائف ارسال کئے۔

(حفظ الرحمٰن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۴۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۸ھ میں گورنر بحرین منذر بن ساوی کے نام یہ نامہ مبارک حضرت علاء بن خضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت میں ارسال فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ حضرت علاء نے بحرین پہنچ کر گورنر موصوف کو یہ نامہ مبارک دیا تو وہ بہت خوش ہوا اور بعد میں مشرف باسلام ہو گیا۔ (حفظ الرحمن سیوہاروی: بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی، ص ۱۷۴-۱۷۶)

ابتداء میں قرآن حکیم جس انداز سے کتابت کیا گیا اس میں حروف منقوطہ پر نقطے نہیں تھے، ویسے حروف پر نقطوں کا استعمال عہد نبوی بلکہ اس سے قبل بھی ہوتا تھا۔ عہد فاروقی کی ایک تحریر جھلی پر لکھی ہوئی ملی ہے، جس پر ۲۲ھ بھی لکھا ہوا ہے۔ اس میں حروف پر نقطے ہیں [۱] لیکن جیسا کہ صاحب تفسیر روح البیان نے لکھا ہے ابتداء میں حروف پر نقطے اعراب کے قائمقام سمجھے جاتے تھے مثلاً حرف کے اوپر نقطہ زبر کی علامت تھا، حرف کے نیچے نقطہ زیر کی علامت تھا، حرف کے اندر نقطہ پیش کی علامت تھا۔ اور غنہ کے لئے دو نقطے استعمال کئے جاتے تھے۔ چنانچہ ۲۲ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ابوالاسود الدوئلی نے اعراب کے لئے نقطوں کو استعمال کیا پھر ان کے شاگرد نصر بن عاصم اور یحییٰ بن یعمر نے نقطوں کے بجائے زیر، زبر، پیش کی موجودہ شکلیں وضع کیں اور نقاط سے لفظوں کی حیثیت متعین کی۔ یہ کام ۹۰ھ کے لگ بھگ ہوا۔ [۲] بعد میں عہد بنو عباس میں خلیل بن احمد نے ۱۷۰ھ میں شدہ مدہ، ہمزہ، سکون، وصل وغیرہ کے لئے علامات متعین کیں۔ ہمزہ کے لئے سر عین ء، تشدید کے لئے سر سین ّ اور جزم کے لئے سر جیم ۡ، مد کے لئے ایک خاص خط ~ ایجاد کیا اور نقطوں کو اعراب سے بدلا [۳]۔

عہد نبوی میں علامات رموز واوقاف کا رواج بھی نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیا کرتے تھے کہ کہاں ٹھہرنا ہے، کہاں ملا کر پڑھنا ہے وغیرہ وغیرہ، آپ زبانی تعلیم فرما دیا کرتے تھے، بعد میں رموز واوقاف کے لئے علامات رائج ہوئیں۔ چناں چہ عہد صحابہ میں آیت کی علامت تین نقطے ∴ قرار پائے۔ یہ آیت کے شروع میں

---

[۱] مکتوب ڈاکٹر محمد حمید اللہ از پیرس (فرانس) مؤرخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ۔

[۲] عبدالصمد صارم ازہری، تاریخ القرآن مطبوعہ لاہور ص ۱۲۶ (بحوالہ نثر المرجان، ج ۱؛ خزینۃ الاسرار؛ حلیۃ الاذکار، مطبوعہ مصر)

[۳] اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، مطبوعہ استانبول، ج ۹، ص ۹۹۔

لگائے جاتے تھے۔ عہدِ عثمانی میں آیت کے بعد لگائے جانے لگے اور دس آیتوں کے بعد ۵ علامت لگائی جاتی تھی جس کو تعشیر کہتے ہیں۔ قدیم مخطوطات میں یہ علامت ملتی ہے۔ ابوالاسود الدوئلی نے آیت کا نشان ○ مقرر کیا پھر مندرجہ ذیل علامات بعد میں ایجاد ہوئیں :۔

م ، ط ، ج ، ز ، ص ، ق ، صلی ، قفت ، لا ، س ، وقفہ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح میں اول دس آیتیں پڑھنے کا حکم دیا تھا ، بعد میں جس جگہ مطالب ختم ہوتا ، رکعت ختم کرتے تھے اس طرح رکوع متعین ہوئے مگر تحریر میں بعد میں آئے اور علامت رکوع ابوعبداللہ محمد بن محمد طیفور السجاوندی نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ایجاد کی [1] قرآن کریم کے حاشیے میں اس طرح جو لکھا ہوتا ہے۔ ع ، یہاں ع علامت رکوع کی ہے ، عین کے اوپر کا ہندسہ سورت کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے نیچے کا ہندسہ پارے کے رکوع کا نمبر ہے اور عین کے درمیان کا ہندسہ رکوع کی آیات کی تعداد کا ہے ــــ

عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے ایک مجلس قائم کی جس میں یہ حضرات شریک تھے۔

۱۔ امام حسن بصری

۲۔ مالک بن دینار

۳۔ ابی العالیہ السریتی

۴۔ ابی نصر محمد بن عاصم اللیثی

۵۔ عاصم بن میمون الجعدی

۶۔ یحییٰ بن یعمر

۷۔ راشد الحماری

ان حضرات نے قرآن کریم کے حروف شمار کئے اور باعتبار حروف ربع ، نصف ، ثلث کی تقسیم کی۔ مصر اور بلادِ مغرب میں ہر جزو دو حزبوں پر تقسیم ہے اور ہر حزب ربع ، نصف ثلث پر۔ یہ دونوں تقسیمیں حجاج بن یوسف نے قائم کیں [2] پاروں میں تقسیم بعد کی معلوم

---

[1] عبدالصمد صارم ازہری ، تاریخ القرآن ، مطبوعہ لاہور ، ص ۱۲۲ - ۱۲۳۔

[2] ایضاً ، ص ۱۲۶ (بحوالہ فنون الافنان فی عجائب القرآن ، الجامع لاحکام القرآن ، کتاب المصاحف)

ہوتی ہے۔

ابتداء میں قرآن حکیم کتابت کرتے وقت سورتوں کے نام نہیں لکھے جاتے تھے۔ بلکہ سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی تھی جس سے اندازہ ہو جایا کرتا تھا کہ نئی سورت شروع ہو رہی ہے بعد میں عہد عثمانی میں سورت کے نام بھی لکھے جانے لگے۔

قرآن کریم کو باعتبار حروف تیس پاروں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی قرآن کریم کے کل حروف شمار کر کے ان کو تیس پر تقسیم کیا پھر ہر پارے کو حاصل تقسیم کے مطابق تقسیم کیا جہاں متعینہ حروف پورے ہو گئے وہاں سے آگے دوسرا پارہ شروع کر دیا گیا۔ غالباً اس تقسیم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کہ قرآن کو ایک ماہ میں ختم کرو، محرک ثابت ہوا اور رمضان المبارک کی تیس تراویح اور مہینے کے کم و بیش تیس ۳۰ ایام کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو تیس ۳۰ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تقسیم عہد عثمانی میں کی گئی۔ مگر ہمارے خیال میں یہ تقسیم بعد کی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح کا خیال یہ ہے کہ یہ تقسیم مدارس میں ضرورۃً کی گئی اور زیر تعلیم بچوں کی سہولت کے لئے پاروں کو الگ الگ کیا گیا۔ [1]

ایک تاریخی شہادت سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ یاقوت حموی نے مشہور خطاط ابن البواب (م ۴۱۳ھ / ۱۰۲۲ء) کے حالات میں بہاؤ الدین دیلمی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"مؤلف کتاب المفاوضہ لکھتا ہے کہ ابو الحسن علی بن ہلال معروف بہ ابن البواب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں شیراز میں عضد الدولہ کے بیٹے بہاؤ الدولہ کے کتب خانے کا انچارج تھا، ایک روز میں نے بکھری ہوئی کتابوں میں سیاہ جلد کا ایک نسخہ دیکھا جب اس کو کھولا تو معلوم ہوا کہ وہ قرآن کریم کے تیس پاروں میں سے ایک پارہ ہے جو ابو علی (محمد بن الحسین بن محمد) بن مقلہ (بیضاوی) (م ۳۲۸ھ / ۹۳۹ء) کے خط میں لکھا ہوا ہے۔ میں نے اس کو ایک طرف رکھ دیا اور دوسرے

---

[1] ڈاکٹر صبحی صالح: علوم القرآن، ص ۱۴۱ (بحوالہ علامہ زرکشی، البرہان، ج ۱، ۲۵۰)۔

پارے ڈھونڈنے شروع کئے تلاش بسیار کے بعد ۲۹ پارے جمع ہوئے ، بہت ڈھونڈا مگر کتب خانے میں تیسواں پارہ نہ ملا ، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ نسخہ ناقص الآخر ہے''۔[1]

الغرض عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں متن قرآن اور کتابت قرآن کو نکھارنے اور سنوارنے کی پوری پوری کوشش کی گئی اور قرآن اہل عرب و اہل عجم کی نگاہوں میں حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا۔

(ب)

خیال یہ تھا کہ اعراب اور اوقاف و رموز کی ایجاد سے غیر عربی مسلمانوں کے لیے کچھ آسانیاں پیدا ہو جائیں گی مگر الفاظ کا صحیح تلفظ خود ایک اہم مسئلہ ہے۔ جس زبان کے حروف تہجی ہوں زبان والا ان کی صحیح ادائیگی کر سکتا ہے دوسرا نہیں ——— دوسری زبان والے کے لیے بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کا حق اس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ اس مشکل کو دیکھتے ہوئے علماء نے فن تجوید و قرأت ایجاد کیا جو ایک مستقل فن ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے ایک عظیم فن ——— علماء اسلام نے اس فن میں سیکڑوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں غالباً دوسری کسی آسمانی کتاب کے لیے اس فن کی کتاب موجود نہیں یہ امتیاز صرف قرآن کو حاصل ہے کہ اس کے حاملین نے پڑھنے کا طریقہ بھی بتایا چنانچہ فن قرأت و تجوید میں مندرجہ ذیل صحابہ ممتاز نظر آتے ہیں: ———

- ——— حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

---

[1] ابوالفضل ذابح: کاغذ سازی در تمدن اسلامی، مشمولہ کیہان فرہنگی، سال دوم، شمارہ ۷، شہریور ماہ، ۶۴، ص ۳۲

- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]
- حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[3]
- حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ[4]

جس طرح ائمہ حدیث ہیں اسی طرح ائمہ قراءت بھی ہیں جن کا سلسلہ قراءت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے ـــــ ائمہ قراءت یہ حضرات ہیں:

- حضرت نافع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن کثیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو عمرو بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابن عامر شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت عاصم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام حمزہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت امام کسائی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت یعقوب حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- حضرت ابو جعفر یزید بن القعقاع مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1-4] جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۷

——— حضرت خلف بن ہشام بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۱]

صحابہ کرام میں قرآن حکیم کے قراء تو تھے ہی مگر حفاظ بھی تھے جنہوں نے اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا تھا ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: ———

- ——— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت سعید بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
- ——— حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت سالم بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ——— حضرت مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۲]

۳۲ سے زیادہ حفاظ صحابہ کے نام حدیث و سیر کی کتابوں میں ملتے ہیں ———

یقیناً بکثرت صحابہ حافظ قرآن ہوں گے چونکہ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے کا جس شان سے اہتمام کیا گیا دنیا کی تاریخ میں کسی کتاب کے لیے ایسا اہتمام نہیں ملتا، پھر اس عہد میں لوگوں کی

---

[۱] محمد احمد اعظمی، مولانا! تدوین قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۸۱ء ص ۱۶۶ — ۱۷۶

[۲] ایضاً، ص ۳۲

قوت حافظہ بھی اپنے عروج پر تھی اس لیے اہل مکہ کا ادبی ذوق، قوت حافظہ اور یاد کرنے کا اہتمام یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ حفاظ کی تعداد بہت ہو گی چنانچہ عہد صدیقی میں جنگ یمامہ میں ۷۰۰ صحابہ کی شہادت کی خبر ملتی ہے[1]

(ج)

کاتبین قرآن، جامعین قرآن، قراء قرآن اور حفاظ قرآن کے بعد معلمین قرآن کا نمبر آتا ہے ———

قرآن حکیم میں حق جل مجدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی: ———

يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط[2]

ترجمہ:-

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے ———

اور مسلمانوں کو حکم دیا: ———

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ط[3]

ترجمہ:-

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ———

---

[1] بدر الدین محمود بن احمد عینی : عمدۃ القاری، ج ۲، ص ۱۶۵

[2] القرآن الحکیم : سورۃ المائدہ، ۶۷

[3] القرآن الحکیم : سورۃ التغابن، ۸

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابۂ کرام کو قرآن پڑھایا جب تعداد اور مصروفیات زیادہ ہو گئیں تو جنہوں نے قرآن پڑھا تھا ان سے فرمایا کہ اب وہ دوسرے صحابہ کو پڑھائیں ـــــــ جو قبائل مسلمان ہونے مدینہ منورہ میں آتے ان کے ساتھ قرآن پڑھا لکھا ایک صحابی ساتھ کر دیا جاتا ـــــــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے، ہر قریہ، ہر شہر میں ایک معلم قرآن صحابی مقرر فرمایا جن کا رات دن یہی کام ہوتا کہ قرآن حکیم کی تعلیم دیتے ـــــــ جن گھروں میں اسلام پہنچا وہاں مساجد بنائی گئی تھیں جہاں رات دن قرآن پڑھا جاتا تھا ـــــــ عہد نبوی میں دوسرے مقامات پر معلمین قرآن کی ضرورت ہوتی تو بھیج دیے جاتے ـ چنانچہ سنہ ۴ ھ میں ابو براء کے ساتھ تبلیغ عام کے لیے ۷۰ معلمین قرآن روانہ کیے ـــــــ مناصب پر تقرری کے لیے فضیلت و لیاقت کا معیار، قرآن حکیم قرار دیا گیا جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا اس کو معاشرے میں زیادہ وقار ملتا اور کیوں نہ ملتا کہ قرآن خواں کے اصلاح حال کی گواہی دے رہا ہے ـــــــ

ارشاد ہوتا ہے: ـــــــ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۔[1]

ترجمہ:-

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے ۔ اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ محمد، ۲

ظاہر ہے ایسی حالت میں لوگ قرآن کی تعلیم کی طرف لپکتے ہوں گے جس طرح ہمارے معاشرے میں جدید تعلیم کی طرف لپکتے ہیں کیونکہ اس سے معاشرے میں ان کا وقار بلند ہوتا ہے ——

کاش قرآن حکیم کو جو وقار عہد نبوی میں ملا تھا وہی وقار ہمارے معاشرے میں ملتا تو ہر طرف نیکی اور نیک دلی کا دور دورہ ہوتا —— مگر اس کے لیے ایک عظیم انقلاب کی ضرورت ہے۔

۵

(ا)

نزول قرآن، صاحب قرآن، کتابت قرآن و تدریس قرآن کے بارے میں عرض کیا گیا

——— لیکن دل پوچھتا ہے کہ قرآن کیا ہے؟ ——— بے شک

سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لیے

اس کی حقیقت کو اتارنے والا جانے یا وہ جانے جس پر یہ قرآن اتارا گیا ——— مگر

الفاظ و حروف اور علم و دانش کا خالق تو اعلان کر رہا ہے: ———

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ [1]

ترجمہ:-

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا

اور فرماتا ہے: ———

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

---

[1] القرآن الحکیم ، سورۃ الانعام ۶/۳۸

شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰی
لِلْمُسْلِمِیْنَ ۝ ؏ [۱]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور
رحمت اور بشارت مسلمانوں کو ——————

اور فرماتا ہے:——————

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰی وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ
الَّذِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ
شَیْءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ ؏ [۲]

ترجمہ:-

یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کاموں کی تصدیق ہے
اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ——
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو علم چاہے وہ قرآن کو لازم کر لے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں [۳]

ایک جگہ فرمایا:——————

کتاب اللہ میں تم سے پہلے واقعات کی بھی خبر ہے، اور تم سے بعد

---

[۱] القرآن الحکیم: سورۃ النحل، ۸۹

[۲] القرآن الحکیم: سورۃ یوسف، ۱۱۱

[۳] حاشیہ کنز الایمان: ص/۳۴۳

کے واقعات کی بھی اور تمہارے مابین کا علم بھی ہے[1]

قرآن حکیم خود کہہ رہا ہے کہ اس میں اجمال بلکہ آیات کی تفصیل ہے مگر قرآن سمجھنے کے لیے اور قرآن کا جلوہ دیکھنے کے لیے نگاہِ مصطفےٰ کہاں سے لائیں؟ ——— تفصیل و تشریح کے لیے قرآن حکیم بار بار ارشاد فرما رہا ہے:———

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ[2]

ترجمہ:-

اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری۔

اور فرمایا:———

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ[3]

اور بیشک ہم ان کے پاس ایک کتاب لائے جسے ہم نے ایک بڑے علم سے مفصل کیا۔

اور فرماتا ہے:———

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ[4]

---

[1] حاشیہ کنز الایمان، ص ۲۲۱

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الانعام / ۱۱۴

[3] القرآن الحکیم! سورۃ الاعراف / ۵۲

[4] القرآن الحکیم! سورۃ ہود / ۱

ترجمہ:-

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئی حکمت
والے خبردار کی طرف سے۔

اور فرماتا ہے:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ [1]

ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں۔

جس کے سامنے معانی و غوامض قرآن کے پردے اٹھ چکے تھے اس کی نگاہ کا عالم کیا پوچھنا

اسی لیے جہاں یہ فرمایا کہ ہم نے ایسا قرآن اتارا جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے تو اس سے
قبل ہی یہ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ
مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ [2]

ترجمہ:-

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر
گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں
گے

[1] القرآن الحکیم : سورۃ حم السجدہ ، ۳
[2] القرآن الحکیم : سورۃ النحل ۸۹ ،

(ب)

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا محققین و مفسرین قرآن نئے نئے علوم کا استخراج و استنباط کرتے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے مطالعۂ قرآن کے لیے صحابہ اور ان کے طفیل اکابر امت کو جو نظر ملی اس کا کیا بیان کیا جائے؟

چند تاثرات ملاحظہ ہوں —

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

ہر چیز قرآن میں ہے اور کوئی چیز جو قرآن میں رہ گئی وہ ابد تک رہ گئی ہے[1]

آپ نے یہاں تک فرمایا :-

لو ضاع عقال بعیر لوجدته فی کتاب اللہ ۔

ترجمہ :-

اگر میرے اونٹ کی رسی کھو جائے تو میں اسے کتاب اللہ میں پالوں گا —

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ صرف اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں — قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں قرآن کریم میں ۷۷۴۵۰ علوم ہیں[2]

---

[1] جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن ، ج ۱، ص ۱۷۴ – ۱۷۵

[2] جلال الدین سیوطی : الاتقان فی علوم القرآن ، ج ۲ ، ص ۱۲۷ – ۱۲۸

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں :۔

علم التفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القرات، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن، تاریخ القرآن، ارض القرآن مضامین القرآن، قصص القرآن، رسم القرآن، علم المکی والمدنی، علم الناسخ والمنسوخ، احکام القرآن، علم المحکم، والمتشابہ، جمع القرآن، اقسام القرآن، علم الوقف والابتدار، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ

تقریباً ایک ہزار برس علوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالب علم علوم القرآن پر ایک ایک اسو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابو بکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی (۵۰۲ھ/۱۱۰۹ء) نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا سنیں[1] ان کی فہرست دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱۶، ص ۶۰۹-۶۱۲) میں موجود ہے۔

علوم قرآن میں عربی، فارسی اور اردو میں کتنی کتابیں لکھی گئیں اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ———— ہزاروں کتابیں وہ ہیں جو معدوم ہو چکی ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو موجود ہیں مگر ان کے نام نہیں معلوم، ہزاروں وہ ہیں فہرستوں میں جن کے نام موجود ہیں، ہزاروں وہ ہیں جو دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں اور چھپی تھیں، ہزاروں وہ ہیں جو چھپ چکیں اور ہزاروں وہ ہیں جو منتظر طباعت ہیں، مقالہ نگار دائرۃ المعارف الاسلامیہ نے تقریباً پانچ سو برس قبل کی علوم القرآن پر ۲۰۸ عربی کتابوں کی فہرست دی ہے[2]، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علوم القرآن پر علماء نے کس سرعت سے کام کیا ہے اور ایک عظیم ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف مضامین القرآن کے تحت مندرجہ ذیل علوم پنج گانہ سے بحث کی ہے :۔

---

[1] دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱۶/۱، ص ۶۰۹

[2] ایضاً: ج ۱۶/۱، ص ۵۹۸-۶۰۹

۱۔ علم احکام

اس میں عبادات و معاملات تدبیر منزل اور سیاست مدن وغیرہ سے متعلق تفصیلات آتی ہیں۔

۲۔ علم مناظرہ

مشرکین، نصاریٰ، یہود اور منافقین سے مباحثات، ان کے باطل عقائد کی قباحت کا ذکر اور ان کے شبہات کا ازالہ اس ذیل میں آتا ہے۔

۳۔ تذکیر بآلاء اللہ

فطرتِ بشری کے متعلق اسماء و صفاتِ اعلیٰ کا ذکر اور اس کے ماحول کی روشنی میں ان کی تعلیم و تفہیم۔

۴۔ تذکیر بایام اللہ

وہ واقعات و حادثات جو حق و باطل کے درمیان کش مکش کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں اور انسان کے لیے ترغیب و ترہیب کا کام انجام دیتے ہیں۔

۵۔ تذکیر بالموت وبما بعد الموت

انسانی موت کی کیفیت، موت کے بعد کی کیفیات، قیامت اور علامات قیامت جنت و دوزخ اور اسی قسم کی دوسری تفصیلات اس علم کے تحت

آتی ہیں۔

یہ تو قرآن میں ایک عالم و عارف کی نظر نے پایا ——— لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم علوم و فنون کا ایک بحرِ بے کراں ہے، جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے معانی قرآن سے پردے اٹھتے چلے جاتے ہیں اور نئے نئے انکشافات سامنے آتے چلے جاتے ہیں ———

(ج)

قرآن اور سائنسی انکشافات[1]، قرآن اور عصری ایجادات[2]، اسرائیل اور قرآن کی پیش گوئیاں[3] کے موضوعات پر مشرق و مغرب کے تین مصنفین نے قلم اٹھایا ہے، ان کی تحقیقات و نگارشات پڑھ کر حیرت بڑھتی جاتی ہے ——— الغرض الٰہیات ہو یا مذہبیات، فقہیات ہو یا اخلاقیات، فلکیات ہو یا ارضیات ہر علم و فن کا ماہر جب قرآن کو دیکھتا ہے تو ایک نیا جہاں پاتا ہے، یہاں کیفیت یہ ہے کہ

مجبور یک نظر آ، مختار صد نظر جا!

جیسا کہ عرض کیا گیا خود قرآن فرماتا ہے: ———

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[4] (ترجمہ) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

---

[1] Maurice Buccaille: La Bible Le Coran et La Science.

[2] احمد بن محمد صدیق الغماری الحسنی: مطابقة الاختراعات العصریة لما اخبر به سید البریة، مطبوعہ مصر

[3] Ali Akbar: Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.

[4] القرآن الحکیم، سورۃ الانعام، ۳۸

اور :ــــــــ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۝[1]

ترجمہ:۔

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ــــــــ

قرآن حکیم میں ڈوبنے والے قیامت تک عجائبات اور معجزات پاتے رہیں گے لیکن وہ لوگ جو ابھی ڈوبے نہیں ہیں ان کے سامنے عجائبات کی ایک دنیا ہے ــــ قرآن حکیم عجائبات و معجزات سے پر ہے، اقبال نے سچ کہا تھا ـ

صد جہان تازہ در آیات اوست

عصر ہا پیچیدہ در آیات اوست

دور جدید کے ایک ماہر شماریات راشد الخلیفہ مصری نے جب قرآن پر نظر ڈالی تو ان کو یہاں ایک نیا جہان نظر آیا ــــــ آئیے اس جہان کی آپ بھی سیر کریں اور قرآن حکیم کے اعجاز ابدی کا مشاہدہ کریں :ــــــــ

ابتداء میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کا شمار کیا جاتا ہے تو ۱۹ حروف بنتے ہیں، پھر اس کے تمام الفاظ قرآن حکیم میں جتنی بار آئے ہیں وہ فرداً فرداً ۱۹ کا حاصل ضرب قرار پاتے ہیں ــــــــ ۱۹ کا عدد خود ایک عجوبہ ہے ـ اس میں ۱، اور ۹، ایسے اعداد ہیں جس میں علم ریاضی کے تمام اشکال ہندسہ موجود ہیں جن پر علم الحساب کا دارومدار ہے اور اتفاق ہے کہ سورۃ المدثر میں خود قرآن حکیم میں ۱۹ کے عدد کا ذکر ہے :ــ

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝[2]

(ترجمہ) اس پر ۱۹ داروغہ ہیں ـ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ النحل ، ۸۹

[2] القرآن الحکیم : سورۃ المدثر : ۳۰

سورۃ العلق قرآن حکیم کی سورتوں کی معکوس گنتی کی جائے تو ۱۹ ویں نمبر پر آتی ہے ــــــــــــ

اسی طرح حرف ق، دو سورتوں ق اور سورۃ الشعراء میں، حرف ابتدائیہ ہیں ــــــــــ دونوں سورتوں میں یہ حرف ۵۷ مرتبہ آیا ہے۔ یہ عدد ۱۹ اور ۳ کا حاصل ضرب ہے ــــــــــ

سورۃ ق کی آیت نمبر ۱۳ میں اخوان لوط، آیا ہے، قرآن حکیم میں لوط کا ذکر ۱۲ مرتبہ آیا ہے ہوا سے اس مقام کے ہر مقام پر قوم لوط، کہا گیا ہے ــــــــــ مگر یہاں قوم لوط، کے بجائے اخوان لوط، فرمایا، ماہرین شماریات کا کہنا ہے کہ سورۃ ق میں حرف ق، ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر تقسیم ہوتا ہے اگر اخوان لوط، کی جگہ قوم لوط، آتا تو یہ عدد ۵۷ کے بجائے ۵۸ ہو جاتا جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتا ــــــــــ

سورۃ القلم میں سورۃ کی ابتدا حرف ن، سے ہوتی ہے۔ اس سورت میں حرف ن، ۱۳۳ بار آیا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے ــــــــــ اعراف، مریم، ص میں حرف ص، ابتدائی حرف ہے ــــــــــ تینوں سورتوں میں حرف ص، مجموعی طور پر ۱۵۲ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ اور ۸ کا حاصل ضرب ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں ایک لفظ بصطۃ، آیا ہے حالانکہ عربی زبان میں اصل لفظ بسطۃ، ہے یہاں بطور خاص ص، سے لکھا، اوپر چھوٹا سا س، بنا دیا گیا۔ ــــــــــ بات یہ ہے اگر یہاں ص، کی جگہ س، ہوتا تو حروف ص، کی مجموعی تعداد جو اوپر مذکور ہوئی ۱۵۲ کے بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی ــــــــــ

حروف مقطعات ۱۴ ہیں یہ حروف ۲۹ سورتوں کے ابتداء میں ۱۴ سیٹ بناتے ہیں اگر ان اعداد کو جمع کریں ۱۴ + ۱۴ + ۲۹ = ۵۷ تو حاصل جمع ۱۹ × ۳ کا حاصل ضرب بن جاتا ہے۔

ــــــــــ

ایک اور انکشاف سماعت فرمائیں ــــــــــ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: ــــــــــ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ[1]

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ہود، ۷

ترجمہ:۔

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

قرآن حکیم نے "دن" کا اطلاق مختلف مقامات پر مختلف زمانوں کے لیے کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ـــــــــ

وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ [۱]

ترجمہ:

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ـــــــــ

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ [۲]

ترجمہ:۔

ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علم الٰہی میں "دن" کی مقدار مختلف ادوار میں مختلف ہے۔ ـــــــ جن چھ دنوں میں آسمان و زمین وجود میں آگئے نہ معلوم ان دنوں کی مقدار کیا ہو

۱۔ القرآن الحکیم ! سورۃ الحج ، ۴۷

۲۔ القرآن الحکیم ! سورۃ المعارج ، ۴

گی! ــــــــ مگر دورِ جدید کے اکتشافات نے اس مسئلے کو بھی حل کر دیا چنانچہ تخلیقِ کائنات پر بحث کرتے ہوئے جارج گیماؤ نے لکھا ہے : ــــــــ

اس کائنات کے کسی بھی حصے کی عمر کا تخمینہ لگائیں تو ہم کو ہمیشہ اور ہر طریقے سے ایک ہی جواب حاصل ہوتا ہے یعنی چھ بلین سال[1] ــــــــ

جارج گیماؤ کی تحقیق کے مطابق تخلیقِ کائنات چھ بلین سال پہلے ہوئی اور قرآن حکیم نے اس تخلیق کی مدت میں چھ کا ہندسہ استعمال کیا ہے، ممکن ہے کہ جن چھ دنوں میں دونوں آسمان و زمین پیدا کیے گئے ان میں ہر سال کی مدت ایک بلین سال ہو ــــــــ یہ ہیں قرآنی عجائبات ۔

ــــــــ ویسے علوم قرآن میں اسبابِ نزول، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، اعرابِ القرآن، اسلوبِ القرآن، عجائبِ القرآن، اعجاز القرآن وغیرہ آتے ہیں ــــــــ اسبابِ نزول پر ان علماء نے کتابیں لکھی ہیں ــــــــ ابن مطرب اندلسی (م سنہ ۴۰۲ھ)، علامہ واحدی (سنہ ۴۲۸ھ)، علامہ سیوطی (م سنہ ۹۱۱ھ) ــــــــ ناسخ و منسوخ پر لکھنے والوں میں یہ حضرات قابلِ ذکر ہیں ــــــــ ابن واقد المروزی (م سنہ ۱۵۷ھ)، امام شافعی (م سنہ ۲۰۴ھ)، ابن ہلال النحوی (م سنہ ۵۲۰ھ)، ابن جوزی، (م ۵۹۷ھ) برہان الدین ناجی (م سنہ ۹۰۰ھ)، وغیرہ وغیرہ ــــــــ اور اعجاز القرآن پر ان علماء نے کتابیں لکھیں ہیں ــــــــ ابن یزید الواسطی (م سنہ ۳۰۶ھ)، ابوالحسن امانی (م سنہ ۳۸۴ھ)، خطابی (م سنہ ۳۸۸ھ)، ابوبکر باقلانی (م سنہ ۴۰۳ھ)، عبدالقاہر جرجانی (م سنہ ۴۷۱ھ) وغیرہ ــــــــ علوم القرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کی جا سکتی ہیں : ــــــــ

---

[1] ریاض الحسن ندوی ،"قرآن اور عصری تحقیقات"، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر) لاہور، ج ۲، ص ۱۶۵-۱۶۹

۱ــ علامہ ابن جوزی	، فنون الافنان فی عجائب القرآن
۲ــ علامہ بدر الدین زرکشی	، البرہان فی علوم القرآن
۳ــ علامہ جلال الدین سیوطی	، الاتقان فی علوم القرآن
۴ــ عبد العظیم الزرقانی	، مناہل العرفان فی علوم القرآن

(د)

قرآن حکیم کے بہت سے علوم ہیں، بہت سے عجائبات ہیں، بہت سے معجزات ہیں، نظر والوں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنے مشاہدات قلم بند کیے ہیں ـــــــ کیا کیا بیان کیجیے اور کہاں تک بیان کیجیے ـــــــ عجائبات و معجزات کے علاوہ قرآن حکیم کے کچھ امتیازات بھی ہیں یہ بھی بجائے خود عجائبات و معجزات ہیں ـــــــ قرآن کا عالم، عجیب ہے جتنا ڈوبتے جائیں گے گہرائی بڑھتی جائے گی ـــــــ کس کی مجال کہ غواصی کا حق ادا کرے طائرانہ نظر ڈالیے تو یہ امتیازات نظر آتے ہیں: ـــــــ

۱ــ جس زبان میں قرآن نازل ہوا وہ اس زبان کے ادب کا بہترین نمونہ ہے ـــــــ ایسا نمونہ جس میں ذرا جھول نہیں ـــــــ دنیا کے عظیم ادبی شہ پاروں میں جھول نظر آتا ہے ـــــــ مگر قرآن کے ادبی کمال کا یہ عالم ہے کہ جن کو اپنی زبان پر ناز تھا اور ہے وہ آج تک مقابلے میں اسی جیسی ایک آیت بھی نہ لا سکے۔

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مقالہ نگار نے لکھا ہے: ـــــــ

The Quran itself is a miracle and cannot be imitated by man.

لے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۱۲، ص ۲۱۴۳

ترجمہ :-

قرآن بجائے خود ایک معجزہ ہے انسان اس کی مثل نہیں لا سکتا ______

۲ ______ قرآن نازل ہوئے چودہ صدیاں گزر چکیں اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود قرآن اسی طرح تر و تازہ ہے جس طرح صدیوں پہلے تر و تازہ تھا۔
______ زبان اتنے عرصے تک ایک حالت پر نہیں رہتی ۔ نشیب و فراز آتے رہتے ہیں ______ الفاظ بدل جاتے ہیں، الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں ______ معانی کی تعبیرات بدل جاتی ہیں مگر قرآن کی زبان آج اسی طرح زندہ ہے کہ نہ صرف اس کے پڑھنے والے بلکہ سمجھنے والے اور سمجھانے والے سارے عالم میں، لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں ______

۳ ______ کتابیں چھپتی ہیں اور چھپتے چھپتے ان کے متون میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے، ______ ایک ایڈیشن دوسرے ایڈیشن سے مختلف ہوتا جاتا ہے ______ مگر قرآن کا متن کتابت و طباعت کی منزل سے گزرنے کے باوجود ایسا محفوظ ہے کہ دنیا کی کوئی مطبوعہ کتاب ایسی محفوظ نہیں ______ صحت متن کے اعتبار سے دنیا کی ساری کتابوں میں قرآن حکیم محققین کی نظر میں خاص امتیاز رکھتا ہے ______ ایسا امتیاز جس میں دنیا کی کوئی کتاب شریک نہیں ______

۴ کسی بھی کتاب کے ظاہر ہونے سے پہلے صاحب کتاب کا

تذکرہ کسی نے نہ کیا مگر صاحب قرآن کا تذکرہ و تعارف جب سے ابتداء
و رسل کی بعثت کا سلسلہ جاری ہے، برابر کرایا جا رہا ہے ———
زبور میں اس کا ذکر ہے، توریت میں اس کا ذکر ہے، انجیل میں اس کا ذکر
ہے ویدوں اور اپنشدوں میں اس کا ذکر ہے ———

۵ —— قرآن حکیم جس انداز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا آج تک اسی
انداز سے لکھا جا رہا ہے —— کتابت و خطاطی کے اسلوب
بدل گئے مگر قرآن حکیم کے انداز کتابت پر اس انقلاب کا اثر نہ ہوا
—— لکھنے والوں نے الفاظ و حروف کی تو حفاظت کی ہی
ہے مگر اسلوب نگارش کی حفاظت کا بھی سخت اہتمام کیا ہے، مثلاً
قرآن حکیم میں، الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الربو، آیا ہے ———
عربی میں ان الفاظ کو اس طرح بھی لکھا جا سکتا ہے —— الصلوٰۃ
الزکاۃ، الربا —— مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس طرح نہ لکھوایا تھا اس لیے اسی طرح لکھا گیا جس طرح لکھوایا گیا۔

۶ —— قرآن حکیم نے نوع انسانی کے افکار و اعمال پر اس شدت سے اثر
کیا کہ اس کے طرز فکر اور طرز زندگی کو بدل کے رکھ دیا ———
چودہ سو سال گزر گئے آج تک مسلمان اس کو دل و جان سے لگائے
ہوئے ہیں اور اس کے مطابق حکومتیں اور سلطنتیں قائم کرنے کی
کوششیں کر رہے ہیں۔

۷ —— جس موضوع سے قرآن بحث کرتا ہے وہ کائنات پر محیط ہے
اس کا دائرہ ازل سے ابد تک پھیلا ہوا ہے —— اس میں
وہ علوم بھی ہیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد اب سامنے آ رہے

ہیں اور آتے چلے جائیں گے ــــــ فکر و تدبر سے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں ــــــ

۸ ــــ قرآن اچانک نازل نہیں ہوا، ۲۳ برس میں نازل ہوا ہے ــــــ اگر یہ انسان کا کلام ہوتا تو زمانے کی تبدیلی اس کے اسلوب کلام پر اثر انداز ہوتی مگر شروع سے لے کر آخر تک اس کا ایک ہی رنگ ہے کہ یہ واحد قہار کا کلام ہے ــــــ

۹ ــــ ایک انسان بیک وقت دو کلام نہیں کر سکتا ــــــ اس کا اپنا ایک رنگ ہوتا ہے، وہ اپنے رنگ سے ہٹ کر تھوڑی دیر بھی نہیں چل سکتا ــــــ قرآن حکیم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ــــــ آپ کا رنگ کلام الگ تھا اور قرآن کا رنگ بالکل منفرد ــــــ ایسا منفرد کہ زبان دانوں نے گواہی دی کہ یہ کسی انسان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا ــــــ بلاشبہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ ایک انسان ایک ہی زبان میں ایک ہی وقت میں دو رنگ میں کلام کرے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہو ــــــ

۱۰ ــــ اگر یہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہوتا تو جن عین جذبات میں نازل ہوا اس میں کچھ تو جذبات کا دخل ہوتا کہ انسان کا کلام اس کے جذبات کا آئینہ ہوتا ہے ــــــ مگر یہاں عین جذبات میں بھی جذبات انسانی کے خلاف کلام ہو رہا ہے معلوم ہوا سچ

کوئی ہے مجھ میں کہ مجھ سے لیے جاتا ہے مجھے

(ھ)

قرآن کہتا ہے کہ اس میں سب کچھ ہے ——— دنیا تاریکی میں ڈوب رہی ہے۔ روشنی کو ترس رہی ہے ——— اس کو اجالے کی ضرورت ہے ——— تاریکیوں نے اس کی عقل ماؤف کر دی ہے، اس کا دل سخت کر دیا ہے ——— کیا قرآن میں ان ظلمت کے ماروں کے لیے روشنی ہے؟ ——— ہاں ہاں روشنی ہے ——— بلکہ یہ تو نازل ہی اس لیے کیا گیا تھا کہ سارے عالم میں روشنی پھیلائے ——— ارشاد ہوتا ہے :———

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ[1]

ترجمہ:۔

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ ———

اور فرمایا :———

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ[2]

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ ابراہیم، ۱

[2] القرآن الحکیم! سورۃ الحدید ۹،

ترجمہ:۔

وہی ہے کہ اپنے بندے پر روشن آیتیں اتارتا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں

سے اجالے کی طرف لے جائے۔

انسان جب ہی گمراہ ہوتا ہے جب اس کے فکر و شعور پر اندھیرا چھا جاتا ہے ——— آج عالم گیر افراتفری کا خاص سبب یہی ہے کہ رہنماؤں کے فکر و شعور پر اندھیرا چھایا ہوا ہے اس لیے سب ایک دوسرے کی تاک میں بیٹھے ہیں، ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، ایک دوسرے کو لڑوا رہے ہیں ——— وہ کام کر رہے ہیں جو ایک ناسمجھ بچہ بھی نہیں کرتا ——— دنیا کو میدان کارزار بنا دیا ہے ؎

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع

عرصہ کارزار ہے دنیا

لیکن قرآن نے اپنے مقاصد جلیلہ میں سب سے بڑا مقصد یہی بتایا ہے، فرمایا کہ ہم نے اس کو اس لیے اتارا تاکہ دنیا کے آپس کے اختلافات ختم ہو جائیں ——— کاش دنیا والے اس کو اپنا حَکَم بنالیں تو دنیا ہی میں جنت کا لطف اٹھالیں اور فردوس نعیم کے مزے لوٹ لیں ———

قرآن حکیم فرماتا ہے ———

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ [1]

---

[1] القرآن الحکیم / سورۃ البقرہ ۲ : ۲۱۳

ترجمہ:-

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈرناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافوں کا فیصلہ کر دے۔

اور فرمایا:۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ [1]

ترجمہ:-

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری مگر اس لیے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو جس بات میں اختلاف ہے۔

رفع اختلاف، انسان اور انسانی معاشرہ کے لیے سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب طرفین کو ایسی راہ نظر آجائے جو صاف اور روشن ہو۔ اسی لیے قرآن حکیم نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ [2]

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النحل، ۶۴

[2] القرآن الحکیم! سورۃ بنی اسرائیل، ۹

راہ دیکھنے کے لیے، راہ پر چلنے کے لیے، ظلمت سے نکلنے کے لیے، اجالے میں آنے کے لیے ——— تدبر و تفکر کی ضرورت ہے ——— جس نے جذبات نفسانی کو رہنما بنایا وہ ہلاک ہوا ——— جس نے عقل کی بات کی، جس نے دل کی بات سنی ——— وہ راہ پا گیا ——— قرآن کہتا ہے کہ ظلمت سے نکلنا ہے اور صراط مستقیم پر چلنا ہے تو دل کی بات سنو اور عقل کی بات کہو، نہ عقل کو تنہا چھوڑو نہ دل کو تنہا چھوڑو ——— ارشاد ہوتا ہے :———

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ [1]

ترجمہ :

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقلمند نصیحت مانیں ———

ایک جگہ فرماتا ہے :———

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○ [2]

ترجمہ :

تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر ان کے قفل لگے ہوئے ہیں ———

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو سارے عالم کے لیے نصیحت قرار دیا اور فرمایا :———

---

[1] القرآن الحکیم ؛ سورۃ ص ، ۲۹

[2] القرآن الحکیم ؛ سورۃ محمد ، ۲۴

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ :-

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے ــــــــــــ

بار بار فرمایا قرآن نصیحت ہے، جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ــــــ پھر ہدایت و نصیحت کے لیے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ نہ ایسی زبان میں ہے جو اجنبی ہے نہ ایسے بیان میں ہے جو الجھا ہوا ہے ــــــ زبان تمہاری اپنی اور بیان سیدھا سادا دل میں گھر کرنے والا ــــــ پھر نہ صرف اہل عرب کے لیے بلکہ چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود اہل عجم کے لیے بھی اتنا ہی آسان ہے ــــــ زمانے کے ساتھ ساتھ زبانیں بدل جاتی ہیں الفاظ و حروف اپنی شکل و صورت اور معانی کھونے لگتے ہیں ــــــ مگر قرآن جیسے چودہ سو برس پہلے پڑھا جاتا تھا اسی طرح آج بھی پڑھا اور سمجھا جاتا ہے ــــــ نہ صرف عرب میں بلکہ پوری کائنات میں ــــــ یہ قرآن کا عظیم اعجاز ہے ــــــ ارشاد ہوتا ہے :-

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ [2]

ترجمہ :-

تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا ــــــ

اور فرمایا :-

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ [3]

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ القلم ، ۵۲

[2] القرآن الحکیم ! سورۃ مریم ، ۹۷

[3] القرآن الحکیم ! سورۃ القمر ، ۱۷

ترجمہ:۔

اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا تو ہے کوئی یاد کرنے والا ——— ؟

سورۂ قمر میں یہ بات بار بار دھرائی اور بار بار فرمایا، ایک بار فرمایا، پھر دوسری بار فرمایا، تیسری بار فرمایا پھر چوتھی بار یہی فرمایا ———

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ؁[1]

ترجمہ اور بے شک ہم نے قرآن یاد کرنے آسان فرمایا ——— تو ہے کوئی یاد کرنے والا ؟

(و)

الغرض قرآن ہم کو یہ پیغام دے رہا ہے کہ دنیا بے مقصد نہیں، تم بھی بے مقصد نہیں ——— دنیا کا ایک مالک ہے جو ہمارے نیک و بد کا ایک نہ ایک دن ضرور حساب لے گا ——— خیر و شر موجود ہیں جن میں تمیز کرنا انسان کی بھاری ذمہ داری ہے، عقل اسی کام کے لیے ہے اور قرآن اسی راہِ روشن کو سجھانے کے لیے ——— قرآن پیاس لگاتا ہے اور پھر پیاس بجھاتا ہے ——— ہر طرف سے ہٹا کر اللہ کی طرف لگاتا ہے. گویا فکر و عمل کو مرکزیت بخشتا ہے ——— قرآن تسخیر کائنات کا حوصلہ دیتا ہے اور فکر انسانی کے دائروں کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے، بے ہنگم زندگی کو منظم زندگی کی طرف لاتا ہے ——— انسان کی خون ریز طبیعت کو واشگاف بیان کرتا ہے اور پھر خون ریزی کا سدِ باب بھی کرتا ہے ——— قرآن انسان کی انفرادی، سماجی اور سیاسی زندگی کا احاطہ

---

[1] القرآن الحکیم؛ سورۃ القمر، ۲۲-۳۲-۴۰

کرتا ہے اور کسی میدان میں ان کو تنہا نہیں چھوڑتا' فکر کی غلامی سے آزادیٔ فکر کی طرف لاتا ہے انسانی قوتوں کو بے لگام نہیں رہنے دیتا بلکہ ہر قوت کی گردن میں لگام ڈالتا ہے' عالمگیر مذہب کی دعوت دیتا ہے، ایک عالمگیر قانون کا پرچار کرتا ہے' وہ مشاہدۂ فطرت سے صانع فطرت کی طرف لے جاتا ہے' ——— وہ اعمال سے محرکات اعمال کی طرف لے جاتا ہے' ——— وہ ایک منظم اور متحرک زندگی کا داعی ہے ——— وہ عقل کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے مگر خود ایسا سریع السیر ہے کہ عقل کا ساتھ دینا مشکل ہو جاتا ہے ——— وہ تمام انسانوں کو پکارتا ہے اور کسی طبقے کے انسانوں کو پکار کر طبقاتی منافرت نہیں پھیلاتا ——— وہ شاہ و گدا امیر و غریب سب کو اللہ کے سامنے جوابدہ قرار دیتا ہے ——— وہ انسان کو انسان کا غلام نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ غلاموں کی گردنیں چھڑاتا ہے، ان کو آزاد کرتا ہے اور محکوموں اور مظلوموں کو حاکم بناتا ہے ——— وہ دل و دماغ کو پاک و صاف کرتا ہے کہ دل و دماغ کی گندگی سے معاشرہ گندا ہوتا ہے اور سلطنتیں ویران ہوتی ہیں ——— وہ بندے کو بے سہارا نہیں چھوڑتا بلکہ ایک عظیم سہارے کی خبر دے کر بے سہاروں کا سہارا بنتا ہے ——— وہ کہتا ہی کہتا نہیں بلکہ ایک عظیم نمونہ اور ایک عظیم مثال پیش کرتا ہے کہ تاریخ عالم نے نہ ایسا نمونہ کبھی پیش کیا اور نہ ایسی مثال کبھی پیش کی گئی ———

اس نے بتایا کہ اسلام کا مزاج عدل گسترانہ ہے ——— یہودیت، عیسائیت، بدھ مت اور ہندو مت نے فرداً فرداً فرض شناسی، محبت نوازی، فنا پسندی اور عدم تشدد کو اپنی اپنی علامت قرار دیا مگر اسلام ان ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے ——— قرآن ایک معجزہ ہے، وہ زندگی کے مکمل انقلاب کا داعی ہے، وہ دعوتِ فکر و تدبر دیتا ہے، بند آنکھیں کھولتا ہے، سخت دلوں کو تڑپاتا ہے ——— اس نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا اور خود کو خود سے باخبر کیا ——— اس نے کائنات میں انسان کی حیثیت کا تعین کیا۔ اور مخلوقات میں اس کو بزرگ تر اور برتر قرار دیا ——— اس نے یہ احساس دلایا کہ کائنات

کی ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے، کائنات سے انسان کو نکال دیا جائے تو ہر چیز بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے ——— اُس نے جسم و جاں کے حقوق کا پاسدار بنایا ——— اس نے بتایا کہ کائنات میں وہی کچھ نہیں جو ہم دیکھتے ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جو وقت آنے پر ہم دیکھتے چلے جائیں گے اور دیکھتے چلے آرہے ہیں ——— اس نے بتایا خدا کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو خدا کی ضرورت ہے ——— مذہب کو انسان کی ضرورت نہیں، انسان کو مذہب کی ضرورت ہے اور وہی مذہب سچا ہے جو قدم قدم پر انسان کا ساتھ دے ———

دنیا کے غیر مسلم مذہبی پیشواؤں نے، عالموں نے، فاضلوں نے، دانشوروں نے، سیاست دانوں نے، سائنس دانوں نے، ادیبوں نے اور شاعروں نے قرآن کی ہمہ گیر اور عالم گیر افادیت کو سراہا ہے اور اس کو خوب خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے مثلاً یہ حضرات ولیم میور جارج سیل، باٹلے، کارلائل، ڈیون فولڈ پورٹ، راڈویل، نپولین، جان فاشن، چارلس فرانس پوٹر، ڈاکٹر مارنس، ڈاکٹر آرنلڈ، ڈاکٹر سیموئیل جانسن، پروفیسر ہارورڈ ڈرائل، ڈاکٹر سیل، ڈاکٹر اسٹینلے پول، ڈاکٹر موسیو جیبن، ڈاکٹر راڈویل، گاندھی، لالجپت رائے، گوئٹے، گرونانک، سروجنی نائیڈو، ڈاکٹر جارنس، ایڈورڈ ڈینی راس، آرنلڈ وائیٹ، رچرڈس، ڈاکٹر گبن، ڈین اسٹینلے، ڈیون پورٹ، آر لیور زون، وغیرہ وغیرہ

۶

(ا)

قرآن حکیم علم و دانش کا خزانہ ہے اور ہدایت و نصیحت کا پروانہ ـــــــ اپنی خصوصیات میں دو عالم میں یکتا و یگانہ ـــــــ اس کا نازل ہونا، اس کا لکھا جانا، اس کا پڑھا جانا، اس کا جمع کیا جانا، اس کا محفوظ کیا جانا، اس کا دیکھتے ہی دیکھتے پھیل جانا، اس کا ہر دل میں گھر کر جانا، اس کا انسانی علم و دانش پر چھا جانا، دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کی تفسیریں لکھے جانا، اس کے ترجمے کیے جانا، اس کا ادب و احترام، اس کا فضل و کمال سب عجیب سے عجیب تر ہے ـــــــ دنیا کی کوئی کتاب قرآن حکیم کی کسی بھی خصوصیت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ـــــــ

اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی زبان پر خدا کا کلام جاری ہو جاتا ہے وہ زمین سے اٹھتا ہے آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے، زبان غلام کی کلام آقا و مولیٰ کا ـــــــ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا خدا سے باتیں کرنے کو جی چاہے تو قرآن پڑھا کرو ـــــــ سنیے سنیے وہ کیا فرما رہے ہے ـــــــ

اذا احب احدکم ان یحدث ربہ فلیقرأ

القراٰن ۔[1]

ترجمہ :۔

جب تم میں کوئی اپنے رب سے کلام کرنا چاہے تو اسے قرآن پڑھنا چاہیے ۔

ایک جگہ فرمایا :

ما تقرب العباد الی اللّٰہ عز وجل بمثل ما خرج منہ یعنی القراٰن ۔[2]

ترجمہ :۔

اللہ عزوجل سے ظاہر ہونے والے قرآن کی طرح کسی اور عبادت کے ذریعے بندے اللہ کا ایسا تقرب حاصل نہیں کر سکتے ۔

قرآن حکیم تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس کے محبوب بندوں کے دل کی بہار ہے ——— اٹھتے بیٹھتے ، کروٹیں لیتے یہی ان کی زبان پر رواں ہے ، قرآن کہتا ہے :

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ ۔[3]

ترجمہ :۔

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ۔

---

[1] علی متقی علاؤ الدین ہندی : کنز العمال وسنن الاقوال والافعال ، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۱۲ھ ، ج ۱ ، ص ۱۲۸ ،

[2] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی : جامع ترمذی ، مطبوعہ دہلی ، ج ۲ ، ص ۱۱۵

[3] القرآن الحکیم : سورۃ آل عمران ، ۱۹۱

قرآن پڑھنے کی جب بات کی گئی تو قرآن پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے گئے ——— کسی مصنف نے اپنی کتاب پڑھنے کے آداب نہیں بتائے یہ قرآن کا امتیاز ہے کہ اس نے پڑھنے کے آداب بھی بتا دیئے کہ جب تک کتاب کو ڈھنگ سے نہ پڑھا جائے وہ اپنا پورا پورا اثر نہیں دکھاتی اور نہ اس کا حسن و جمال نکھر کر سامنے آتا ہے ——— لکھنے کا ایک سلیقہ ہے تو پڑھنے کا بھی ایک سلیقہ ہے اور سننے کا بھی ایک سلیقہ ہے ——— قرآن حکیم نے سب ہی کچھ بتا دیا ہے ———

ارشاد ہوتا ہے: ———

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝ [1]

ترجمہ:-

تو جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے۔

پھر بسم اللہ پڑھو کہ ہمارے محبوب جب کلام کرتے تھے تو ہمارا ہی نام لیتے تھے ——— سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو خط لکھا وہ خط ملکہ نے اپنے دربار خاص میں پڑھ کر سنایا اور کہا! ———

وَاِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ [2]

ترجمہ:-

بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے جو اللہ کے نام سے

---

[1] القرآن الحکیم! سورۃ النحل، ۹۸

[2] القرآن الحکیم! سورۃ النمل، ۳۰

ہے جو نہایت مہربان اور رحم والا۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اب پڑھو مگر جلدی جلدی نہ پڑھنا آہستہ آہستہ پڑھنا، جلدی پڑھنے میں کلام دل پر اثر نہیں کرتا اور توجہ معانی کی طرف نہیں رہتی اور انسان تدبر و تفکر سے محروم رہ کر کلام کے باطنی فیض سے محروم رہتا ہے اس لیے جب پڑھو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو، سمجھ سمجھ کر پڑھو:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا [۱]

ترجمہ:-

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

بن دیکھے بھی قرآن پڑھا جا سکتا ہے مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بن دیکھے نہ پڑھو، دیکھ کر پڑھو ——— کہ بن دیکھے پڑھنے سے ہزار درجہ اجر و ثواب ہے تو دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ اجر و ثواب ہے ——— پڑھنے کا ثواب بھی ہے دیکھنے کا بھی ثواب ہے ———

ارشاد ہوتا ہے:———

قراءة الرجل القرآن فی غیر المصحف الف
درجة و قراءته فی المصحف تضعف علی
ذلك الی الفی درجة۔ [۲]

ترجمہ:-

آدمی کا قرآن دیکھے بغیر پڑھنا ایک ہزار درجے رکھتا ہے اور اس کا

---

[۱] القرآن الحکیم! سورۃ المزمل، ۴

[۲] ولی الدین محمد بن عبد اللہ! المشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی، ص ۱۸۸—۹

قرآن دیکھ کر پڑھنا اس سے بڑھ کر دگو ہزار درجے تک پہنچ جاتا ہے ——

پھر پڑھنے پڑھنے میں بھی فرق ہے —— ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز بے سوز، دل بے کیف —— اور ایک پڑھنا یہ ہے کہ آواز پر سوز اور دل پُر کیف و سرور —— اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:——

زینوا اصواتکم بالقرآن [1]

ترجمہ:۔

اپنی آوازوں کو قرآن سے مزین کرو

ایک اور جگہ فرمایا:——

زینوا القرآن باصواتکم [2]

ترجمہ:۔

قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

پھر فرمایا معلوم ہے کس کی آواز سب سے اچھی ہے؟ —— اس کی آواز جو قرآن پڑھے تو یوں معلوم ہو کہ خشیت الٰہی سے اس کا دل کانپ رہا ہے —— ارشاد ہوتا ہے:——

---

[1] (ا) احمد بن حنبل؛ المسند۔

(ب) ابو عبداللہ محمد بن یزید ماجہ قزوینی؛ سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۲ھ، ص ۹۶

(ج) ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن اسمرقندی الدارمی؛ کتاب السنن، مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ، ص ۴۴۳

(د) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی؛ سنن ابو داؤد، مطبوعہ کراچی ۱۲۸۹ھ، ص ۲۰۷

[2] عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی؛ سنن نسائی، ج ۱، ص ۱۵۷

ان من احسن للناس صوتا القرآن الذی

اذا استمعوہ یقرأ حسبتموہ یخشی

اللہ۔[1]

ترجمہ:-

بلاشبہ لوگوں میں سب سے اچھی آواز سے قرآن پڑھنے والا

وہ شخص ہے جب اس کو قرآن پڑھتے سنو تو تم یہ سوچنے لگو کہ وہ

اللہ سے ڈر رہا ہے ـــــــــ

راقم نے اپنی ۵۴ سالہ زندگی میں ایک مردِ مومن دیکھا جس کی تلاوت میں بلا کا سوز تھا

ـــــــــ تلاوت کے وقت خشیت الٰہی کا ایسا سماں میں نے نہیں دیکھا ـــــــــ

سننے والوں کے دل کانپتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ قرآن اتر رہا ہے ـــــــــ وہ

مردِ مومن کون تھا جس کے دل میں یہ سوز تھا؟ ـــــــــ ہندوستان کا مفتی اعظم مسجد جامع

فتح پوری دہلی کا خطیب و امام اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا مرشد کامل یعنی حضرت العلامہ الحاج

شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز ـــــــــ جن سے راقم کو نسبت فرزندی بھی ہے اور

شرف بیعت بھی ـــــــــ حضرت مفتی اعظم جب نماز فجر میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے

تو کچھ اور ہی سماں بندھ جاتا معلوم ہوتا کہ فرشتے اتر رہے ہیں ـــــــــ وقت وقت کی

بات ہوتی ہے ـــــــــ وقت وقت کا اثر ہوتا ہے، دوپہر کی کچھ اور بات ہے

سہ پہر کی کچھ اور، شام کی کچھ اور، رات کی کچھ اور ـــــــــ اور صبح کی بات ہی کچھ

اور ہے اس لیے ارشاد ہو رہا ہے: ـــــــــ

وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

---

[1] ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی: السنن ابن ماجہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ، ص ۹۶

مَشْهُوْدًا ۝ [1]

ترجمہ:۔

اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں

حضرت مفتی اعظم کی نماز فجر کی تلاوت میں نور کی بارشوں کا حال اس حدیث مبارک سے کھلا کہ فرشتے آتے ہیں اور خالی ہاتھ نہیں آتے سکینت لاتے ہیں اور تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔[2]

اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ———

علیک تلاوۃ القرآن فانہ نور لک فی الارض وذخر لک فی السماء۔[2]

ترجمہ:۔

تلاوت کا التزام کرو، یقیناً یہ زمین میں تمہارے لیے نور ہے اور آسمان میں تمہارے لیے ذخیرہ و سرمایہ ہے ———

پڑھنے والوں سے فرمایا گیا کہ تم قرآن پڑھو، اچھی آواز سے پڑھو، دل لگا کر پڑھو ——— اور سننے والوں سے فرمایا کہ جب قرآن پڑھا جائے تو ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو تم کو خبر نہیں کس کی بات سنائی جا رہی ہے ——— ؟ ——— آسمان والا زمین پر آ رہا ہے اور تم اپنی باتوں میں لگے ہو ——— خبردار خاموش رہو، دل لگا کر سنو ——— ارشاد ہوتا ہے:۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ بنی اسرائیل ۷۸

[2] (ا) محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری، ج ۲، ص ۶۹۷

(ب) ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی ۱۳۱۹ھ، ج ۱، ص ۲۶۸

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ [1]

ترجمہ:-

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو ــــــــ

کان لگا کر سنو ــــــ خاموش رہو ــــــ یہ کوئی معمولی کلام نہیں ــــــ یہ کلاموں کا آقا ہے ــــــ خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں :ــــــ

وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ [2]

ترجمہ:-

اللہ کے کلام کی فضیلت وہی ہے جو اللہ کو تمام مخلوق پر فضیلت ہے ــــــ

اس فضیلت وبزرگی کی وجہ سے قرآن پڑھانے والوں کو سارے پڑھانے والوں پر فضیلت حاصل ہے ــــــ خود سرکار دوعالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں : ــــــ

---

[1] القرآن الحکیم ! سورۃ الاعراف ، ۲۰۴

[2]

(ا) ابو عیسیٰ بن محمد عیسیٰ ترمذی ! جامع ترمذی ، ص ۱۱۶

(ب) ولی الدین محمد بن عبداللہ ! مشکوۃ المصابیح ، ص ۱۸۶

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ [1]

ترجمہ:۔

تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی ——

(ب)

قرآن ایک عظیم کتاب —— سب کو اعتراف ہے —— سب مانتے ہیں تو پھر قرآن کا قاری، قرآن کا عالم، قرآن کا مفسر بڑا ہونا چاہیئے —— معاشرے میں سب سے بڑا —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ——

قوم کی امامت وہی کرے جو کتاب اللہ کا ان سب میں زیادہ قاری ہو [2]

ہاں نگاہ مصطفےٰ میں وہی بڑا تھا جس کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا —— اسی پر قسمتوں کا فیصلہ کیا جاتا تھا —— اسی پر عہدوں کی تقسیم ہوتی تھی —— انہیں کے ہاتھ میں اقتدار حکومت کی زمام تھی —— انہیں سے مشورے لیے جاتے تھے —— انہیں کو وظیفے دیئے جاتے تھے ——

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشیر قرآن کے قاری ہوا کرتے تھے [3] آپ نے گورنروں کو حکم دیا کہ قرآن پڑھنے والوں کو وظیفے دیئے جائیں [4] بلکہ آپ نے خود بھی صحابہ کرام

---

[1] محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری، ج ۲، ص ۷۵۲

[2] جلال الدین سیوطی! الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۷۰

[3] محمد بن اسمٰعیل بخاری! صحیح بخاری، تفسیر سورۃ الاعراف

[4] علی متقی علاؤ الدین ہندی! کنز العمال، ج ۱، ص ۲۸۰

ہیں ان کے مراتب، قرأت قرآن، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر وظیفے مقرر کیے[1] الغرض قرآن، کا قاری سفید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا وہی جہاں بان و جہاں آرا ہوتا تھا ——— وہی مرکز نگاہ تھا ——— وہی مرجع آرزو تھا ——— مگر اب ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے ——— وہ پڑھانے والا سب سے زیادہ معزز و محترم ہے جو نہ قرآن پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے، باقی سب کچھ پڑھتا اور پڑھاتا ہے ——— ساری دولت اس کے لیے ہے، ساری عزت اس کے لیے ہے، اقتدار و حکومت کے سارے وسائل اس کے لیے ہیں ——— جو قرآن پڑھتا یا پڑھاتا ہے اس کے لیے خزانوں کے دروازے تنگ ہیں ———

اللہ اللہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، عالم میں ہماری ذلت و رسوائی اسی وجہ سے ہے ہم قرآن کا نام لے لے کر جیتے ہیں مگر جب قرآن پڑھنے والے کی بات آتی ہے تو صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ کی راہ دکھادی جاتی ہے ——— کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے جو کتاب کبھی مسلمانوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اب سب سے زیادہ مظلوم ہو گئی ——— بات کہاں سے کہاں نکل گئی عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نگاہ کرم میں قرآن پڑھانے والا سب پڑھانے والوں سے افضل ہے ——— اس کے درجے بہت بلند ہیں ——— اس کا ثواب سب ثوابوں سے زیادہ ——— اسی لیے فرمایا۔

جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے یہ سمجھا کہ اس کا جو ثواب ملا ہے
اس سے بڑھ کر کسی کو ثواب ملا تو اس نے یقیناً اس کو معمولی سمجھا جس
کو اللہ تعالیٰ نے عظیم کیا ہے[2]

---

[1] قاضی ابی یعلی: الاحکام السلطانیہ، ص ۲۲۳

[2] ابو حامد محمد بن محمد غزالی: احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ، ج ۱، ص ۲۷۹

بیشک قرآن عظیم ہے اتنا عظیم کہ قاری قرآن و عامل قرآن کے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا جس کی چمک کے آگے آفتاب بھی ماند پڑھ جائے گا[1] ——— اور تو اور ارشاد ہو رہا ہے ———

القرآن شافع مشفع[2]

ترجمہ:-

قرآن شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہو گی

قرآن تو شفاعت کرے گا ہی ——— حافظ قرآن کی یہ شان ہو گی کہ اپنے خاندان کے ان دس افراد کی شفاعت کر سکے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی[3] ———

اللہ اللہ نوع انسانی پر اللہ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے اس کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا، اوج ثریا تک پہنچایا ——— تاریکیوں میں اجالا کیا ——— آفتاب دکھایا ——— اس احسان عظیم کے بعد بھی اگر قرآن سے کوئی پیٹھ پھیرتا ہے تو وہ پھرے گھر کو ویران کرتا ہے ———

کیا خوب فرمایا: ———

ان الذین لیس فی جوفہ شیئ من القرآن
کالبیت الخرب[4]

---

[1] زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری ! الترغیب والترہیب، جلد سوم، ص ١٦٦

[2] ایضاً، ج ٣، ص ١٦٦

[3] ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن السمرقندی ! سنن دارمی، ص ١٩

[4] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی ! جامع ترمذی، ج ٢، ص ١١٥

ترجمہ:-

جس کے سینے میں قرآن کا کوئی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

سارے عالم پر نظر ڈالیں ——— ویرانی سی ویرانی ہے ——— ویران دلوں نے آبادی کی ٹھانی ہے ——— وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام! آباد دل ہی عالم کو آباد کر سکتے ہیں ——— جس کا دل برباد ہو وہ نہ جہاں گیر ہو سکتا ہے، نہ جہان بان و جہان آرا ——— اسی لیے فرمایا گیا کہ قرآن پڑھو اور دل کو بیدار کرو جلیل القدر صحابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:———

اقرئوا القرآن وحرکوا به القلوب

ترجمہ:-

قرآن پڑھو اور اس سے دل کو حرکت دو۔

انسان کا دل ایک پیالہ ہے چاہے اس میں زہر بھر دیا جائے، چاہے اس میں آبِ حیات بھر دیا جائے ——— بعض کتابیں زہر ہیں، بعض تریاق ——— خادم مصطفےٰ، نباضِ قرآن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:———

انما هذه القلوب اوعية فاشغلوها بالقرآن ولا تشغلوها بغيره[۲]

ترجمہ:-

انسانی قلوب، ظروف ہیں ان کو قرآن سے بھر دو اور قرآن کے علاوہ کسی چیز سے نہ بھرو ———

---

[۱] ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی! السنن الکبرٰی، ج ۲، ص ۱۲

[۲] ڈاکٹر حنیفہ! عبداللہ بن مسعود مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء، ص ۱۷۱

قرآن کیا ہے ایک خوان نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نوع انسان کے لیے بچھایا گیا ہے، اب جس کا جی چاہے اس سے فائدہ اٹھائے ———— میزبان بے نیاز ہے، جو کچھ ہے مہمان ہی کے لیے ہے ———— اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: ————

ان هذا القرآن مائدة الله فمن
استطاع ان يتعلم منه شيئاً فليفعل فان
اصغر البيوت من الخير الذى ليس
فيه من كتاب الله شئ كخراب البيت
لا عامر له [۱]

ترجمہ:-

بے شک یہ قرآن اللہ کا دستر خوان ہے جو اس سے کچھ سیکھنا چاہے
تو ضرور سیکھے بلا شبہ وہ گھر خیر سے بالکل خالی ہے جس میں اللہ
کی کتاب کا کوئی حصہ نہ ہو، اس کی مثال ایسے ویرانے کی سی ہے
جس کا کوئی آباد کرنے والا نہ ہو ————

اور ایک بات بڑی دل لگتی فرما دی اور اس میں شک نہیں کہ اس میں نوع انسانی کا مجموعی فائدہ ہے ———— آپ فرماتے ہیں:

وذل مع القرآن حيث ذال [۲]

---

[۱] ابن قتیبۃ الدینوری: حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ، ص ۱۳۰، ۱۷/۴م

[۲] خلیفہ رضی، ڈاکٹر: عبداللہ بن مسعود، ص ۱۲۶
بحوالہ حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۳۴

ترجمہ:۔

اُدھر ڈھل جاؤ جدھر قرآن ڈھال دے۔

قرآنی اصول دائمی اور ابدی اصول ہیں اور ان اصولوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زمانے کی وسعتیں اس میں سمائی ہوئی ہیں جو باتیں صدیوں میں انسانی مشاہدات و تجربات سے معلوم ہوتی ہیں وہ باتیں قرآن نے تجربوں کی تاریکیوں سے نکال کر ہمارے سامنے لاکر رکھ دی ہیں ۔ یہ قرآن حکیم کا اتنا بڑا احسان ہے نوع انسانی جس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی ——————

یہ عظیم دستور حیات ، یہ عظیم کتاب جزیرہ عرب سے نکل کر دنیا میں پھیلتی چلی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ——————

یہ داستان بہت طویل ہے ، مختصراً کچھ عرض کیا جاتا ہے ——————

ا

(ا)

پاک و ہند اور عرب تعلقات عہد قدیم سے چلے آرہے ہیں[1]، ان تعلقات کی نوعیت

[1] تفاسیر و احادیث کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے سرزمین ہند میں نزول اجلال فرمایا۔ سراندیپ (لنکا) کے ایک پہاڑ پر آپ کا نشان قدم بھی بتایا جاتا ہے غالباً یہی تعلق تھا جس کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"مجھے ہندوستان کی طرف سے ربانی خوشبو آتی ہے"
عرب و ہند کے تعلقات کی قدامت کا اس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آرین اقوام پاک کی آمد سے پہلے جن کی تمام تحریریں بائیں سے دائیں لکھی جاتی ہیں پاک و ہند کے قدیم ترین کتبات جو سنہ ق م سے سنہ ۲۵۲ ق م کے درمیان موریہ خاندان کے اشوک نے کندہ کرائے تھے پالی زبان میں تھے جو عربی کی طرح دائیں سے بائیں لکھی جاتی تھی ——— پاک و ہند نے عربوں سے بہت کچھ لیا اور عربوں نے بھی ہندوؤں کی ریاضیات، فلکیات اور طب وغیرہ علوم و فنون سے تراجم کے ذریعہ استفادہ کیا۔ (ا) جلال الدین سیوطی: تفسیر در منثور مطبوعہ مصر ج ۱، ص ۵۵
(ب) غلام علی آزاد بلگرامی سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند؛ (ج) سید سلیمان ندوی
عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۰ھ (د) ڈاکٹر تارا چند!
تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو پروفیسر محمد مسعود احمد)، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء)

تجارتی بھی تھی اور مذہبی بھی ـــــــ عرب میں پاک وہند کے مال کی چار تجارتی منڈیاں تھیں۔ ابلہ، صحار، عدن اور جار، تجارتی مال یہاں اترتا تھا اور اندرون عرب پھیل جاتا تھا، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل کافی عرصے تجارت فرمائی اور ان علاقوں میں تشریف لائے اس لیے آپ پاکستانیوں اور ہندوستانیوں اور ان کے تشکل و شمائل سے بخوبی واقف تھے ـــــــ

یہود و نصاریٰ وغیرہ کے علاوہ عرب کی بیشتر آبادی بت پرست تھی اور یہی بت پرستی، پاک وہند اور عرب کی مذہبی تعلقات میں قدرِ مشترک تھی[۲] عرب میں بت پرستوں کے بڑے بڑے بت خانے تھے، بیت اللہ کو بھی ستارۂ زحل کا بت خانہ سمجھتے تھے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے تھے اور ہر چہار طرف سے بت پرست آتے تھے۔

ـــــــ انہیں تجارتی و مذہبی تعلقات کی وجہ سے بعثت نبوی کے وقت عرب میں غیر عرب، رومی، ایرانی، حبشی، پاکستانی، ہندوستانی اپنے اثر و اقتدار کے ساتھ موجود تھے[۱] خصوصاً ساحلی علاقوں یمن، عراق، بحرین، عمان وغیرہ میں ـــــــ پاکستانی اور ہندوستانیوں کی بھی مختلف قومیں آباد تھیں ـــــــ ۷ھ اور ۸ھ کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام کے سلسلے میں مختلف والیان ریاست اور بادشاہوں سرداروں کو جو نامہ ہائے مبارک ارسال فرمائے تھے اس کے اثر سے وہاں کے بسنے والے پاکستانی اور ہندوستانی بھی مشرف با اسلام ہو گئے ـــــــ انہیں میں یمن کے خالص ہندوستانی بزرگ جو ایک ماہر طبیب تھے حضرت برزطن ہندی یمنی بھی مشرف با سلام ہوئے[۳]

---

[۱] اطہر مبارک پوری: عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۴

[۲] ابن حزم: کتاب الفصل والملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ، ج ۲، ص ۲-۳

[۳] ابن حجر عسقلانی: الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۲، ص ۱۲۱

ان مسلمان ہونے والے خاندانوں میں علماء محدثین اور شعراء وادبا ر پیدا ہوئے جن میں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔

عرب میں بسے ہوئے پاکستانیوں اور ہندوستانیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کی بھی اشاعت ہوتی رہی کیونکہ قرآن حکیم مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک ہے اور صحابہ اس کو اپنی جان کے ساتھ رکھتے تھے، یہی ایک کتاب تھی جو مسلمانوں کی توجہ کا مرکز تھی۔ دن رات میں نماز پنجگانہ اور متعلقہ سنن ونوافل میں نہ معلوم کتنی بار اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں ——— زندگی کے دور کے ساتھ اس کا دور بھی قائم رہتا ہے ——— اس لیے اندازہ لگایا جا سکتا ہے عرب کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ اسلام نے قرآن حکیم کی اشاعت پر کیا اثر ڈالا ہوگا

عہد نبوی میں نہ صرف عرب بلکہ بیرون عرب بھی اسلام اور قرآن پھیلا، پاک و ہند اس خصوص میں ممتاز ہیں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باشندگان سندھ کی طرف پانچ صحابہ کرام کو نامۂ مبارک دے کر بھیجا جس سے متاثر ہو کر یہاں کے بہت سے باشندے مسلمان ہو گئے پھر تین صحابہ سندھ میں رہے اور باقی دو صحابہ سندھیوں کے ایک وفد کو لے کر واپس مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور دربار نبوی میں حاضر ہو گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے چنانچہ دسویں صدی کے عظیم محدث مخدوم محمد جعفر بوبکانی سندھی کے حوالے سے سندھ کے مشہور فقیہہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے اس سلسلے میں یہ روایت پیش کی ہے : ———

روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسل
کتابتہ الی اھل السند علی ید خمسة
نفر من اصحابہ رضی اللہ عنھم فلما جاؤا
فی السند فی قلعة یقال لھا نیرون اسلم

بعض اهله ثم رجع من اصحابه اثنان مع
الوافد علیه من السند و بقی ثلثة منهم فی
السند و اظهر اهل السند الاسلام و بینوا
لاهل السند الاحکام و ماتوا
فیه و قبورهم فیه الآن
موجودة [1]

ترجمہ :-

روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے ہاتھ اہل سندھ کی طرف نامۂ مبارک ارسال فرمایا ——————
جب یہ صحابہ سندھ کے قلعے نیرون میں پہنچے تو وہاں کے کچھ لوگ مشرف
باسلام ہو گئے پھر دو صحابہ سندھ کے ایک وفد کے ساتھ واپس
لوٹے باقی دو سندھ میں رہے پھر جو اہل سندھ اسلام لاتے رہے
ان کو اوامر و نواہی بتاتے رہے ، پھر انہوں نے یہیں وصال فرمایا اور آج
تک ان کی قبریں یہاں موجود ہیں ——————

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس
میں مدینہ منورہ حاضر ہوا - چنانچہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے جمع الجوامع کے حوالے سے حضرت
محمد بن حنفیہ کی یہ روایت نقل کی ہے :——————

عن محمد بن علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی : بیاض ہاشمی (قلمی) ، ج ۴ ، ص ۲ بحوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

علیہ وسلم ذکر انہ دخل علیہ وفد

ان فی یوم واحد من السند و افریقیہ

بسمعہم وطاعتہم [1]

ترجمہ:-

محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ آپ کے پاس ایک

ہی دن سندھ اور افریقہ سے دو وفود آئے اور دونوں بخوشی مشرف

باسلام ہوئے۔

ان روایات سے اندازہ ہوا کہ عہد نبوی میں صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے اور سندھ کے لوگ بھی خود حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے ——— گویا یہ فخر سندھ کو حاصل ہے کہ یہاں اس وقت قرآن پہنچا جب وہ نازل ہو رہا تھا ——— یہ بھی فخر حاصل ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو باشندگان سندھ کی طرف بھیجا ——— اور ایسا نہیں کہ وہ اسلام کا پیغام پہنچا کر چلے گئے بلکہ یہاں بس گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے چنانچہ بعض محققین نے سندھ میں صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے ——— مثلاً معمور یوسفانی نے تین صحابہ کے مزارات کی نشاندھی کی ہے [2] ——— مولانا محمد طفیل ٹھٹوی نے مکلی ٹھٹھہ سندھ میں ایک صحابی کے مزار کی نشاندھی کی ہے ———

---

[1] مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی: بیاض ہاشمی (قلمی) ج ۴، ص ۸۲، بحوالہ جوامع الجوامع للسیوطی

[2] معمور یوسفانی: "تن پارکن جا دینی درسگاہ" مشمولہ رسالہ "سندھ"، کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۱۱۴

(ب)

عہد نبوی میں اسلام پورے صحرائے عرب، یمن، حضر موت، نجد، عمان تک پھیل گیا تھا پھر افریقہ اور پاک و ہند میں بھی اسلام نے قدم جمائے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہر چہار سمت قرآن کی اشاعت ہوتی رہی ——

عہد خلافت راشدہ میں اسلام کی اشاعت نہایت سرعت سے ہوئی چنانچہ، روم، اسپین مشرق وسطیٰ، ایشیائے کوچک، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، اور ترکستان وغیرہ کے اکثر علاقوں میں اسلامی حکومتیں قائم ہوگئیں ——

صرف عہد فاروقی میں فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل تھا ——

اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ قرآن پھیلتا گیا چنانچہ عہد نبوی کے بعد عہد صدیقی میں، قرآن حکیم کی نقول تیار ہوئیں، اس کے بعد عہد فاروقی میں قرآن حکیم کی اشاعت و تعلیم میں سرعت سے اضافہ ہوا کیوں کہ آپ نے قرآن حکیم کی تعلیم کو جبری قرار دیا جس کو قرآن یاد نہ ہوتا اس کو سزا دی جاتی[1] —— ظاہر ہے جب خلافت اسلامیہ کی طرف سے اتنی سختی ہو تو قرآن حکیم کی اشاعت کس سرعت سے ہوئی ہو گی۔ اس پس منظر میں ابن حزم کا بیان قابل توجہ ہے جس کو موجودہ دور کے فضلاء و محققین نے بھی اپنی تحقیقات میں جگہ دی ہے[2] ——

مات رسول الله صلى الله عليه
وسلم والاسلام قد انتشر وا

---

[1] عبد اللطیف رحمانی: تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۱۲۱

[2] ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری: دی قرآنک فاؤنڈیشن اینڈ اسٹرکچر آف مسلم سوسائٹی، مطبوعہ کراچی ج ۱، ص ۶۷-۷۵

وظهر فی جمیع جزیرة
العرب من منقطع البحر
المعروف ببحر القلزم مارًا
الی سواحل الیمن کلها الی
بحر فارس الی منقطعه مارًا
الی الفرات ثم الا صفة
الفرات الی منقطعة الشام
الی بحر القلزم و فی هذه
الجزیره من المدن و القری
مالا یعرف عدده الا الله کالیمن
و البحرین و عمان و نجد
وجبل طی و بلاد و مضر و
ربیعة و قضاعه و الطائف
و مکة کلهم قد اسلموا
ونبوا المساجد لیس فیها
مدینة و لا قریة ولا حلة
لاعراب الا وقد قری فیها
القرأن فی الصلوة و علمه
الصبیان والرجال و النساء
وکتب ثم ولی ابوبکر سنین و
سنة شهر فتحا فارس والروم

وفتح الیمامة وزادت قراءة
الناس للقرآن ولم یبق بلد
الا فیه المصاحف ....
ثم مات ابوبکر ولی عمر ففتحت
بلاد الفرس طولا وعرضا وفتحت
الشام کلها والجزیرہ ومصر
کلها ولم یبق بلدا لا وبنیت
فیه المساجد ونسخت فیه
المصاحف وقراء الائمة القرآن
وعلمه الصبیان فی المکاتب
شرقًا وغربًا وبقی کذلك
عشرة عوام واشهرا والمومنون
کلهم لااختلاف بینهم فی شیء
بل ملة واحدة ومقالة
واحدة وان لم یکن عند المسلمین
اذ مات عمر مائة الف
مصحف من مصر الی العراق الی الشام
الی الیمن فیما بین ذلك فلم یکن
اقل ثم ولی عثمان فزادت الفتوح
واتسع الامر فلو رام احد
احصاء المصاحف اهل الاسلام۔

ترجمہ :-

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا تو اس وقت تک سارے
جزیرہ عرب میں اسلام پھیل چکا تھا یعنی بحر قلزم کے دور دراز علاقوں سے
تمام سواحل یمن تک، بحر فارس، فرات، اور شام کی انتہائی حدود میں
بحر قلزم تک ——— اس جزیرے کے بے شمار شہروں
اور قریوں، (جن کی تعداد کا سوائے اللہ کو کسی کو علم نہیں) مثلاً، یمن، بحرین
عمان، نجد، جبل طے اور مضر، ربیعہ، قضاعہ، طائف اور مکہ کے تمام
باشندے مسلمان ہو چکے تھے ——— انہوں نے جگہ جگہ مسجدیں
تعمیر کیں۔ کوئی ایسا شہر، قریہ، بدوؤں کی خیمہ بستی ایسی نہ تھی جہاں نماز
میں قرآن کی قرأت نہ ہوتی ہو، بچوں، مردوں اور عورتوں کو اس کی تعلیم
نہ دی جاتی ہو اور اسے کتابی صورت میں نہ لکھا جاتا ہو۔ (حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
ڈھائی برس تک مسند خلافت پر رونق افروز رہے۔ ان کے عہد
خلافت میں فارس اور روم سے معرکے ہوئے اور یمامہ فتح ہوا
چنانچہ قرآن پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور کوئی ایسا شہر
باقی نہ رہا جہاں قرآن کے نسخے موجود نہ ہوں ———
حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وصال کے بعد حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے دور خلافت
میں ایران کے تمام شہر، شام، مصر اور جزیرے کے سارے علاقے
فتح ہو گئے۔ ان ملکوں میں کوئی ایسا شہر نہیں بچا جہاں مسجدوں کی تعمیر
نہ ہوئی ہو، قرآن کے نسخے نہ موجود ہوں، ائمہ قرآن کی تلاوت نہ کرتے

ہوں اور مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے مکتبوں میں بچوں کو قرآن کی تعلیم
نہ دی جاتی ہو ــــــــ یہ کیفیت صرف دس سال اور چند مہینوں
کے قلیل عرصے میں پیدا ہو چکی تھی اور قرآن کے متن اور قراءت کے بارے
میں مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا بھی اختلاف نہ تھا بلکہ سب کے سب
ملت واحدہ کی طرح یک زبان تھے۔

جب حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا وصال ہوا تو مصر سے لے کر
عراق، شام اور یمن تک تمام ملکوں میں کم از کم ایک لاکھ قرآن کے نسخے
مسلمانوں کے پاس موجود تھے۔ (پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے وصال کے بعد) جب حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خلیفہ
ہوئے تو فتوحات اور خلافت کا دائرہ اور وسیع ہو گیا اس دور میں
اسلام کی اس قدر اشاعت ہوگی اور قرآن حکیم کے نسخوں کی اتنی کثرت
ہوئی جس کا اندازہ لگانا دشوار ہے[1] ــــــــ

عہد فاروقی میں ۱۴ھ میں بصرہ آباد ہوا اور ایک اہم تجارتی مرکز بن گیا۔ پاک و ہند کا
تجارتی سامان ان سواحل پر آتا اور پھر مکہ معظمہ کے مرکزی شہر میں عکاظ اور ذو المجاز وغیرہ کے بازاروں
میں جاتا۔ اس طرح اہل عرب پاک و ہند کے باشندوں، ان کی برآمدات، ان کی زبان، ان کی،
تہذیب و تمدن سے براہ راست واقف ہوئے بلکہ متاثر بھی ــــــــ اسی طرح
اہل پاکستان و ہندوستان بھی عربوں کی زبان، تہذیب و تمدن وغیرہ سے براہ راست واقف
ہو گئے اور متاثر بھی۔ اس باہمی واقفیت نے اسلام کے فروغ اور قرآن حکیم کی اشاعت

---

[1] ابن حزم، کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ج نمبر ۲
ص ۷۹ تا ۸۰

میں موثر کردار ادا کیا ——— پھر جب فوجی مہمات کا سلسلہ شروع ہوا تو فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا ——— تجارتی روابط نے دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کو اسلام سے جس حد تک متاثر کیا اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

تیسری صدی ہجری کے مشہور سیاح بزرگ بن شہریار نے لکھا ہے کہ لنکا کے چند باشندے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے ارادے سے چلے ——— عرصہ دراز کے بعد جب وہ مدینہ منورہ پہنچے تو عہد فاروقی کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر رونق افروز تھے ——— یہ لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سطوت خلافت کے باوجود آپ پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ——— وہ کبھی آپ کو دیکھتے اور کبھی آپ کے کپڑوں کو ——— آپ کی عظمت کا نقش دل میں لیے وطن واپس لوٹے ——— انھوں نے جو کچھ دیکھا جب وہاں جاکر بیان کیا تو جو سنتا بن دیکھے دل دے بیٹھتا ——— سیرت فاروقی کا دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ لنکا کے باشندے آپ کی یاد میں پیوند لگے کپڑے پہننے لگے۔[1]

اللہ اکبر! ——— دلوں پر سیرت فاروقی نے جب یہ اثر دکھایا تو یقیناً وہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے ہوں گے اور ان کی باتیں سن سن کر ہزاروں مسلمان ہو گئے ہوں گے ——— مدینہ منورہ سے وہ خالی ہاتھ نہ گئے ہوں گے، دولت ایمان کے ساتھ قرآن بھی اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے ——— پھر لنکا میں بہت سے عرب تاجر بھی آباد ہو گئے تھے، ان کے اثر و رسوخ نے قرآن کی اشاعت میں اور چار چاند لگا دیئے ہوں گے ———

[1] بزرگ بن شہریار: عجائب الہند، مطبوعہ لیڈن، ص ۱۵۷

تجارتی مہمات کے علاوہ قومی مہمات کے سلسلے میں صحابہ کرام نے پاک و ہند کا رخ کیا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے چار یا پانچ سال بعد ۱۵ھ میں مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کا دیبل کے مقام پر لشکر کفار سے تصادم ہوا اس وقت یہاں سامہ بن دیوائج حاکم تھا اور سندھ پر راجہ داہر کے باپ چچ بن سیلائج کی حکومت تھی[۱] جس کو مؤرخین نے سندھ کا غاصب حکمران قرار دیا ہے[۲] کیونکہ سندھ کے اصل حکمران گوتم بدھ کے ماننے والے تھے اور چچ نے اپنی حکمت عملی سے بدھوں سے حکومت چھینی تھی۔

بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور ہند کے کچھ لوگ ایران میں بھی بسے ہوئے تھے اور انہوں نے جنگ ایران میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی۔ لیکن جب مسلمان فاتح و منصور ہوئے۔ تو ان میں سے کچھ لوگ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[۱] ابوالحسن مدائنی: فتوح الھند والسند (سندھی ترجمہ چچ نامہ مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۶۶ء)، ص ۹۸

توضیح: سندھ پر رائے خاندان کی حکومت تھی جو مذہباً بدھ مت سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ حکومت تقریباً ۵۰۰ء سے ۶۳۲ء تک قائم رہی، اسی خاندان کے دور حکومت میں پہلی مرتبہ صحابہ کرام سندھ میں تشریف لائے۔ رائے خاندان کے بعد بت پرست برہمن خاندان کی حکومت کا آغاز ہوا جو ۶۳۲ء سے ۷۱۲ء تک قائم رہی یعنی خلافت راشدہ سے شروع ہو کر دور بنو امیہ پر ختم ہوگئی۔ راجہ داہر اس خاندان کا آخری حکمران تھا جس نے ۶۶۰ء سے ۷۱۲ء تک حکومت کی پھر ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم نے اس کو شکست دی اس طرح برہمن حکومت کا خاتمہ ہوا سندھ کے عوام نے مسلمانوں کا استقبال کیا اور ایک مستقل اسلامی حکومت قائم ہوئی۔

(ڈاکٹر جمن تالپور: سندھ جا اسلامی درس گاہ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء، ص ۲۴، ملخصاً)

[۲] (ا) ابوالحسن مدائنی: فتوح الھند والسند، ص ۱۵ (ب) انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، جلد ۱۶ مطبوعہ امریکہ ۱۹۸۰ء، ص ۷-۸ (ج) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: "سندھ مختلف ادوار میں" (انگریزی) جام شورو ۱۹۸۴ء، ص ۱۳-۲۲

کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے ــــــــ بہرکیف قلعہ نیرون میں تبلیغی مشن پر صحابہ کی آمد، دیبل میں لشکر کفار سے تصادم اور ایران میں پسپا ہو گئے اہل سندھ و ہند کے مشرف باسلام ہونے کے بعد سندھ میں اسلام کے اثر و نفوذ اور قرآن کی اشاعت میں یقیناً اضافہ ہوا ہو گا۔ کیوں کہ صحابہ کرام، قرآن حکیم کو اپنی جان کے ساتھ لگائے رکھتے تھے، وہی ان کی زندگی کل سرمایہ تھا، جہاں جاتے اس کو ساتھ لے جاتے اس لیے جن علاقوں میں وہ پہنچے وہاں قرآن کا پہنچنا یقینی امر ہے ــــــــ عہد فاروقی میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام پاک و ہند کے علاقوں میں آئے۔

- حضرت عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- حکم بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- مغیرہ بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ
- ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ
- حکم بن عمرو مجدع ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عبداللہ بن عثمان غفاری رضی اللہ عنہ
- سہیل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ
- شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی رضی اللہ عنہ
- صحار بن عباس عبدی رضی اللہ عنہ
- عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ
- نسیر بن وسیم بن ثور عجلی رضی اللہ عنہ
- حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ

یہ صحابہ وہ تھے جنہوں نے عہد فاروقی میں بندرگاہ، کرمان، مکران، سندھ، سجستان وغیرہ

میں بعض مہمات میں حصہ لیا اور مختلف ممالک فتح کر کے وہاں اسلام پھیلایا اس طرح عہد فاروقی میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں قرآن کا پیغام پھیلا اس سے پہلے عہد نبوی میں سندھ میں اسلام نے قدم رکھے اور قرآن پھیلایا ——

عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی میں فتوحات کے ساتھ ساتھ اسلام کی اشاعت ہوتی رہی اور اسی کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خصوصی طور پر قرآن حکیم کا اصل نسخہ جو ام المومنین (زوجہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا اس کی متعدد نقلیں تیار کرائیں، ان ناقلین میں کاتبین وحی بھی شامل تھے، ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں ——

- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ——
- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ——
- حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ——
- حضرت عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ ——
- حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ——
- حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ ——

یہ نقول ۲۵ھ میں مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں ارسال کی گئیں: ——

مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ وغیرہ

عہد عثمانی میں پاک و ہند کی طرف بھی توجہ کی گئی۔ چنانچہ حکیم بن جبلہ کو سندھ اور ہند کے احوال معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا واپسی پر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاکستان اور ہندوستان کے بارے میں تفصیلات بتائیں —— عہد عثمانی میں مندرجہ ذیل صحابہ پاکستان و ہندوستان آئے: ——

- حکم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن معمر بن عثمان قرشی تمیمی رضی اللہ عنہ
- عمیر بن عثمان بن سعید رضی اللہ عنہ
- مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی رضی اللہ عنہ
- عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشی رضی اللہ عنہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں بھی پاک و ہند کی طرف توجہ کی گئی چنانچہ آپ نے ثاغر بن دعر کو لشکر کا سردار بنا کر ہندوستان کی سرحد پر بھیجا[1]

آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند تشریف لائے:

- حزیت بن ناجی شامی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سوید تمیمی شقری رضی اللہ عنہ
- کلیب بن ابووائل رضی اللہ عنہ
- مہلب بن ابوصفرہ ازدی عتکی رضی اللہ عنہ
- عبداللہ بن سعاد بن ہمام عبدی رضی اللہ عنہ
- یاسر بن سوار عبدی رضی اللہ عنہ
- سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی رضی اللہ عنہ
- منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ
- حارث بن مرہ عبدی رضی اللہ عنہ

اس طرح کل ۲۵ صحابہ عہد خلافت راشدہ میں پاک و ہند آئے، اسلام اور تعلیمات قرآنیہ کو پھیلایا۔

---

[1] مخدوم امیر احمد: چچ نامہ ترجمہ سندھی فتوح الہند والسند، مطبوعہ حیدرآباد سندھ، ص ۱۰۲

(ج)

خلافت راشدہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی خلافت اسلامیہ کی پاک و ہند کی طرف توجہ رہی ۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن سوار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار سوار دے کر سندھ کی طرف بھیجا ——— ان کے عہد میں مندرجہ ذیل صحابہ پاک و ہند بھیجے گئے ———

- عمر بن عبداللہ بن معمر تیمی
- مہلب بن ابی صفرہ
- عباد بن زیادہ بن ابو سفیان[۱]

مندرجہ بالا حضرات میں سے بعض نے صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد، اور صوبہ پنجاب میں بعض مہمات سر کیں یقیناً اپنے اثرات چھوڑے ہوں گے اور قرآن کی بازگشت محمد بن قاسم کی آمد سے بہت پہلے ان علاقوں میں سنی گئی ہوگی ——— انہی راہوں سے یہاں، قرآن داخل ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا ———

المسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں جو ۳۷ھ میں ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تقریباً پانچ سو قرآن کے نسخے اٹھائے گئے ظن غالب یہی ہے کہ اسی قدر قرآن کے نسخے حضرت علی کی فوج میں بھی ہوں گے ——— جب میدان جنگ میں صحابہ مجاہدین کے پاس اتنی کثیر تعداد میں قرآن حکیم کی کاپیاں موجود تھیں تو بلاد اسلامیہ اور قرب و جوار کے قریوں اور دیہاتوں میں کس قدر تعداد میں قرآن حکیم کے نسخے ہوں گے ؟

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید کا دور آتا ہے اس دور کے بعض تاریخی

---

[۱] ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی: فقہائے ہند، ج ا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ا - ۱۲

حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں اس وقت مسلمان موجود تھے جب میدان کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا جا رہا تھا ——— چنانچہ ابو محمد بن عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری لکھتے ہیں :———

جب حضرت امام حسین کو حر نے کوفہ کے راستے میں روکا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ تمہارے بلانے پر عراق آیا ہوں لیکن اب اگر تم میرا آنا کسی وجہ سے پسند نہیں کرتے تو مجھے چھوڑ دو کہ سندھ چلا جاؤں کیوں کہ وہاں میرے مسلمان بھائی مجھے پناہ دے دیں گے[1] ———

ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہو، یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ سندھی تھیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں :-

امام زین العابدین کی ایک بیوی سندھی تھیں جن سے حضرت زید شہید بطل اعظم اسلام پیدا ہوئے[2] ———

عبدالرزاق نجفی نے بھی لکھا ہے :———

زید شہید امام زین العابدین کی جس بیوی سے پیدا ہوئے تھے وہ سندھی تھیں[3] ———

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں سندھ میں کافی تعداد میں مسلمان موجود تھے اور خاندان اہل بیت میں ان کی شادیاں بھی ہونے لگی تھیں۔

---

[1] ابو عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری : المعارف، مطبوعہ مصر ۱۹۳۲ء، ص ۹۵

[2] ایضاً ، ص ۷۳

[3] عبدالرزاق نجفی : زید شہید ، مطبوعہ نجف اشرف ، ص ۵

محمد بن قاسم کے حملے سے کچھ پہلے صوبہ بلوچستان کی اسلامی قلمرو کا باغی گروہ، محمد علافی کی سرکردگی میں راجہ داہر کے پاس آیا جس میں ۵۰۰ جنگ جو عرب مسلمان تھے۔ داہر نے ان لوگوں کو پناہ دی اور نہایت اعزاز واکرام سے رکھا، انھوں نے راجہ قنوج کی سندھ پر عظیم یورش کے وقت، راجہ داہر کی مدد کی اور ان کی مدد سے ایسی شاندار فتح ہوئی کہ دشمن کے ۸۰ ہزار فوجی قیدی بنا لیے گئے۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو افراد اپنے ساتھ قرآن حکیم بھی لائے ہوں گے اور قرآن حکیم کی آواز راجہ داہر کی قلمرو میں سنی جاتی ہوگی ——— اس واقعہ کے بعد پھر وہ واقعہ پیش آیا جس کے بعد سندھ مستقل اسلامی سلطنت کا گہوارہ بنا ——— اس کی تفصیل یہ ہے

ولید بن عبدالملک بن مروان کے عہد میں سراندیپ کے راجا نے گورنر عراق، حجاج بن یوسف کو تحفے تحائف بھیجے۔ جس جہاز میں یہ تحائف تھے اس میں سراندیپ کی مسلمان عورتیں بھی تھیں جو کعبہ کی زیارت اور دارالخلافہ کو دیکھنے کی غرض سے ساتھ چل پڑی تھیں ———
باد مخالف نے جہاز سمندر سے ہٹا کر دیبل پہنچا دیا جہاں بحری قزاقوں نے اس کو لوٹ لیا اور عورتوں کو یرغمال بنالیا ——— قبیلہ بنی عزیز کی ایک عورت نے اضطراب کے عالم میں پکارا یا حجاج! یا حجاج! اغثنی! اغثنی!

اے حجاج ——— میری مدد کرو! میری مدد کرو! ——— جہاز میں سوار ایک بیوپاری نے حجاج تک یہ فریاد پہنچا دی، حجاج نے راجہ داہر کو لوٹے ہوئے مال کی واپسی اور عورتوں کی بازیافت کیلئے لکھا، راجہ نے معذرت پیش کردی کہ بحری قزاق اس کے قابو سے باہر ہیں ——— اس پر حجاج نے پے در پے تین مہمیں بھیجیں۔ تیسری مہم کی کمان محمد بن قاسم کر رہے تھے انہیں کے ہاتھ سے راجہ داہر کو شکست ہوئی اور سندھ کی مقامی آبادی نے محمد بن قاسم کو خوش آمدید کہا کیونکہ ان کی اکثریت بدھ مذہب کی پیرو تھی اور وہ برہمنوں کے ظلم وستم کا شکار تھے ——— مسلمان پہلے ہی سندھ میں موجود تھے۔ اور

مقامی لوگ ان کے اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے پہلے ہی متاثر ہو چکے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے زیر سایہ ان کو انصاف ملے گا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان کو انصاف ہی ملا اسی لیے جب محمد بن قاسم کو واپس دار الخلافہ بلایا گیا تو سندھ کے غیر مسلموں نے ماتم کیا[۱] ـــــــ

پاکستان میں سب سے پہلے بلوچستان و سندھ میں اسلام اور قرآن پھیلا تو ہندوستان کے جنوب میں مشرقی اور مغربی سواحل کورومنڈل اور مالابار کے علاقوں میں پہلی صدی ہجری کے نصف اول میں مسلمان آباد ہو چکے تھے ـــــــ ایرانی اور عرب سیاحوں نے ان کے حالات پر روشنی ڈالی ہے ـــــــ

مثلاً یہ سیاح :ـــــــ

مسعودی ، ابو دلف مہلہل ، بزرگ بن شہریار ، سلیمان ابو زید صیرفی ، ابن حوقل ، الاصطخری ، ابن سعید ، ابو الفداء ، ابن بطوطہ وغیرہ[۲] ـــــــ

قیاس یہی کہتا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ مساجد میں تعلیم القرآن کے مدارس بھی قائم ہوں گے ـــــــ تعلیم القرآن کے مدارس کا جو جال پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے شاید ہی کسی اسلامی ملک میں ہو ، اور جو چرچا قرآن و قرآنی تعلیمات کا یہاں ہے شاید ہی کہیں اور ہو ـــــــ

(د)

فارس و ایران اور پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت کے ساتھ تراجم و تفاسیر کی ضرورت

---

[۱] مخدوم امیر احمد : چچ نامہ سندھی ترجمہ ، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ، ص ۱۲۵

[۲] ڈاکٹر محمد مسعود احمد : تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

محسوس کی گئی۔ چنانچہ قرآن حکیم کے فارسی اور ہندی تراجم کی روایتیں بھی ملتی ہیں۔ چنانچہ اولین تراجم و تفاسیر میں حضرت سلیمان فارسی کا سورۂ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جو انہوں نے نو مسلم ایرانیوں کے لیے کیا تھا[1] اور تفاسیر میں حضرت ابی بن کعب کی تفسیر کا بڑا حصہ ثابت ہے نیز حضرت ابن عباس کی بھی تفسیر ہے جو ابی ابن طلحہ الھاشمی نے حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد سے سن کر لکھی تھی۔

تیسری صدی ہجری کی یہ روایت ملتی ہے کہ کشمیر کے راجہ مہروک کے لیے سندھ کے ایک عراقی النسل عالم عبداللہ بن عمر نے قرآن حکیم کا زبان ہندیہ میں ترجمہ کیا اور جب یہ ترجمہ اس کو پڑھ کر سنایا تو وہ زار و قطار رونے لگا زمین پر سر رکھ دیا اور چہرہ خاک آلودہ ہو گیا، اس کے بعد دل سے مسلمان ہو گیا چھپ چھپ کر عبادت کرتا تھا، محل میں ایک خلوت خانہ بنا لیا تھا[2]

قرآن حکیم کے تراجم و تفاسیر کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عرصہ ہوا اپنی کتاب القرآن فی کل لسان میں مختلف زبانوں میں قرآن حکیم کے تراجم کا جائزہ لیا تھا، اس کے بعد مزید تحقیق فرمائی اور ۱۹۶۶ء میں استانبول میں یہ انکشاف فرمایا کہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قرآن حکیم کے ترجمے ہو چکے ہیں[3] اس انکشاف کو اب ۱۸ سال گزر چکے ہیں اس عرصے میں نہ معلوم کتنے تراجم کا اور اضافہ ہو چکا ہو گا ——— اور تفاسیر قرآن کا تو اتنا عظیم سرمایہ ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل ہے

---

[1] محمد فرید وجدی: الادلۃ العلمیہ علی جواز معانی القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، ص ۵۸

[2]

(ا) مسعود عالم ندوی: ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء، ص ۱۹۲

(ب) ڈاکٹر نبی بخش بلوچ: سندھ، پاکستان میں اس کا حقیقی تشخص و کردار (انگریزی) کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۲

[3] جنگ (کراچی) مارچ ۱۹۶۶ء

مندرجہ ذیل زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں ــــــــ ایک زبان میں کئی کئی تراجم ہیں، پھر نئے نئے تراجم ہوتے جاتے ہیں :ــــــــ

فارسی، اردو، سندھی، پنجابی، پشتو، ہندی، کشمیری، بنگالی،
برمی، براہوی، گجراتی، مرہٹی، ملیالم، کناری، تلگو، عبرانی، روسی،
لاطینی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، یونانی، پولش، اطالوی،
پرتگالی، ہسپانوی، ڈچ، البانوی، عبرانی، بلغاری، رومانی،
ہنگری، جاپانی، چینی، جاوی، ترکی، ڈینش، انڈونیشی، ملائی،
ارگونی، اسرائیلی، سواحلی، یوگنڈی، ترکی، انڈوچائنا، فلپائنی،
جلبتی، ہندی، ملیالم، تامل، سکاسرین، ارگونی، اسٹرین، ایوسیا،
ہسپانوی، ارتنی، وغیرہ وغیرہ ــــــــ

انٹرنیشنل ریسرچ سینٹر، استانبول (ترکی) میں قرآن حکیم کے تراجم سے متعلق ایک جامع کیٹلاگ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مختلف زبانوں میں مطبوعہ تراجم کی تفصیلات مہیا کی جائیں گی، ایک نہایت عظیم اور صبر آزما کام ہے ــــــــ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے راقم نے صرف اردو تراجم و تفاسیر کی تحقیق پر آٹھ سال صرف کیے اور ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مقالہ قلم بند کیا ــــــــ جب ایک زبان پر تحقیق کا یہ عالم ہے تو جملہ زبانوں میں تراجم کی تفصیلات مہیا کرنا جوئے شیر لانا ہے ۔

الغرض علم و دانش کے پھیلاؤ کے ساتھ معانی قرآن بھی پھیلتے چلے جاتے ہیں
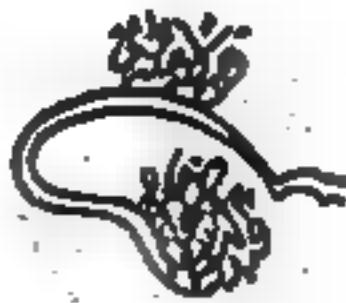
(ھ)

گزشتہ سطور میں عہد نبوی، عہد خلافت، عہد بنو امیہ میں اسلام اور قرآن کی ابتدائی اشاعت اور ابتدائی تراجم کا مختصر جائزہ لیا گیا ـــــ اگر ہم شجر اسلام کے پھیلاؤ کو دیکھیں تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے: ـــــ

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ [1]

(ترجمہ) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔

اس کی جڑیں زمین میں ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ـــــ

آئیے اسلام کے اس نورانی شجر کا پھر ایک جائزہ لیں اور دیکھیں جبل نور سے پھوٹنے والی روشنی کہاں سے کہاں پہنچی ـــــ

- ـــــ عہد نبوی میں (سنہ ۶۱۰ء تا سنہ ۶۳۲ء) صحرائے عرب، یمن، حضرموت، نجد، عمان، سندھ اور حبشہ وغیرہ میں اسلام اور قرآن کا پیغام پھیل چکا تھا ـــــ
- ـــــ عہد خلافت راشدہ (سنہ ۶۳۲ء تا سنہ ۶۶۰ء) میں مصر، شام، عراق، ایران، آرمینیا، افغانستان، آذربائیجان، مکران، خراسان، وغیرہ میں جوں جوں اسلام پھیلا، قرآن بھی پھیلتا چلا گیا۔ ـــــ
- ـــــ عہد بنو امیہ میں (سنہ ۶۶۱ء تا سنہ ۷۵۰ء) شمالی افریقہ، اسپین، پرتگال، فرانس، سوڈان، روسی ترکستان، چین، سندھ، پنجاب، برطانیہ، داغستان، مالدیپ، قبرص، سسلی، سارڈینیا وغیرہ میں اسلام پھیلا اور قرآن کا پیغام بھی پھیلتا چلا گیا ـــــ

- ———عہد اغالبہ (نویں صدی عیسوی) میں جنوبی اٹلی، ایشیائے کوچک، اور باسفورس تک مسلمان بڑھتے چلے گئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا———
- ———عہد بنو عباسیہ ۷۲۵ھ سے ۱۲۵۶ء میں سلطنت اسلامیہ کو وسعت سے زیادہ استحکام نصیب ہوا البتہ عہد غزنویہ میں (۱۰۰۰ء تا ۱۰۳۰ء) ہندوستان، پاکستان، اور کشمیر (سندھ و ملتان کے علاوہ) وغیرہ میں، سلطنت اسلامیہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام پھیلا اور ساتھ ہی قرآنی تعلیمات کا دائرہ بھی وسیع ہوا———
- ———برونیو، انڈونیشیا، ملائیشیا، چین اور آبنائے ملاکا کے مختلف علاقوں میں تبلیغ کے ذریعے اسلام اور ساتھ ہی قرآن کا پیغام پھیلا———
- ———عہد سلطنت عثمانیہ (بیسویں صدی عیسوی سے سولھویں صدی عیسوی تک) بلغاریہ، یونان، ہنگری، رومانیہ، سربیا، البانیہ، یوسینیا، پولینڈ، کریمیا، جارجیا، ریاستہائے بلقان اور گرسلاویہ وغیرہ میں اسلامی سلطنت کے دائرے کی وسعت کے ساتھ ساتھ اسلام اور قرآن پھیلتا چلا گیا——— اس کے علاوہ مختلف ادوار میں مندرجہ ذیل علاقوں میں اسلام کے پیغام کے ساتھ ساتھ قرآن کا پیغام پہنچا:
———نائیجیریا، گولڈ کوسٹ، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، صحارہ، یوگنڈا، سوالیہ، کینیا، کیمرون، وغیرہ

الغرض دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں یا مبلغین و محققین نے اسلام کا پیغام نہ پہنچایا ہو———

مندرجہ بالا سرسری جائزہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ گزشتہ صدیوں میں اسلام اور قرآن کا پیغام دنیا کے ہر حصے میں پہنچ چکا ہے اور دنیا

کی ہر قوم اسلام اور قرآن سے اچھی طرح واقف ہو چکی ہے اور برابر واقف ہو رہی ہے ——— قرآن کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت کا وہ سامان ہوا کہ دنیا اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی ———

معانی قرآن، الفاظ و حروف قرآن، اعراب و اوقات قرآن، آیات و سور قرآن اور علوم قرآن وغیرہ کی حفاظت کا سامان مختلف طریقوں سے کیا گیا اور جوں جوں زمانہ گزرتا گیا حفاظت کے نئے نئے سامان مہیا ہوتے چلے گئے چنانچہ ابتداء سے لے کر اب تک قرآن حکیم کو جس طرح محفوظ کیا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب کو اس طرح حفاظت نہیں کی گئی ———

تقریر و تحریر، تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت کے ذریعے قرآن کے متن اور معانی کو کتابوں میں ذہنوں میں اور سینوں میں پوری طرح محفوظ کیا گیا، آغاز اسلام سے لے کر اب تک بلاد اسلامیہ میں علوم دینیہ اور تعلیم القرآن کے ہزاروں لاکھوں مدارس قائم ہیں جہاں سے ہر سال لاکھوں طلبہ فارغ ہو کر نکلتے ہیں ——— نماز پنجگانہ، نماز جمعہ و عیدین، نماز تراویح وغیرہ کے لیے قرآن حکیم کو جزو لاینفک قرار دے کر امر بنا دیا گیا ہے ——— تفسیر و تشریح اور ترجمے کے ذریعے قرآن کے معانی و مطالب کو محفوظ کیا گیا ——— عربی و فارسی اور اردو میں خصوصاً، تفاسیر قرآن کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ دنیا کی ایک سو سے زیادہ زبانوں میں تراجم اور بعض زبانوں میں تفسیری اور تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔

علوم قرآن سے متعلق روز روز نئی تحقیقات سامنے چلی آتی ہیں ——— تزئین و تذہیب اور خطاطی کے ذریعے قرآن حکیم کے ظاہری حسن و جمال میں اضافہ کیا گیا ——— خطاطی کو کاغذ و قرطاس تک محدود نہ رکھا گیا بلکہ پتھروں لکڑیوں اور دھاتوں پر آیات قرآنی کو کندہ کر کے جاوداں بنا دیا گیا ——— جدید سائنسی ایجادات نے قرآن کی حفاظت و اشاعت میں چار چاند لگا دیئے ——— پریس کی ایجاد نے ہمیں کا

کام کیا، کروڑوں کی تعداد میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، چھپ رہے ہیں اور چھپتے رہیں گے ــــــــ پھر کیلیگرافی، نوڈگراف، زیروگراف، فوٹو اسٹیٹ، مائیکرو فلم، نقش پلیٹ، کمپیوٹر، آڈیو کیسٹ، وڈیو کیسٹ، ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ کے ذریعے قرآن حکیم کتب خانوں میں گھروں میں بلکہ گلی گلی، کوچے کوچے اس طرح پھیلا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ــــــــ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو جمع کرنے کی ذمہ داری خود اٹھائی اور فرمایا کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا ہماری ذمہ داری ہے سچ ہے آج قرآن پاک جمع بھی ہے پڑھا اور پڑھایا بھی جا رہا ہے ــــــــ فضائیں اس کی آواز سے گونج رہی ہیں ــــــــ

۸

(ل)
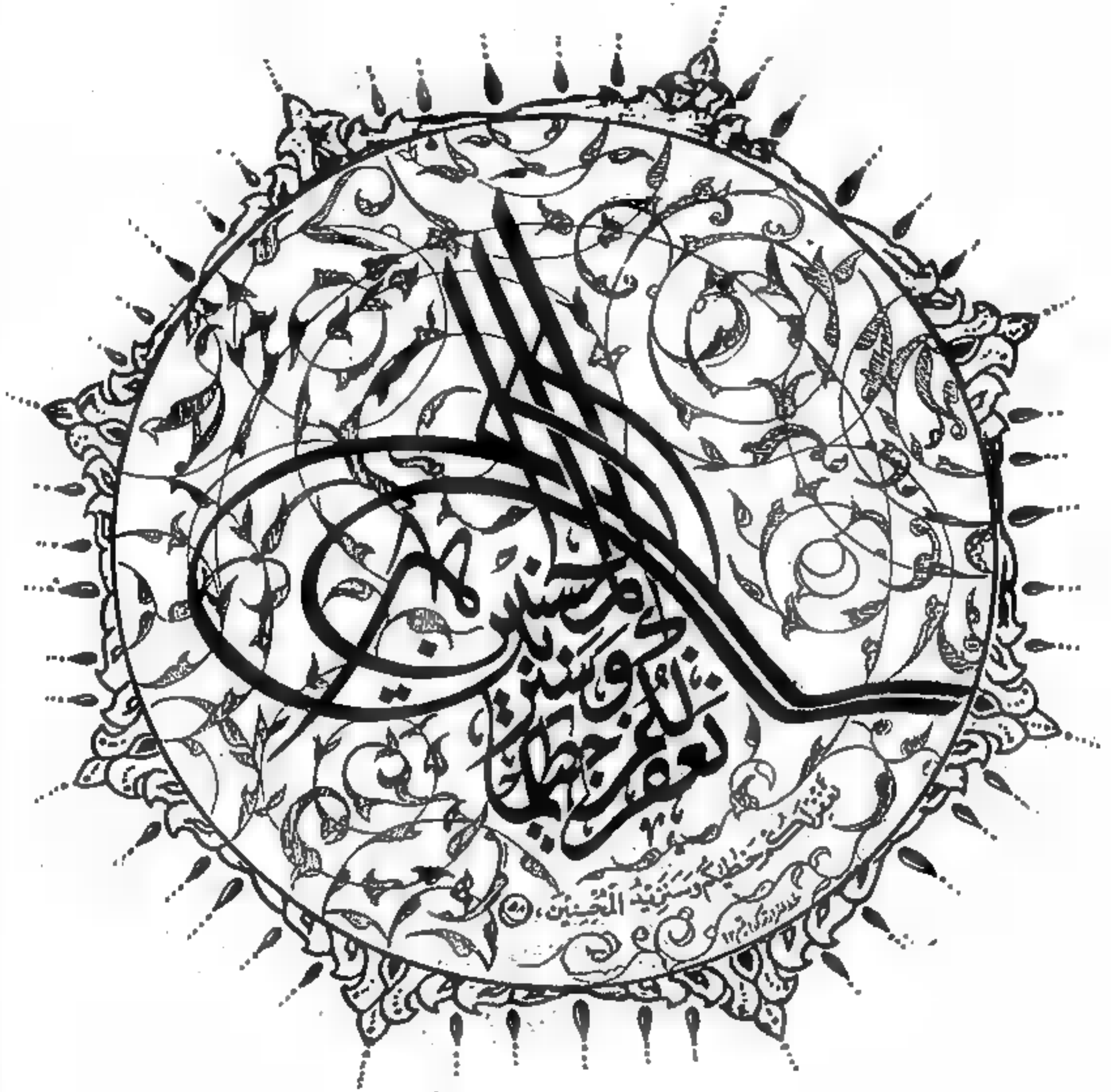
قرآن حکیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کی تزئین و آرائش کے سامان بھی ہونے لگے ــــــ فنونِ لطیفہ انسان کے احساسِ جمال کی عکاسی کرتے رہے ہیں ــــــ تحریر بھی ایک فنِ لطیف ہے، یہ وہ فن ہے جس نے انسانی تہذیب و تمدّن میں ایک عظیم انقلاب برپا کیا ــــــ ابتداء میں تصویری تحریر نے جنم لیا، جو بات کہی جاتی تصویری خاکے کی زبانی کہی جاتی ــــــ پھر الفاظ و حروف نے تحریر کی جگہ لے لی ــــــ رفتہ رفتہ یہی الفاظ و حروف پیکرِ حسن و جمال بن گئے اور فنِ خطاطی ایجاد ہوا ــــــ گل کاریوں اور رنگ آمیزیوں نے اس کے حسن کو اور دوبالا کر دیا ــــــ قرآن عظیم کی بدولت فنِ خطاطی نے وہ عروج پایا جو اس سے پہلے کبھی نہ پایا تھا ــــــ اسلام علم و دانش کا علم بردار تھا ــــــ وہ دنیا کے سامنے علم و حکمت کا شہ کار لے کر آیا اور وہی اس کی ترجہ کا سب سے بڑا مرکز رہا ــــــ اسلام کی وسعت پذیری کے ساتھ ساتھ فنِ خطاطی میں بھی وسعت پیدا ہوتی چلی گئی اور ایک کے بعد دوسرا خط ایجاد ہونے لگا یہاں تک بیسیوں فن پارے سامنے آگئے ــــــ حسن و جمال کی

اس طویل داستان کا خلاصہ یہ ہے ——

انسان احساسات و جذبات کا خزانہ ہے، وہ چاہتا ہے کہ اپنے احساسات و جذبات دوسروں تک پہنچائے —— اس وقت جب وہ الفاظ و حروف کے سرنہاں سے واقف نہ تھا گردو پیش نظر آنے والے جانوروں کی تصاویر کی مدد سے اپنے جذبات کی ترجمانی کرتا اب شاعری میں مصوری کی جاتی ہے، پہلے مصوری میں شاعری کی جاتی تھی —— تاریخ انسانی کے پتھر کے دور سے متعلق تقریباً پانچ ہزار قبل مسیح کے آثار، پتھر، پیتل اور مٹی کی تختیوں پر ملے ہیں یہ مصر، چین، ایران، بابل، نینوا، آشور، ہندوستان، پاکستان، جنوبی امریکہ وغیرہ کی چٹانوں، پتھروں غاروں اور کھنڈروں میں ملے ہیں۔

تصویری خط کے خاص تین مراکز تھے مصر، عراق اور چین —— تصویری خط کو ہیروغلفی کہا جاتا ہے۔ مذہبی لوگ اس کو لکھنے کے مجاز تھے۔ اس کی تین قسمیں قرار پائیں۔

۱۔ ہیروغلفی —— (مذہبی طبقے کے لئے)

۲۔ ہیراطیقی —— (طبقہ علماء کے لئے)

۳۔ ڈیموطیقی —— (عوام کے لئے)

ہیروغلفی کی بھی کئی قسمیں ہیں جن میں مصری ہیروغلفی صورت و عمل کے لحاظ تین قسموں تقسیم کی گئی ہے۔

۱۔ تصویر نویسی —— Pictography -

۲۔ خیال نویسی —— Ideography -

۳۔ صورت نویسی —— Hierrography -

یہ آخری قسم وہ ہے جب صورت و صوت کا ملاپ ہوا یعنی جس آواز کے لئے جو تصویر انتخاب کی گئی تھی رفتہ رفتہ اس تصویر کی نشانی رہ گئی۔ جس نے حرف کی شکل اختیار کی تصویری دور کی ابتداء میں مصری ۲۹ تصویروں سے مطالب ظاہر کرتے تھے جن کی تعداد بڑھ کر ۹۰ ہوئی پھر

ایک مدت بعد ۱۰۰ تصاویر تک جا پہنچی ان تصاویر کی مدد سے دل کی بات کہنا اور سمجھنا ایک صبر آزما کام تھا۔

تصویری خط کے رواج کے مطابق جب تصویر کا تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لئے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں۔ یہ ۲۲ تصویریں رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر حروف کی علامات بن گئیں اور یہی وہ ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں قرنوں بعد ابجد، ہوز، حطی، کلمن سعفص، قرشت میں محدود ہوئے۔ عربوں نے ہزارہا برس بعد اس میں چھ حروف بڑھائے ثخذ، ضظغ۔ پھر ایرانیوں نے پ، چ، ژ، گ کا اضافہ کیا، اس کے بعد ہندیوں نے ٹ۔ ڈ۔ ڑ کا اضافہ کیا۔۔۔۔ یہی ابجد سے لے کر ضظغ تک حروف تھے جن کے لئے اعداد بہت پہلے سے متعین کئے جا چکے تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں اسی سے ایک نیا فن "تاریخ گوئی" ایجاد ہوا۔[1]

حروف تہجی اور خطوط کی تاریخ کا موضوع بڑا وسیع موضوع ہے، یہاں نہ اس کی گنجائش اور نہ اس کی ضرورت اس لئے ہم نزول قرآن کے وقت جو خطوط رائج تھے ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔۔۔۔۔

---

[1] ممتاز حسین جونپوری : خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، ص ۱۱ ۔ ۲۰

سینکڑوں سال قبل مسیح یمن میں سبا اور حمیر کی زبردست سلطنتیں قائم تھیں انہوں نے ایک خط ایجاد کیا جس کو خط مسند یا خط حمیری کہتے تھے، اس خط کے بہت سے آثار شمالی عرب میں پائے گئے ہیں ——— اسکندر یونانی کے عہد تک اس خط کا رواج رہا پھر نبطیوں کا زور ہوا جو صحرائے سینا اور شمالی عرب سے لے کر جنوبی شام تک پھیلے ہوئے تھے عربوں سے ان کے تہذیبی اور تجارتی روابط تھے۔ حجر، پٹرا وغیرہ میں ان کی حکومتیں قائم تھیں۔

——— انہوں نے خط نبطی ایجاد کیا، اس خط کے بہت سے کتبے پہلی صدی عیسوی سے تیسری صدی عیسوی تک کے لکھے ہوئے۔ دمشق سے مدینہ منورہ تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں، عربی رسم الخط اسی نبطی خط کی ارتقائی صورت ہے [1] ———

اسی خط سے خط کوفی پیدا ہوا جو بعثت نبوی سے تقریباً دو سو برس قبل رائج ہو چکا تھا۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ خط کوفی سے قبل خط معقلی رائج تھا اور خط معقلی سے خط کوفی نکلا ——— ظہور اسلام کے وقت خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا یہی وہ خط ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تبلیغی مراسلے ارسال فرمائے ——— بعض محققین کے نزدیک خط کوفی کی وجہ تسمیہ یہ ہے قبل اسلام عراق کے دو شہر حیرہ اور انبار بہت مشہور تھے ——— حیرہ تین ثقافتوں کا سنگم تھا یعنی:

- ——— ایرانی ثقافت
- ——— مقامی بت پرست عربی ثقافت
- ——— بازنطینی ثقافت

---

[1] (ا) نکلسن: الٹریری ہسٹری آف دی عربس، ص ۳، دیباچہ
(ب) ہٹی: ہسٹری آف دی عربس، ص ۶۸

حیرہ جہاں خط کوفی پروان چڑھا اس کے قریب ہی شہر کوفہ آباد ہوا اس لیے یہ خط کوفی کہلایا۔

خط کوفی نے خلافت راشدہ کے دور میں ترقی کی جس کی شہادت مصحف عثمانی سے ملتی ہے جو اس وقت تک تاشقند (روس) میں موجود ہے۔ عہد بنو امیہ میں مشہور خطاط خالد بن الہیاج نے مسجد نبوی میں آب زر سے خط کوفی میں سورۃ الشمس لکھی جو صدیوں تک برقرار رہی —— ابن الہیاج نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کیا —— ابن ندیم کے مطابق اموی دور میں قطبۃ المحرر نے خطاطی کی بنیاد ڈالی، اس نے چار قسم کے اسلوب ایجاد کیے :——

خط طومار، خط جلیل، خط نصف، خط ثلث،

بعض محققین کا خیال ہے کہ خط ثلثین بھی اسی نے ایجاد کیا ہے ——

جب بنو عباس نے زمام اقتدار سنبھالی تو کوفہ کے بجائے بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز بنا —— اس عہد کا کاتب الضحاک بن عجلان فن خطاطی میں قطبۃ المحرر سے سبقت لے گیا —— اسی عہد کے ایک اور کاتب اسحاق بن حماد نے خط کوفی میں اور ایجادیں کیں اور کچھ مزید اسلوب ایجاد کیے مثلاً خط طومار خط سجلات وغیرہ —— ابن حماد کے شاگرد یوسف السجزی نے دو اور رسم الخط ایجاد کیے یعنی ——

خط خفیف ثلث، خفیف الثلثین

خلیفہ مامون الرشید کے وزیر فضل ابن سہل نے اس کو سرکاری خط قرار دے کر اس کا نام خط ریاسی تجویز کیا —— اسی دور کے خطاط الاحول المحرر نے ریاسی خط سے بہت سے خطوط ایجاد کیے مثلاً :——

ثلث، نسخ، محقق، ریحانی، رقاع، توقیع،

عہد عباسیہ کے مشہور خطاط ابو علی محمد بن علی بن الحسین بن محمد بن مقلہ بیضاوی (۳۲۸ھ)

نے خطاطی کے اصول و ضوابط مقرر کیے ——— یہ شکستہ خطاطی کا استاد اول مانا جاتا ہے۔

——— اس نے ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو خط المنسوب کا نام دیا گیا ———

حاجی خلیفہ نے اس خط کو خط بدیع کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہی خط آگے چل کر خط نسخ کہلایا کیونکہ اس نے اپنے سے پہلے سارے اسالیب کو عملاً منسوخ کر دیا اور سب پر حاوی ہو گیا۔

——— ذیل صدی عیسوی تک شکستہ خطاطی کے ۲۰ سے زیادہ اسالیب متعارف تھے

——— ابن مقلہ کے تلامذہ میں عبداللہ بن اسد بن القاری اور محمد بن السجستانی نے شہرت پائی

عبداللہ بن اسد کے شاگرد ابوالحسن علی بن ہلال المعروف بہ ابن البواب نے اپنے دادا استاد کے خط المنسوب کے بعد خط المنسوب الفائق ایجاد کیا ——— اسی عہد کے مشہور خطاط، یاقوت المستعصمی (م ۶۹۶ھ) نے خط ثلث سے خط یاقوتی ایجاد کیا جو سب خطوط پر سبقت لے گیا ——— یاقوت مستعصمی کا پورا نام جمال الدین المجد یاقوت بن عبداللہ المستعصمی تھا۔

اسلامی خطاطی جس کو ابن مقلہ نے باضابطہ قائم کیا اور ابن البواب (م ۴۱۳ھ) نے جس کو حسن بخشا اور جس نے یاقوت المستعصمی کے ہاتھوں کمال حاصل کیا اب ایک نئے دور میں داخل ہوا اور خط تعلیق اور خط نستعلیق ایجاد ہوئے ——— اس کے علاوہ خط مغربی، کیروان میں ایجاد ہوا ——— جو شمالی مغربی افریقہ اور مسلم ہسپانیہ میں پھیل گیا۔ اس کے چار اسالیب ایجاد ہوئے یعنی:

قیروانی، اندلسی، فاسی، سوڈانی،

——— چودھویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں خط بہاری ایجاد ہوا

اور پھر چین میں خط صینی ایجاد ہوا ——— دور عثمانیہ میں شیخ عبداللہ الاماسی (م ۱۵۲۰ء) عظیم خطاط گزرا ہے، اس کا شاگرد احمد قرہ حصاری نے خطاطی کے بہت سے نمونے یادگار چھوڑے ——— ترکی اور دوسرے مقامات پر جو خطوط ایجاد ہوئے ان سب

سابقہ اسالیب میں مندرجہ ذیل کا اضافہ ہوا ـــــــــ

خط شکستہ، خط شکستہ آمیزی، خط دیوانی، خط جامی

خط شکستہ، شفیع ہراتی سے منسوب کیا جاتا ہے ـــــــ خط دیوانی پندرہویں صدی عیسوی میں ایجاد ہوا ـــــــ ابراہیم منیف اس کا موجد تھا ـــــــ دیوانی سے دیوانی جالی، یا ہمایونی نکلا ـــــــ خط نستعلیق اور ریحانی سے ملا کر خط زلفی عروسی ایجاد کیا گیا۔

ـــــــ اس کے علاوہ، خط گلزار خط مثنی، خط طغرا ایجاد ہو گئے۔ جدید رسم الخطوں میں خط سنبلی اور خط النار بھی ہیں ـــــــ سرکاری خط و کتابت کے لیے ترکی میں خط سیاقت ایجاد ہوا، خط حروف التاج سابقہ خطوط سے زیادہ جدید ہے ـــــــ محمد شاہ فواد اول کے لیے مصر میں محمد محفوظ خطاط نے ایجاد کیا ـــــــ الغرض ترآن کیا آیا طرح طرح کے خطوط ایجاد ہوتے گئے[1] ـــــــ

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں جب ایشیا پر مغلوں کا غلبہ ہوا اور مملکتیں وجود میں آگئیں تو خط نے بھی ایک پہلو بدلا اور خط نسخ اور تعلیق کو ملا کر ایک نیا خط ایجاد کیا جس کو نسخ تعلیق کہا گیا جو بعد میں نستعلیق کہلایا گیا ـــــــ میر علی تبریزی نے جو امیر تیمور کے عہد کا مشہور خطاط تھا اسکو اوج کمال پر پہنچایا ـــــــ

اور اس کے بعد میر علی ہروی (م ۹۵۱ھ) نے اس میں اور جدتیں کیں ـــــــ

(ب)

مسلمان بادشاہوں کے عہد میں فن خطاطی کو خوب عروج حاصل ہوا نہ صرف یہ کہ انھوں نے خطاطوں کی حوصلہ افزائی کی بلکہ اس فن میں خود کمال حاصل کیا چنانچہ سلطان مسعود بن سلطان

---

[1] تھامس اینڈ ہڈسن، اسلامک کیلیگرافی، مطبوعہ لندن ۱۹۷۶ء، ص ۱-۲۱

محمود غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود (۱۲۶۵ء/۱۲۴۳ء) بابر بادشاہ (۱۵۲۶ء/۱۳۰ء) خود خطاط تھے بلکہ موخر الذکر نے ایک خط ایجاد کیا جو خط بابری کہلایا جہاں گیر کے دو بیٹوں شہزادہ خسرو اور شہزادہ پرویز نے اس فن میں نام پیدا کیا۔ شاہ جہاں بادشاہ کی اولاد میں اورنگ زیب عالمگیر، دارا شکوہ، زیب النساء وغیرہ فن خطاطی میں مہارت رکھتے تھے۔ ــــــ اورنگ زیب خط نسخ و نستعلیق دونوں کا ماہر تھا اس نے پورا قرآن لکھ کر مسجد نبوی میں پیش کیا ــــــ تخت نشینی کے بعد ایک قرآن لکھ کر کعبۃ اللہ کی نذر کیا ــــــ آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر فن خطاطی میں بڑی مہارت رکھتے تھے ان کے شاگردوں میں سید حافظ امیر الدین اور مولانا ممتاز علی نزہت رقم شہرۂ آفاق ہوئے ہیں ــــــ خط نستعلیق کے مشہور خطاط سید محمد امیر رضوی عرف میر پنجہ کش (م ۱۸۵۷ء) اسی دور میں ہوئے ہیں جن کے شاگردوں میں آغا مرزا دہلوی اور عباد اللہ بیگ بلند پایہ خوش نویس ہوئے ــــــ جدید خطاطوں میں ابن کلیم نے خط رعنا کو جنم دیا ــــــ صادقین نے تصویری خطاطی کو عروج بخشا، آذر زوبی نے خطاطی میں تجریدی انداز اختیار کیا اسلم کمال نے عماراتی خط کو حسن بخشا[۱]

[۱] (ا) ابن ندیم! الفہرست مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء

(ب) ابن کلیم! تاریخ فن خطاطی الخ، مطبوعہ ۱۹۷۷ء

(ج) جہاں گیر! تزک جہاں گیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

(د) مولانا غلام طیب! اسلامی آرٹ اور فن تعمیر مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء (ھ) بابر! تزک بابری

(و) ابوالفضل آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

(ز) چیمبرز ڈیوڈ! اسلامی آرٹ، مطبوعہ لندن ۱۹۷۴ء

(ح) ایس۔ایم۔اکرام! کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان، مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء

(ط) گلزار آفاقی! مقالات مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

انور انصاری اور گل جی نے بھی تدریس پیدا کیں ـــــــــــ

پاک و ہند میں قرآن حکیم کی کتابت میں جو ماہرین فن ممتاز نظر آتے ہیں ان میں سے چند کے نام اوپر

گزرے بعض کے نام یہ ہیں: ـــــــــــ

سلطان ابراہیم غزنوی، سلطان ناصر الدین محمود، عبداللہ ہروی

عبدالباقی یاقوت رقم، حافظ محمد حسین لاہوری، سید عنایت اللہ حسینی

محی الدین اورنگ زیب، حاجی محمد اسمٰعیل ماژندرانی، محمد عارف

یاقوت رقم، قاضی عصمت اللہ خاں، آغا غلام رسول کشمیری،

سید جلال الدین حیدر مرصع رقم، منشی محمد ممتاز علی نزہت رقم

حافظ سید امیر الدین دہلوی، غلام رسول عادل گڑھی، سلطان القلم

مولانا محمد قاسم لدھیانوی مولانا امام الدین کیلانی، منشی محمد الدین

میاں عبدالرشید، سید محبوب رقم، مولانا محمد حسین عادلی، حکیم سید نیک

عالم شاہ، فاطمۃ الکبریٰ ـــــــــــ پیر عبدالحمید، محمد شریف لدھیانوی

محمد شریف شرافت نوشاہی وغیرہ وغیرہ[1]

فن خطاطی کے ماہرین کو مختلف القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے جس سے فن خطاطی میں ان

کی پہچان ہوتی ہے۔

مندرجہ ذیل القاب نظر آتے ہیں: ـــــــــــ

شیریں رقم (خواجہ عبداللہ) زریں قلم (محمد حسین کشمیری) مشکیں رقم

(میر عبداللہ) ہفت قلم (محمد اصغر) زریں رقم (ہدایت اللہ)

جواہر رقم (علی خاں تبریزی) یاقوت رقم (محمد عارف)

---

[1] انور حسین نفیس رقم، خطاطان قرآن، مشمولہ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور) قرآن نمبر ۱۹۶۹ء، ج ۲، ص ۸۵

سلطان القلم (محمد قاسم لدھیانوی) امر نقش رقم (بندہ علی) انتخاب رقم
(قدرت اللہ) محبوب رقم (بدر الدین علی خان) پروین رقم (عبد المجید)
زرہت رقم (ممتاز علی) مرصع رقم (بدر الدین علی خان) پروین رقم
(عبد المجید) الماس رقم (منشی محمد صدیق) ہفت رقم، حافظ
محمد یوسف دہلوی) نفیس رقم (انور حسین) انیس رقم (سید احمد)
نادر القلم (عبد الواحد) گوہر رقم (خورشید عالم) سید القلم،
(محمد اشرف علی) وغیرہ وغیرہ

المختصر فن خطاطی پاک و ہند میں گو عربوں اور ایرانیوں کے وسیلے سے آیا مگر اس خطے کے اہل
کمال نے اس فن کو وہ عروج بخشا اور وہ بوقلمونی عطا کی جو اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ــــــــ
انہوں نے اس میں مختلف ایجادات بھی کیں مثلاً ــــــــ

خط غبار، خط ماہی، خط سنبل، خط ریحان، خط طغرا، خط پیچاں،
خط توام، خط ناخن وغیرہ

اس وقت عالم اسلام میں فن خطاطی میں پاکستان کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہاں
بڑے بڑے اہل کمال موجود ہیں ــــــــ ایک اندازے کے مطابق یہاں پندرہ
ہزار خطاط و خوشنویس موجود ہیں جو نہ صرف روایاتی خطاطی پر عبور رکھتے ہیں بلکہ جدید خطاطی میں بھی
کمال رکھتے ہیں اور نئی نئی ایجادات کرتے جاتے ہیں[1] ــــــــ

---

[1] ایضاً ج ۲

قرآن نے آتے ہی انسان کو لوح و قلم کی طرف متوجہ کیا اور جب مسلمانوں نے قلم سنبھالی تو ساری دنیا کو حیران کر دیا۔ قرآن سے مسلمان کو والہانہ محبت ہے، وہی ان کا مرکز نگاہ ہے، جمال و زیبائی کے سارے زیور اس کی آرائش و زیبائش پر صرف کر کے اس کو ایسا حسین و جمال بنا دیا کہ جو دیکھتا ہے عش عش کر اٹھتا ہے ——— پھر یہی نہیں کہ کاغذ و قرطاس کو آیات قرآنی سے سجایا گیا بلکہ مسجدوں میں، مقبروں میں، مزاروں میں، میناروں میں، پتھروں میں، لکڑیوں میں، شیشوں میں، کپڑوں میں، ہتھیاروں میں، سکوں میں، غرض ہر جگہ آیات قرآنی کے ایسے ایسے حسین جلوے دکھائے ہیں کہ بس دیکھا کیجئے ——— حیرت پہ حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے ——— پھر کتابت قرآنی میں مختلف حیرت انگیز کارنامے دکھائے ——— پورا قرآن پاک ایک انڈے کے چھلکے پر لکھا گیا ——— تین سورتیں گیہوں کے ایک دانے پر لکھی گئیں ——— تیمور نے عمر اقطار سے اتنا چھوٹا قرآن لکھوایا کہ انگوٹھی کے نگینے میں آگیا اور اس سے بڑا قرآن بھی لکھوایا جس کی چوڑائی ایک میٹر تھی ———

(ج)

عجائب القرآن بھی خطاطی کا ایک شہکار ہے جس میں خطاطی کی چودہ سو سالہ تاریخ کو سمیٹ دیا گیا ہے یہ شہکار پنجاب کے ممتاز خطاط خورشید عالم گوہر نے پیش کیا ہے جن کا سلسلہ تلمذ اپنے عہد کے ممتاز خطاطوں سے ملتا ہے، وہ لکھتے ہیں: ———

> مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد سید محمد امیر رضوی المعروف میر پنجہ کش آسمان خطاطی پر آفتاب بن کر چمکے، ان کے تلامذہ میں آغا مرزا دہلوی، عباد اللہ بیگ، بدر الدین، مرصع رقم تھے۔ آغا مرزا دہلوی میرے استاد مکرم سید اسمٰعیل دہلوی کے استاد تھے اور اس حوالے سے ایک

واسطے سے میرا تعلق میر پنجہ کش سے ملتا ہے، استاد مرحوم سے میرا کافی تعلق رہا اور نستعلیق، ثلث، نسخ، کوفی، دیوانی، محقق، شکستہ رقاع، اور دیگر خطوں کی تربیت لی، نستعلیق کی کچھ تربیت حافظ یوسف سدیدی سے حاصل کی، نظری استفادہ ہاشم محمد الخطاط مرصع (عراق) عبد العزیز الرفاعی مرحوم، سید ابراہیم (مصر) حافظ ایتاج مرحوم (ترکی) سے کیا[1]

اس میں شک نہیں کہ گوہر رقم نے صفحۂ قرطاس پر موتی بکھیرے ہیں جو دیکھتا ہے حیران رہ جاتا ہے۔ اتنے سارے خطوط کا ایک ہی خطاط کے قلم سے لکھا جانا اور اس کمال و مہارت کے ساتھ گویا اس نے ہر خط کے لیے مدتوں ریاض کیا ہے سخت حیران کن ہے ـــــــ

راقم نے اپریل ۱۹۸۴ء میں مدینہ کمپنی کے سرپرستِ اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی دعوت پر اسلام آباد حاضر ہو کر خانقاہ خیریہ میں اس کے پہلے پارے کی زیارت کی ہے جس میں تقریباً ۲۰۰ رسم الخط استعمال کئے گئے ہیں اور جس کا وزن اندازاً سوا من ہو گا۔ یہ قرآن پاک فن کتابت کے لحاظ سے، تقطیع کے لحاظ سے، حجم کے لحاظ سے، وزن کے لحاظ سے عجیب سے عجیب تر ہے ـــــــ خورشید عالم گوہر قلم لکھتے ہیں:

> قرآن مجید کا نسخہ عجائب القرآن (۴۰ من وزنی) کا یہ پہلا پارہ خطاطی کی مندرجہ بالا تاریخ کا حسین مرقع ہے اور راقم الحروف کا تحریر کردہ ہے بجا طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظیر ۱۴۰۰ سو برس میں نظر نہیں آتی ـــــــ ۲۰۰ رسم الخط میں آج تک کوئی خطاط نہ لکھ سکا اور میں اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جس نے

---

[1] خورشید عالم گوہر قلم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

مجھ جیسے گنہگار کو یہ سعادت عطا فرمائی [1]

جناب الحاج شہزاد حسین بٹ قادری (صدر مدینہ قرآن کمپنی) نے عجائب القرآن کے پہلے پارے میں "تشکر" کے زیر عنوان گوہر رقم کے دعوے کی تصدیق و توثیق کی ہے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

> مقام حیرت ہے کہ پاکستان کے اس قابل احترام نامور خطاط نے صرف پندرہ دنوں میں ۲۰۰ اقسام خط میں پارہ لکھ کر خطاطی کی تاریخ میں انمٹ نقش ثبت کر دیا۔
>
> یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ آج تک دنیا میں کوئی خطاط ایسا نہیں گزرا جس نے اتنے رسم الخط تحریر کیے ہوں۔
>
> گوہر صاحب کا خطاطی میں قائم کردہ ریکارڈ قابل ستائش ہے [2]

خورشید عالم گوہر رقم نے اس قرآن پاک میں فن خطاطی میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے اور مندرجہ ذیل خطوط استعمال کیے ہیں۔ پھر ہر خط میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ بعض خطوط میں تو ایک ہی خط کو کئی کئی انداز سے لکھا ہے گویا جس طرح شاعر کو آمد ہوتی ہے اور وہ بیک وقت دو غزلہ، سہ غزلہ لکھتا ہے، آمد کی یہی کیفیت خورشید عالم گوہر رقم کو میسر آئی اور انہوں نے جو کچھ لکھا بقول خود عالم کیف میں لکھا اور اس میں شک نہیں کہ اس کیف میں سرپرست اعلیٰ، حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مدظلہ العالی کی توجہ کاملہ کا پورا پورا دخل ہے، راقم نے خود ان کی صحبت میں یہ تاثیر پائی۔

---

[1] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، لاہور، قلمی، ورق ۱۷

[2] خورشید عالم گوہر رقم: عجائب القرآن، عکس ۱۹۸۳ء، ص ۲

مستقر ومتاع الى حين ۳۶
فتلقى ادم من ربه كلمت فتاب
عليه انه هو التواب الرحيم ۳۷
قلنا اهبطوا منها جميعا فاما
ياتينكم منى هدى فمن تبع

لادم فسجدوا الا ابليس ابى واستكبر وكان من الكفرين
وقلنا يادم اسكن انت وزوجك الجنة و
كلا منها رغدا حيث شئتما ولا تقربا هذه
الشجرة فتكونا من الظلمين فازلهما
الشيطن عنها فاخرجهما مما كانا فيه وقلنا
اهبطوا بعضكم لبعض عدو ولكم فى الارض

گوہر رقم نے عجائب القرآن میں یہ خطوط استعمال کیے ہیں ۔

خط آجارہ، خط تعلیق، خط ثلث، خط ثلث جدید، خط دیوانی جدید، خط دیوانی منقش، دیوانی قدیم، خط رقاع، خط ریحانی، خط شکستہ، خط شجر دار، خط عماراتی، خط غبار، خط طغرا، ثلث، خط طغرائے قدیم، خط طغرا، خط کوفی قدیم، خط کوفی جدید، خط کوفی منقش، خط محقق، خط مغربی، خط ماہی خط مجموعہ، خط نسخ ———

وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ عجائب القرآن حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبداللہ جان نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی سرپرستی اور توجہ خاص کا پورا پورا دخل ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً ان کے حالات اور شمائل و خصائل بیان کر دیے جائیں تاکہ قارئین کرام عجائب القرآن کے پس منظر میں کام کرنے والی اس روحانی قوت سے بھی آشنا ہو جائیں جو اس مہم میں قدم قدم پر رہنمائی کرتی رہی ———

(۵)

حضرت کا اسم گرامی عبداللہ ہے، کنیت ابوالخیر اور لقب محی الدین — ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء کو پشاور (صوبہ سرحد، پاکستان) میں ولادت باسعادت ہوئی ——— والد گرامی کا اسم شریف حاجی محمد جان اور عرف بابا جی ہے جو بقید حیات ہیں اور صاحب دل ہیں اسی لیے موصوف نے اپنا مال اور اپنے عزیز صاحب زادے حضرت خواجہ عبداللہ جان مدظلہ العالی کو تبلیغ و ارشاد کے لیے وقف کر دیا ہے حضرت بابا صاحب ایک فیکٹری کے مالک ہیں لیکن مزدوروں پر ایسے رحیم و کریم دور جدید میں جس کی مثال ملنا مشکل ہے ——— راقم دولت کدے پر حاضر ہوا ہے اور زیارت سے

مشرف ہوا ہے ——————

حضرت خواجہ عبداللہ جان نے عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی مگر تعلیم ہی کے دوران والد ماجد نے صوفی نواب الدین صاحب علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کرا دیا۔ موصوف نے حضرت کے اسم گرامی کے ساتھ "محمد" کا اضافہ فرمایا اور ۱۹۵۴ء میں ۱۶ سال کی عمر میں خلافت سے نوازا —————— حضرت خواجہ کو سات سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل ہے ——————

سلاسل قادریہ، چشتیہ، صابریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، علویہ، میں مولانا میر انگی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے —————— حضرت پیر ضامن نظامی دہلوی نے چشتیہ نظامیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا —————— سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مولانا محمد اللہ خان صاحب نے بھی اجازت و خلافت سے نوازا —————— سلسلہ قادریہ رضویہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدینہ منورہ نے اجازت و خلافت سے نوازا ——————

حصول خلافت کے بعد آپ نے بیرون ملک دورہ کر کے سلسلے کی اشاعت فرمائی، گم گشتگان راہ کو ہدایت بخشی۔ ۷ غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا، سرہند شریف حاضر ہوئے، متعدد بار پاک و ہند، عراق اور حرمین شریفین کا سفر کیا، انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کی، اہل اللہ کے مزارات پر حاضر ہوئے، اب تک آٹھ بار حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں[1] ——————

موصوف اپنی مجالس میں ذکر جہر کراتے ہیں جو تاثیر سے خالی نہیں۔ دور جدید میں شیطانی آوازوں نے فضاؤں کو مسموم کر رکھا ہے، یہ رحمانی آوازیں فضاؤں کو معطر و معنبر کرتی ہیں اور

---

[1] پروفیسر خالد امین مخفی الخیری، السلسلۃ الخیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء) اور دیگر ماخذ ——

انسان خود کو ایک نئے جہاں میں محسوس کرتا ہے اور اصلاح حال کی صورت میں پیدا ہوتی ہے ——— آپ کی مجالس میں امیر سے لے کر فقیر تک، مخدوم سے لے کر خادم تک، افسر سے لے کر چپڑاسی تک سب آتے اور فیض پاتے ہیں۔ دربار عالیہ مرشد آباد شریف (پشاور) آستانہ عالیہ (اسلام آباد) خاص مراکز ہیں۔

حضرت خواجہ مدظلہ العالی بڑے بلند اخلاق ہیں، شیخ وقت ہیں گر مزاج میں عاجزی و انکساری ہے، طبیعت میں برداشت ہے، ناگوار باتوں کو اس طرح سہہ لیتے ہیں جو اہل اللہ کے شایان شان ہے، بے نیاز ہیں مریدوں کے مال پر نظر نہیں، ان کے دل پر نظر ہے۔ ——— دیتے ہیں اور لیتے بھی ہیں تو دینے کے لیے ——— کلام میں اثر ہے صحبت میں تاثیر متانت و سنجیدگی چہرے سے مترشح ہے ———

عارفانہ و عالمانہ کلام کرتے ہیں دوسرے کا کلام توجہ سے سماعت فرماتے ہیں متکبر و خود پسند نہیں ——— نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کا بہترین نمونہ ہیں ——— مطالعہ کا بڑا شوق ہے، پشاور میں دولت کدے پر بہترین کتابوں کا ذخیرہ ہے جس سے علمی ذوق کا اندازہ ہوتا ہے ورنہ اس دور مجاز پرست میں کتابوں کو کم ہی پوچھا جاتا ہے ———

حضرت خواجہ کے دربار میں دولت کی پوچھ نہیں، محبت کی پوچھ ہے ——— علم و دانش کی پوچھ ہے ——— یہاں علماء کے گلوں میں روپوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں ——— حضرت خواجہ کے تربیت یافتہ بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں ——— اسلام آباد اور پشاور کے علاوہ کئی مراکز ہیں جہاں آپ کے متوسلین و مریدین تبلیغ و ارشاد میں مصروف ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اہل اللہ ہی انسان بناتے ہیں ——— ان کی خانقاہیں بہترین تربیت گاہیں ہیں ——— کالجوں میں، یونیورسٹیوں میں، شاید دماغ بنتے ہوں گے مگر دل نہیں بنتے ——— انسان نہیں بنتے ——— انسان بنتا ہے تو

انسانوں کی صحبت میں بیٹھنا ہوگا ــــــــ اس راز کو جس نے پایا اس نے فقیری کو شاہی پر ترجیح دی بلاشبہ ــــــــ

دربار شہنشاہی سے خوش تر
مردان خدا کا آستانہ

(ھ)

عجائب القرآن کے کاتب جناب خورشید عالم گوہر قلم خوش قسمت ہیں کہ ایک مردِ مومن نے ان کی سرپرستی فرمائی اور انہیں کی سرپرستی میں انھوں نے کام مکمل کیا ــــــــ ان کے کام کی تفصیل تو اوپر گزر چکی ہے ــــــــ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مختصر احوال بھی لکھ دیے جائیں ــــــــ کیوں کہ دورِ جدید کا قاری یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ لکھنے والا کون ہے ــــــــ ؟

جناب خورشید عالم گوہر قلم ۱۹۵۶ء میں ضلع گوجرانوالہ (پاکستان) میں پیدا ہوئے ۔ میٹرک تک تعلیم پائی، کچھ عرصے دینی تعلیم بھی حاصل کی ــــــــ سید اسمٰعیل دہلوی سے خطاطی میں مشق لی، کچھ عرصے حافظ محمد یوسف سدیدی کے پاس بھی مشق کی ــــــــ کتابت کی مشق کے ساتھ اخبارات و رسائل کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے ــــــــ اس کے علاوہ کتابوں کے سرورق، طغروں، کیلنڈروں اور عمارتوں پتھروں کے لیے بھی لکھتے رہے ــــــــ موصوف کے قطعات، ماسکو میوزیم (روس)، لندن میوزیم (انگلستان) اور اسلام آباد (پاکستان) میں موجود ہیں ــــــــ عجائب القرآن کا منصوبہ آپ کے خیال میں آیا اور پھر عمل میں لایا گیا ــــــــ پہلا پارہ جس کا وزن سوا من کے قریب ہے اور جس میں تقریباً ۳۰۰ رسم الخطوں میں کتابت کی گئی ہے، خواجہ عبداللہ جان کی خدمت میں پیش کیا اور تیسواں پارہ دربارِ عالیہ موہری شریف میں پیش کیا گیا ــــــــ

خورشید عالم گوہر قلم کا ۲۸ سال کی عمر میں اساتذہ فن سے تین چار سال کی مشق کے بعد اتنے بہت سے خطوط میں یہ کمال پیدا کر لینا کہ اہل فن دیکھ دیکھ کر حیران ہوں سخت حیران کن ہے ——— یہ کمال کسبی نہیں وہبی معلوم ہوتا ہے ——— راقم خود حیران تھا مگر دیکھنے والوں نے بتایا کہ واقعی ہم نے یہ قرآن اُن کو لکھتے دیکھا ہے ——— راقم نے اسلام آباد سے لاہور فون پر اُن سے بات کی اور یہ سوال کیا کہ اتنے خطوں میں اتنی مہارت حاصل کرنا کیسے ممکن ہوا ——— انہوں نے فرمایا جب لکھتا ہوں تو ایک کیف کا عالم طاری ہوتا ہے قلم خود لکھتا چلا جاتا ہے۔ سچ ہے ایک شاعر یا ناثر پر بھی یہ وجدانی کیفیت طاری ہوتی ہے پھر وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا ———

المختصر جناب خورشید عالم گوہر قم ہم سب کی طرف سے دلی مبارک باد اور شکریہ کے مستحق ہیں ۔ ایسے ہنر مندوں کی ہمت افزائی کی جانی چاہیئے اور یہ حوصلہ افزائی حکومت وقت کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کیوں کہ حوصلہ افزائی سے علوم و فنون ترقی کرتے ہیں اور ناقدری سے مرتے چلے جاتے ہیں ———

خطاطی ایک ایسا فن ہے جو ادب و دین، سے بیگانہ نہیں ہے بلکہ یگانہ اور مثال زمانہ گوناگوں ہے ——— اس کا ماہر جب ڈوبتا ہے تو گوہر ہائے آبدار نکالتا ہے اور دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتا ہے، بلا شبہ ؂

خودی میں ڈوبنے والوں کے عزم و ہمت نے
اس آبجو سے کیے ہیں بحر بیکراں پیدا

۱

براعظم ایشیا ہو یا افریقہ، یورپ ہو یا آسٹریلیا، جنوبی امریکہ ہو یا شمالی امریکہ ـــــ دنیا کا کوئی گوشہ اور کوئی بھی خطہ ہو ـــــ جہاں انسان بستے ہیں وہاں دکھ درد کی بات بھی ہوتی ہے ـــــ وہاں ہمدردوں اور دردمندوں کی بھی تلاش ہوتی ہے ـــــ

انسان کو انسان بناتا ہے ـــــ کچھ انسان، انسانوں کی کتابیں پڑھ کر بنتے ہیں کچھ انسان، انسانوں کی صحبت میں بیٹھ کر بنتے ہیں ـــــ مگر وہ انسان کہاں سے لائیں جس کے دل میں سارے جہاں کا درد ہو ـــــ ہر انسان اپنی بات کر رہا ہے، اپنے ملک کی بات کر رہا ہے، اپنی قوم کی بات کر رہا ہے۔ اس کی نگاہ میں وہ وسعت نہیں ـــــ اس کے دل میں وہ پھیلاؤ نہیں کہ دنیا کا ہر مظلوم و بے کس سما سکے ـــــ

یہ مسئلہ حل ہو تو کیوں کر ہو؟ ـــــ

اصل مسئلہ قوت کے ارتکاز کا ہے ـــــ ارتکاز ایک انسان میں یا چند انسانوں میں؟ ـــــ صاحب اقتدار ایک انسان یا چند انسان ـــــ جس مصنف کو انہوں نے پڑھا ہے جس انسان کی صحبت میں رہے ہیں ـــــ جس ماحول میں انھوں نے پرورش پائی ہے ـــــ وہ اسی کی بات کرتے ہیں ـــــ بات یہاں

سے چلتی ہے ——— دائرے یہاں سے تنگ ہوتے ہیں ——— پھر اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ سارا عالم نکل جاتا ہے صرف چند انسان اور ان کی قوت کا لوہا ماننے والے چند غلام رہ جاتے ہیں ———

اسلام چاہتا ہے کہ اہل عالم ملے جلے رہیں ——— ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں ——— ایک دوسرے کے قریب رہیں ——— اس لیے وہ مذہبی وحدت کا قائل ہے ——— ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک سب آنے والے اسلام ہی کا پیغام لے کر آئے ——— یہ بات ایک تاریخی حقیقت ہے ——— یہی وہ اسلام ہے جو کبھی یہودیوں کا مذہب تھا ——— یہی وہ اسلام ہے جو کبھی عیسائیوں کا مذہب تھا ——— موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ——— عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی پیغام سنایا ——— اللہ کے بھیجے ہوئے ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی زبانوں میں اسلام ہی کا پیغام سنایا ——— وہ اپنی طرف سے دوسرا کوئی پیغام نہ لائے ——— آج بھی ان کے پیغاموں میں آسمانی جھلک نظر آتی ہے ——— مگر ان کے ماننے والوں نے ان کو تو یاد رکھا اور ان کے پیغام کو بھلا دیا ——— بات یہاں سے بگڑی ——— اس سلسلے کی ہر کڑی ایک دوسرے سے وابستہ اور مسلسل و مربوط تھی ——— مگر ایک کے ماننے والوں نے دوسروں کا انکار کیا ——— اس طرح کڑیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور نئے نئے مذاہب بنتے چلے گئے ——— افراتفری پھیلتی چلی گئی ——— اتحاد و اتفاق عنقا ہو گیا ——— بلکہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہو گیا ——— کیا اچھا ہو کہ دنیا کے سارے بسنے والے اپنے خدا کے اس پیغام پر لبیک کہیں جو جاوداں پیہم رواں ہر دم جواں ہے ، جس میں ہر زمانے اور ہر قوم کے مسائل کا حل موجود ہے ——— جس میں تجربوں کو نچوڑ کر رکھ دیا گیا ہے ———

؎ صد جہان تازہ در آیات او ست
عصر ہا پیچیدہ در آیات او ست

صدیوں کے بعد جو معلوم ہو سکتا ہے وہ لمحوں میں دکھا دیا ہے ——— یہ بات دل میں رکھنی چاہیے کہ اسلام کسی مذہب کا مقابل نہیں بلکہ ہر آسمانی مذہب کی اصل ہے جو چلا یہاں سے چلا، پھر بہکتا گیا ——— الگ تھلگ ہوتا گیا ———

(ب)

اسلام انسانیت کے لیے ہے، انسانیت نے اس کو نہ اپنایا تو خود انسانیت کا نقصان ہے، اسلام کا کوئی نقصان نہیں ——— وہ ایک ضابطۂ حیات ہے ——— ایک شخص منزل تک پہنچنا چاہتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ جہاز میں سوار ہو جاؤ جلد پہنچ جاؤ گے مگر وہ کہتا ہے میں تو بیل گاڑی میں جاؤں گا ——— تو اس میں نقصان جہاز کا نہیں تو مسافر کا ہے ——— اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو انسان کو منزل تک جلد اور با عافیت پہنچا دیتا ہے اور راستے کی ہر کلفت سے بے نیاز کر دیتا ہے ———، ہم غیر قوموں کے قوانین اپنانے ہوئے جھجکتے نہیں ——— آج دنیا کے اکثر قوانین بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر رومن لاء سے مستفید ہیں تو پھر قرآن کو اپناتے ہوئے ہم تعصب و تنگ دلی کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں؟ ——— انسانیت کی مجموعی فلاح کے لیے ہم کو تعصب و تنگ دلی کا یہ پردہ اٹھانا ہوگا اور اس میں شک نہیں دنیا کی بعض حکومتوں نے اپنے قوانین میں قرآن حکیم کے اصول و ضوابط شامل کیے ہیں مگر یہ سب کچھ چوری چھپے کیا گیا ہے ———

جب یہ حقیقت ہے تو اس کا برملا اظہار کیا جانا چاہیے، عقل یہی کہتی ہے کہ اسلامی انقلاب سے دنیا کا ہر انقلاب متاثر ہوا ہے ———

(ج)

علم و دانش کی اس دنیا میں جنگل کا قانون نہیں چل سکتا ــــــ انسان کا قانون چلتا ہے،
ــــــ مگر انسان کے احوال بدلتے رہتے ہیں ــــــ رجحانات بدلتے رہتے ہیں
ــــــ کیفیات بدلتی رہتی ہیں ــــــ پھر قوموں میں وہ رنگارنگی کہ ایک کا رنگ
دوسرے کو نہیں بھاتا ایک کی ڈگر پر دوسرا نہیں چلتا ــــــ راہیں الگ الگ ــــــ
رنگ الگ الگ ــــــ بنے تو کیوں کر بنے؟ ــــــ ایسا رنگ کہاں سے لائیں
کہ سب کا من بھاتا ہو؟ ــــــ جو سب کی آنکھ کا تارا ہو ــــــ جو سب کے
دلوں کا سرور ہو ــــــ اور ایسی ڈگر کہاں سے لائیں جس پر ہاتھ ملائے سب ساتھ
ساتھ چل نکلیں ــــــ فاصلے سمٹ گئے ــــــ زمانے سکڑ گئے ــــــ
ــــــ ہاں، جسموں کے فاصلے گھٹ گئے مگر روحوں کے فاصلے بڑھ گئے
من، تن سے دور ہو گیا ــــــ تن، من سے چھوٹ گیا ــــــ
ہاں اسے زندگی سے بھاگنے والو! ــــــ اور ہاں اسے دنیا کی زندگی کو
سب کچھ سمجھنے والو! ــــــ ایک جہاں اور بھی ہے ــــــ ایک مکاں
اور بھی ہے ــــــ یہی سب کچھ نہیں ــــــ اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی پتھروں اور جانوروں
کی طرح زندگی گزارتے ــــــ ہر قانون سے آزاد ہوتے ــــــ ہر تکلیف
سے آسودہ حال ہوتے ــــــ حیف ہم اتنے تنگ نظر کیوں ہو گئے
ہمارے پیچھے بھی وسعتیں ہیں، ہمارے آگے بھی وسعتیں ہیں ــــــ آنکھیں کھولو
ــــــ ہوش سنبھالو ــــــ ایٹم کی طاقت کا پتہ لگانے والو! من کی قوت
کا بھی پتا لگاؤ ــــــ روح کی وسعت کا بھی پتا لگاؤ ــــــ آؤ اس سرچشمۂ
ہدایت کی طرف چلو جہاں زمانے سمٹ رہے ہیں ــــــ عقل حیران ہے

——— یہ کیا ہو رہا ہے؟

اے دنیا کے انسانو! ——— اے دکھ درد کے مارو! ———

اے پھولوں کی سیج پر سونے کی آرزو میں کانٹوں پر لوٹنے والو! ——— اے بے قرار نگاہو! ——— اور اے مضطرب دلو! ——— تمہارا خالق تم کو پکار رہا ہے ——— تمہارا مالک تم کو پکار رہا ہے ——— وہی رحمٰن و رحیم جو پیدا ہوتے ہی پردۂ غیب سے تمہارا رزق ظاہر کرتا ہے اور شکمِ مادر سے دودھ کی نہریں بہاتا ہے ——— وہی رازق و کریم جب تم بڑے ہو جاتے ہو تو تمہارے لیے زمین سے طرح طرح کے اناج، میوے اور پھل نکالتا ہے ——— وہی خالق و مالک جب تمہارا دل پیاسا ہوتا ہے ——— تمہاری روح بھوک سے بیقرار ہوتی ہے تو پہلے ہی خوانِ نعمت رکھا ہوتا ہے ——— جو من کی پیاس بجھاتا ہے اور روح کی بھوک مٹاتا ہے ——— شعور زندگی کے ساتھ تم کو وقارِ زندگی بخشتا ہے ——— تم اس خوانِ نعمت کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ ———

انسان انسان کو کھائے جا رہا ہے ——— انسان انسان کو دبائے جا رہا ہے ——— انسان انسان کو سلائے جا رہا ہے ——— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو اٹھاتا ہے ——— تم اس کی طرف کیوں نہیں آتے جو تم کو جگاتا ہے؟ ——— تمہارے حوصلے بلند کرتا ہے ——— تمہیں زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جاتا ہے ——— نہیں نہیں زمین ہی کو ہمدوشِ ثریا کر دیتا ہے۔

———

آؤ آؤ! ذرا اس خوانِ نعمت کو بھی دیکھو! ——— حقیقت کے پردے اٹھاؤ ——— عبدیت کی راکھ میں مٹاؤ ——— قریب آ جاؤ، بالکل قریب آ ——— یہ تو دیکھو، تمہارا رب تم کو بلا رہا ہے ——— اسی کے بندے

اور اسی کی جناب سے ایسے بیگانہ! ——— تم نے یہ کیسا انداز زندگی اختیار کیا ہے؟ ——— ذرا سوچو تو سہی؟ ——— غور تو کرو! ——— ہاں زمانہ تم کو پکار رہا ہے، بہاریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں ——— روشنیاں بچھی جا رہی ہیں ——— خوشبوئیں پھیلی جا رہی ہیں ——— آنکھیں پُر نور ہو رہی ہیں ——— دماغ معطر ہو رہے ہیں ——— آج زندگی، زندگی معلوم ہو رہی ہے ——— کہ ایک نئی بہار آ رہی ہے ——— بہار حسن و جمال! اس حسن جہاں ساز کی کیا بات! ——— جب اس حسن نے نور میں جلوہ دکھایا تو محمد الرسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا پیکر نورانی جلوہ افروز ہوا ——— جب اس حسن نے ذرے میں جلوہ دکھایا تو آدم علیہ السلام جیسا مسجود ملائک جلوہ گر ہوا ——— اور جب اس حسن نے نقطے میں جلوہ دکھایا تو قرآن عظیم جیسا عظیم شہ کار جلوہ ریز ہوا ——— قرآن کیا نازل ہوا دل روشن ہو گئے ذہن بیدار ہو گئے ——— مردہ زمینوں سے گل بوٹے نکلنے لگے ——— دیکھتے ہی دیکھتے بیاباں، گلستان بن گئے ——— جہاں ہو کا عالم تھا وہاں گویا دبستان کھل گئے ——— ہر طرف چہچہے، قہقہے ——— سب بولنے لگے، سب چہکنے لگے ——— ہر علم میں بہار آئی ——— ہر فن پر نکھار آیا ———

اور علوم و فنون کا وہ سیلاب اُمڈا کہ صدیاں گزر گئیں تھمنے کا نام نہیں لیتا ——— بہتا چلا جاتا ہے ——— سیراب کرتا چلا جاتا ہے،

——— بیشک قرآن اور صاحب قرآن نے عالم میں ایک انقلاب برپا کر دیا ——— ہر چیز نئی نئی معلوم ہونے لگی، آنکھ نئی، دماغ نیا، سیرت و کردار نئے، جسم و جاں نئے، در و دیوار نئے ———

آج دنیا کا ہر انسان اس انقلاب کی بھیک مانگتا نظر آتا ہے ———

بیشک صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل بیداری ملی، روشنی ملی، ایمان ملا، زندگی ملی گویا سب کچھ مل گیا:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
پرنسپل
گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

ربیع الاول ۱۴۰۵ھ
دسمبر ۱۹۸۴ء

مصنف	کتاب
القرآن الحکیم	
ابن اثیر علی بن محمد جزری	اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اوّل مطبوعہ قاہرہ ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء
ابن حزم	کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء
ابن خلدون	مقدمہ ابن خلدون، مطبوعہ مصر
ابن صاعد اندلسی، قاضی	طبقات الامم، مطبوعہ قاہرہ
ابن کلیم	تاریخ فن خطاطی، مطبوعہ ملتان، ۱۹۶۹ء
ابوبکر واسطی، علامہ	الارشاد فی القرآت العشر
ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی	السنن الکبریٰ، جلد سوم
ابن ندیم	الفہرست، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۹ء
ابوحامد محمد بن محمد غزالی	احیاء علوم الدین، مطبوعہ مصر ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء

مصنف	کتاب
ابوالحسن	فتوح الہند والسند (سندھی ترجمہ از مخدوم امیر احمد)، مطبوعہ حیدرآباد سندھ سنہ ۱۹۶۶ء
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	صحیح مسلم، مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۴۹ھ ۱۹۳۰ء، مطبوعہ مصر
ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	سنن ابوداؤد مطبوعہ کراچی سنہ ۱۳۸۹ھ ۱۹۶۹ء
ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج
ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	سنن ابن ماجہ، مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۴۲ھ / سنہ ۱۴۰۲ھ، مطبوعہ لاہور
ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم	المستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند
ابوعبداللہ محمد بن سعد زہری	طبقات الامم
ابوعبداللہ بن مسلم بن قتیبہ	معارف ابن قتیبہ، مطبوعہ مصر سنہ ۱۹۳۴ھ
ابوعبداللہ مالک بن انس	الموطا، مطبوعہ لاہور۔ سنہ ۱۹۸۳ء، (ترجمہ مولانا محمد عبدالحکیم شاہجہان پوری مظہری)
ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	جامع ترمذی، مطبوعہ دہلی
ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی الدارمی،	کتاب السنن، مطبوعہ کانپور سنہ ۱۲۹۳ھ سنہ ۱۸۷۵ء
ابوعمر یوسف بن عبداللہ الشہیر بن عبدالبر قرطبی	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۶ھ سنہ ۱۹۱۷ء
ابوالفداء اسماعیل بن عمر قرشی دمشقی	تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، مطبوعہ
ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی	فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۹، مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ و مطبوعہ دمشق۔

ابوالفضل احمد بن علی الشہیر بن حجر عسقلانی	الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ
ابوالفضل، شیخ	آئین اکبری، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
ابی جعفر محمد بن جریر الطبری	تاریخ الرسل والملوک (تاریخ الطبری) لیڈن ۱۹۶۴ء
ابی عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی	الشمائل النبویہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء
ابی الفرج علی بن الحسن الاصبہانی	کتاب الاغانی، مطبوعہ قاہرہ
ابی یعلی، قاضی	الاحکام السلطانیہ،
ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، مطبوعہ قاہرہ
ابی محمد عبداللہ مسلم بن قتیبہ الدینوری	المعارف، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء
احمد بن حنبل شیبانی	المسند، مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء
احمد بن محمد العمار الحسنی	مطابقۃ الاختراعات العصریہ لما اخبر سید البریہ، مطبوعہ مصر ۱۹۶۹ء ۱۳۸۷ھ
احمد رضا خان، مولانا	جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان، مطبوعہ لاہور ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء
احمد میاں برکاتی، مولانا	اسلام اور عصری ایجادات، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء
احمد یار خان، مولانا	علم القرآن، مطبوعہ لاہور

مصنف	کتاب
اسماعیل حقی	تفسیر روح البیان، جلد ۹، مطبوعہ استانبول ۱۹۲۶ء
اسماعیل بن عمر الدمشقی	البدایہ والنہایہ، (تاریخ ابن کثیر)
اطہر مبارک پوری، قاضی	عرب و ہند عہد رسالت میں، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء
افتخار احمد قادری، مولانا	فضائل قرآن، مطبوعہ الٰہ آباد ۱۹۸۱ء
افتخار احمد ملخی	تاریخ افکار و علوم اسلامی، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
الاصطخری	المسالک والممالک
بدر الدین محمود بن احمد عینی	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر
الباقلانی	اعجاز القرآن، مطبوعہ قاہرہ
البلاذری	فتوح البلدان
البیرونی	آثار الباقیہ
البیضاوی	انوار التنزیل واسرار التاویل، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء
الزرکشی	البرہان فی علوم القرآن، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۷ء
القاضی شمس الدین احمد بن ابراہیم بن خلکان	وفیات الاعیان انباء ابناء الزمان، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۶۷ھ ۱۹۴۷ء

المسعودی — مروج الذہب، جلد دوم

المسعودی — کتاب التنبیہ والاشراف

بزرگ بن شہریار — عجائب الھند، مطبوعہ لیڈن

جلال الدین سیوطی — الاتقان فی علوم القرآن، جلد اول، مطبوعہ کراچی جلد ثانی، مطبوعہ مصر

جلال الدین سیوطی — جوامع الجوامع،

جلال الدین سیوطی — تفسیر در منثور، جلد اول، مطبوعہ مصر

جمن تالپور، ڈاکٹر — سنڌ جا اسلامي درسگاه، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۸۲ء

حفظ الرحمن سیوہاروی، مولانا — بلاغ مبین، مطبوعہ دہلی

حنیفہ رضی، ڈاکٹر — عبداللہ بن مسعود، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

خالد ابن مخفی الخیری، پروفیسر — سلسلہ خیریہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء

خرم علی، مولانا — ترجمہ مشارق الانوار

خطیب بغدادی، ابی بکر احمد بن علی بن ثابت — اکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ بمبئی

خورشید عالم گوہر رقم — عجائب القرآن، پارہ اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

دائرۃ المعارف الاسلامیہ — جلد ۱۶، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری — الترغیب والترہیب، مطبوعہ مصر ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء

سلیمان ندوی، سید — عرب و ہند کے تعلقات، مطبوعہ الہ آباد ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء

شبلی نعمانی، مولانا	سیرۃ النبی، جلد اوّل، دوم، سوم، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء
صدیق حسن خان، نواب	فتح المغیث لفقہ الحدیث، مطبوعہ لکھنو
ظہیر الدین بابر بادشاہ	تزک بابری
عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی	سنن نسائی
عبدالرزاق نجفی	زید شہید، مطبوعہ نجف اشرف
عبدالصمد صارم الازہری	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور
عبداللطیف رحمانی، مولانا	تاریخ القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عبدالمصطفیٰ، علامہ	عجائب القرآن، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
عرام بن الاصبغ سلمی	کتاب اسماء جبال تہامہ وسکانہا
	فیہا من القریٰ، مطبوعہ قاہرہ
علی اکبر	اسرائیل والنبوات فی القرآن، مطبوعہ انگلستان ۱۹۷۳ء
علی متقی علاؤ الدین ہندی	کنز العمال وسنن الاقوال، والافعال، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۱۲ھ
غلام طیب، مولانا	اسلامی آرٹ اور فن تعمیر مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء
غلام علی آزاد بلگرامی	سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، مطبوعہ ہند، ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۵ء

گل زار آفاقی — مقالات، مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۰ء

محمد بن اسماعیل بخاری، ابو عبد اللہ — صحیح بخاری، جلد اول، دوم، سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء (ترجمہ مولانا محمد عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری)

مظہری، مطبوعہ کراچی، مطبوعہ مصر

محمد بن علوی المالکی الحسنی — حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف، مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء

محمد بن ادریس الشافعی — کتاب الام

محمد احمد مصباحی، مولانا — تدوین قرآن، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۴ء

محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر — فقہائے ہند، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء

محمد امیر شاہ قادری گیلانی، علامہ — انوار غوثیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء

محمد حمید اللہ، ڈاکٹر — رسول کریم کی سیاسی زندگی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء

محمد طاہر بن عبد القادر الکردی المکی — تاریخ القرآن وغرائب رسمہ وحکمہ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء

محمد فرید وجدی — الادلۃ العلمیہ علی جواز ترجمۃ القرآن الی اللغۃ الاجنبیۃ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء

محمد فرید وجدی — دائرۃ المعارف القرن العشرین، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر — اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر ۱۹۶۶ء، قلمی

محمد مسعود احمد، پروفیسر ڈاکٹر — تمدن ہند پر اسلامی اثرات، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۴ء

مصنف	کتاب
محمد ہاشم تتوی، علامہ	بیاض ہاشمی (قلمی)
محمود الحسن خسرو، پروفیسر	قرآن حکیم کا نزول اور وحی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء
مناظر احسن گیلانی، سید	النبی الخاتم، مطبوعہ دھلی
محی الدین نووی، امام	المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج، مطبوعہ مصر
مجد الدین فیروز آبادی	بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ
مسعود عالم ندوی، مولانا	ہندوستان عربوں کی نظر میں، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۶۰ء
مصطفیٰ بن عبد اللہ، ملا کاتب چلپی الشہیر بہ حاجی خلیفہ	کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مطبوعہ لندن
ممتاز حسین جونپوری	خط و خطاطی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء
نواب علی، پروفیسر	تاریخ صحف سماوی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۳ء
نور الدین جہانگیر، بادشاہ	تزک جہانگیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
ولی الدین محمد بن عبد اللہ	مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دھلی

1. ALI AKBER : Israel and the Prophecies of the Holy Quran, Cardiff (UK), 1974.
2. ENCYLOPAEDIA BRITTANICA: VOLS: 12, 13 & 15 USA 1974
3. FAZLUR REHMAN ANSARI: The Quranic Foundation and the Structure of Muslim Society, Karachi 1973.
4. JAMES DAVID: Islamic Art. London, 1954
5. MAHMUD BARALVI: Seerat-Al-Nabi, Jamshoro,1982
6. MAURICE BUCCAILLE: The Bible, The Quran and Science.
7. M.M.PICKTHAL NEW YORK,1954: The Meaning of the Glorious Quran
8. S.M.IKRAM: Cultural Heritage of Islam, Lahore, 1955.
9. Y.H.SAFAD: Islamic Calligraphi, London,1978

عکسِ جمیل

نیشنل میوزیم پاکستان (کراچی) میں محفوظ
قرآنِ حکیم کے چند قدیم مخطوطات کے عکس
جو جناب ایم اے حلیم (ڈائریکٹر نیشنل میوزیم)
نے ازراہِ کرم عنایت فرمائے۔

مسعود

أمسكن عليكم واذكروا
اسم الله عليه واتقوا الله إن
الله سريع الحساب اليوم
أحل لكم الطيبات وطعام
الذين أوتوا الكتاب حل

بسم الله الرحمن الرحيم
اقترب للناس حسابهم وهم في غفلة
معرضون ما يأتيهم من ذكر من ربهم
محدث إلا استمعوه وهم يلعبون لاهية قلوبهم
وأسروا النجوى الذين ظلموا هل هذا
إلا بشر مثلكم أفتأتون السحر وأنتم
تبصرون قال ربي يعلم القول في السماء
والأرض وهو السميع العليم بل قالوا
أضغاث أحلام بل افتراه بل هو شاعر
فليأتنا بآية كما أرسل الأولون ما آمنت
قبلهم من قرية أهلكناها أفهم يؤمنون

الحمد لله رب العالمين ۝ الرحمن
الرحيم ۝ مالك يوم الدين ۝ إياك
نعبد وإياك نستعين ۝ اهدنا الصراط
المستقيم ۝ صراط الذين أنعمت عليهم
غير المغضوب عليهم ولا الضالين

مصنّف کی اہم مطبوعات

۱۔ تمدّنِ ہند پر اسلامی اثرات	لاہور	۱۹۶۴ء
۲۔ شاہ محمد غوث گوالیاری	حیدرآباد	۱۹۶۴ء
۳۔ تذکرۂ مظہر مسعود	کراچی	۱۹۶۹ء
۴۔ فتاویٰ مظہری	کراچی	۱۹۶۹ء
۵۔ مکاتیبِ مظہری	کراچی	۱۹۶۹ء
۶۔ حیاتِ مظہری	کراچی	۱۹۷۴ء
۷۔ سیرت مجدّد الف ثانی	کراچی	۱۹۷۶ء
۸۔ موجِ خیال	کراچی، بمبئی	۱۹۷۷ء
۹۔ تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم	لاہور	۱۹۷۹ء
۱۰۔ محبّت کی نشانی	کراچی، الٰہ آباد	۱۹۸۰ء
۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمّد اقبال	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۱۲۔ حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	سیالکوٹ	۱۹۸۱ء
۱۳۔ احمد رضا اور عالم اسلام	کراچی	۱۹۸۱ء
۱۴۔ گناہِ بے گناہی	کراچی، لاہور، مبارک پور	۱۹۸۱ء
۱۵۔ فتاویٰ مسعودی	(زیرِ طبع)	